تاریخ خوارج

DATA ENTERED

تاریخ خوارج

تصنیف

عمر ابو النصر

ترجمہ وتہذیب

رئیس احمد جعفری

مقبول اکیڈمی

۱۹۹۔ سرکلر روڈ چوک انارکلی لاہور

۲۹۷۶۸۳
۶ ۹۱۴ ق
۱۲۹۷۴۴

جملہ حقوق محفوظ

اہتمام ——— ملک مقبول احمد
مطبع ——— ناھر اینڈ برادر پرنٹرز
قیمت ——— ۹۵/۰۰ روپے

مقبول اکیڈمی لاہور

Marfat.com

فہرست مباحث

پیرایۂ آغاز ———— ۱۴

حرفِ اوّل ———— ۱۷

مسئلہ خلافت ———— ۲۱

انتخاب و توارث کی بحث۔
مسئلہ تحکیم۔
عمرو بن عاص کی کارفرمائیاں۔
ابن عاص کی حکمت عملی۔
حکمین نے اپنے حدود سے تجاوز کیا۔
علیؓ اور معاویہؓ ایک صف میں۔
ابوموسیٰ اشعری ابن عاص کے ہاتھ میں۔
مسئلہ خلافت پر نزاع و کشمکش۔
سقیفہ بنو ساعدہ کا اجتماع۔
عثمانؓ کا دورِ فرمانروائی۔
علیؓ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت۔
طلحہؓ، زبیرؓ اور عائشہؓ۔
فیصلہ تلوار کے ذریعے۔

خوارج ———— ۳۰

علیؓ سے اقرار کفر کا مطالبہ۔
علیؓ کی طرف سے سعیٔ مصالحت۔
علیؓ اور خوارج میں جنگ
معرکۂ نہروان کے بعد۔ خطرناک فیصلہ

Marfat.com

فہرست مباحث

خوارج کی اصل وحقیقت ——— ۳۳

معاویہ کا قول خوارج کے بارے میں۔
عراق کیوں نئے فرقوں کا مصدر تھا۔
عیسائی مسلمانوں کی ماتحتی میں۔
مجوس کے ساتھ مسلمانوں کا حسنِ سلوک۔
قبیلہ بنو تمیم اور نو مسلم عجم۔
فرقہ "نجدات" کا انجام۔
خوارج میں عرب اور غیر عرب سب شامل تھے۔
اسلام میں مذہبی فرقوں کا مرکز و مصدر۔
مسلم معاشرہ پر اجنبی اثرات۔
مسلمانوں کی رواداری مسیحیوں سے۔
مسیحی اور پارسی عورتیں مسلمان گھروں میں۔
اہل فارس خوارج کے ساتھ تھے۔
خوارج کا اثر و نفوذ۔

خوارج کا ظہور ——— ۴۳

خوارج زیادہ تر بدوی عرب تھے۔
قبائل عربیہ کی خصوصیت۔
شرائط خلافت خوارج کے نزدیک۔
عثمانؓ اور علیؓ کا فرق۔
منعمات وافرہ کا دور۔
قتل عثمانؓ کا اصل سبب۔
فتنہ اپنے نقطۂ عروج پر۔
سیاسی شورشیں اور تحریکیں۔
عثمانؓ بن عفانؓ کی سیاست۔
عمرؓ کا کردار جمیل وجلیل۔
عثمانؓ کا خطاب شورش پسندوں سے۔

خوارج اور علیؓ ——— ۵۲

خوارج کے متعدد گروہ
خوارج کو راہ راست پر لانے کی کوشش۔
علیؓ کا پرچم امان۔
حالات کی ناسازگاری۔
علیؓ کی خوارج سے گفتگو۔
بعض خوارج تائب ہوکر علیؓ سے مل گئے۔

Marfat.com

فہرست مباحث
علیؑ کے راستے میں ایک نئی مشکل۔

معاویہؓ اور خوارج ——— ۵۸

معاویہؓ سے "جہاد کے لئے خوارج کی تیاریاں۔ خوارج کی شکست کا راز۔
معرکہ تخلیہ کی تفصیل۔

خوارج کوفہ میں ——— ۶۱

خوارج کوفہ میں — خوارج سے مغیرہ کی چشم پوشی۔
مغیرہ کی تقریر روسائے قبائل کے سامنے۔ — مغیرہ کی حکمت عملی۔
مغیرہ کا موقف ضعف پر مبنی تھا۔ — مغیرہ کی پہلوتہی۔
مغیرہ سکوت کو ترجیح دیتے تھے۔ — بصرہ کی اہمیت

خوارج اور زیاد ——— ۶۷

باشندگانِ بصرہ۔ — زیاد بن امیہ کا والی کی حیثیت سے تقرر۔
عراق غلافات و خصومات کا گہوارہ۔ — زیاد کی بے پناہ صلاحیتیں۔
زیاد مسجد میں۔ — مسجد پارلیمنٹ بھی تھی۔
سرکاری پالیسی کا اعلان مسجد میں ہوتا تھا۔

زیاد کا پہلا لرزہ خیز خطبہ ——— ۷۲

زیاد کے خطبہ پر ایک خارجی کی تنقید ——— ۷۷

زیاد کی پالیسی۔ — زیاد پر اعتراض اور اس کا جواب۔

Marfat.com

زیاد کا دورِ حکومت ـــــــــــــ ۷۹

وہشت انگیزی کا دور۔ زیاد نے کوفہ کو بھی وہشت زدہ کر دیا۔
ایک بے گناہ اعرابی کا قتل۔ ایک بے باک خارجی زیاد کے سامنے۔
کوفہ بھی زیاد کے ہاتھ میں۔

زیاد کا حسن سلوک خارجی عورتوں کے ساتھ ـــــــــــــ ۸۳

عورتوں کی لاشیں برہنہ کر کے پھینکوا دیں۔ اس لرزہ خیز طرز عمل کا اثر۔
خوارج کا ایک عجیب نظریہ۔ زیاد کی طرف سے قتلِ عام۔
خوارج تقیہ نہیں کرتے تھے۔ خارجی عورتوں کی بے مثل بہادری۔
بلجاء؛ ایک خارجی خاتون۔ بلجاءؒ نے بھاگنے سے انکار کر دیا۔

زیاد کے ہاتھوں میں خوارج کی دُرگت ـــــــــــــ ۸۷

ابو بلال خارجی کی بہادری۔ خارجیوں کا دھوکے سے حالت نماز میں قتل۔
ہر خارجی کو قتل کر ڈالنے کا ارادہ۔

خوارج کا عجیب و غریب کردار ـــــــــــــ ۹۰

زیاد کا ایک خارجی سے سوال و جواب۔ ابو بلال کا ایک ناقابل فراموش کردار۔
خوارج جمہوریت کے علمبردار تھے۔ خوارج کا دستور۔

خوارج کے عقائد اور ان کے فرقے ـــــــــــــ ۹۴

خوارج کا نظریۂ خلافت۔ سیاست اور مذہب کا امتزاج۔

فہرست مباحث

مرتکب گناہِ کبیرہ کافر۔ | خارجیوں کے لئے بے لچک عقائد۔
فرقہ نجدات کے عقائد۔ | فرقہ باطنیہ کے افکار۔

خوارج کے خصوصیّات و ممیزات ——— ۹۷

تاریخ خوارج پر تحقیقی نظر۔ | خارجی عورتوں کی دلیری۔
خوارج نے ابن زبیر کا ساتھ دیا۔ | خوارج کا ابن زبیر سے اختلاف
خوارج مجموعہ اضداد تھے۔

نافع بن ارزق اور دوسرے سرداران خوارج ——— ۱۰۲

نافع نے مکہ کا دفاع کیا تھا۔ | نافع سے اس کے ساتھیوں کا اختلاف۔
خوارج کس طرح غلو پسند تھے۔ | ابن اباحق کا اختلاف۔
اہل بصرہ نافع کا نام سُن کر سہم گئے۔ | ابن ماحوز کی کارفرمائیاں۔
مہلب نے کن شرائط پر خوارج کا مقابلہ کیا۔

مہلب اور خوارج ——— ۱۰۰

خالص عرب خاندان۔ | مہلب کے جنگی کارنامے۔
مہلب کی قدر و قیمت بڑھ گئی۔ | مہلب سے اور اہل بصرہ کی استدعا ہمیں بچائیے۔
مہلب ماہرِ فنونِ جنگ تھا۔ | دشمن کے کمزور پہلو کو تاڑ جاتا تھا۔
مہلب نے تاجروں سے چندہ لیا۔ | مہلب نے خوارج کا تعاقب شروع کر دیا۔
مہلب کے چچا کا قتل خوارج کے ہاتھوں۔ | رجال مہلب کو خوارج نے بھگا دیا۔
صاحبِ سیاست، صاحبِ ریاست۔
مہلب پر خوارج کا ایک اور حملہ۔

مختار سے جنگ میں مہلب کی شرکت ـــــــ ۱۱۷

مہلب عراق میں۔
خوارج کے سربرآوردہ اصحاب کا قتل۔
خوارج چھاپے مارتے رہتے تھے۔
خوارج نے اصفہان کا محاصرہ کرلیا۔
خوارج کا نیا سردار "قطری"

جنگ کے شعلوں میں ـــــــ ۱۲۱

مسلسل اور متواتر جنگ۔
خوارج کے نہ مٹنے والے نقوش۔
خوارج کے عجیب وغریب اصول۔
لطیف حوادث۔
مہلب کی شوخ طبعی۔
خوارج کا طنز لطیف۔
میدان جنگ سے باہر دوست۔
اغانی کی ایک دلچسپ روایت۔

جنگِ خوارج کے بعض پہلو ـــــــ ۱۲۶

قطری سردارِ خوارج کی کامیابیاں۔
مہلب کو خوارج جادوگر کہتے تھے۔
مہلب قبائلی تعصّب کا شکار بنایا گیا۔
مہلب نے اپنا نرخ بڑھا دیا۔

حجاج بن یوسف میدان میں ـــــــ ۱۲۹

حجاج کا اہلِ عراق سے ایک سوال۔
حجاج مہلب کو اکساتا رہتا تھا۔
حجاج مہلب سے مطمئن نہ تھا۔
مہلب اور حجاج کی تلخ خط وکتابت۔

شبیب خارجی ـــــــ ۱۳۴

تاریخ خوارج کی ایک انمول شخصیت ـــــــ ۱۳۴

مہلب کی نئی چال
شبیب کی شخصیت

صالح بن مسرح۔ شبیب سخت مزاج تھا۔
شبیب امام خوارج بن گیا۔ حجاج کی برہمی اپنے فوجی افسر پر۔
حجاج کی بے قراریاں۔ خوارج سے گھمسان کی لڑائیاں۔
شبیب مدائن میں۔ شبیب کوفہ میں۔
حجاج شبیب کی کامیابیوں سے سراسیمہ ہوگیا۔ شبیب کی دھاک بیٹھ گئی۔
حجاج کی طرف سے سپاہ شام کی طلبی۔ حجاج کے غلام کا شبیب کے ہاتھوں قتل۔
حجاج میدان جنگ میں۔ غزالہ لڑتی ہوئی ماری گئی۔
خوارج سے لشکرِ مخالف ڈرتا تھا۔ شبیب کی غرقابی۔
شبیب کی لاش کے ساتھ بد سلوکی۔ شبیب کی بہادری۔
عبرت انگیز حوادث۔

مکر وحیلہ سے خوارج کو شکست دینے کی تدبیریں ۱۴۶

مہلب کا فیصلہ۔ خوارج میں اختلاف باہمی۔
جھڑپوں کا سلسلہ جاری رہا۔ مہلب اور اس کے بیٹوں کی جنگ۔
مہلب نے کس طرح خوارج کو آپس میں لڑایا۔ مہلب کی ایک اور سازش۔
قطری سے لوگ ٹوٹنے لگے۔ خوارج کی دو جماعتوں میں جنگ۔
مہلب اور حجاج کا نظریاتی اختلاف۔ سخت ترین جنگ۔
رقاد، ایک عرب سورما۔ ایک خارجی عورت کی میدان جنگ میں بہادری۔

خوارج کا باہمی اختلاف انہیں لے ڈوبا ـــــــ ۱۵۴

عبدربہ الکبیر، نیا سردار خوارج۔ مہلب کے کارناموں میں حجاج کا اظہار مسرت
مہلب نے تعاقب جاری رکھا۔ عبدربہ کی دل ہلا دینے والی تقریر۔

Marfat.com

اپنی نوعیت کا واحد معرکہ۔ مہلب کی رپورٹ حجاج کو۔

حجاج کا جشنِ مسرّت ―――― ۱۶۹

مہلب کا قاصد۔ حجاج کا سوال، قاصد کا جواب۔
مہلب حجاج کے حضور میں۔ اللہ کی تلوار۔
رقاد کا متعارف حجاج سے۔ انعامات کی بارش۔

کٹے ہوئے سر حجاج کے حضور میں ―――― ۱۶۳

قطری کی اتفاقیہ ہلاکت۔ دشمن کے کٹے ہوئے سر۔

مستشرقین یورپ اور خوارج ―――― ۱۶۵

مذہب خوارج پر ایک نظر۔ خوارج کا نظریۂ خلافت۔
نظریۂ خلافت میں تبدیلی۔ خوارج ابنائے صحرا تھے۔
تعلیماتِ خوارج پر ایک نظر۔ تمسک بالقرآن میں شدت۔
خوارج کے افکار و خیالات۔ عجیب و غریب نظریات۔

خارجی فرقے ―――― ۱۶۹

ازارقہ ―――― ۱۶۹

نجدیہ ―――― ۱۷۲

بیہسیہ ―――― ۱۷۵

اباضیہ ―――― ۱۷۷

فہرست مباحث

صفریہ ———— ۱۷۹

خوارج کا خاتمہ ———— ۱۸۱

عراقی امویوں کے کیوں دشمن تھے۔
خوارج کی مسلسل بغاوت۔
خوارج کی حکومت۔
خوارج کی آخری بغاوت۔
خارجی تحریک مغرب میں۔
خوارج ٹیونس اور الجزائر میں۔
خوارج عمان اور زنجبار میں۔

یہ تھے خوارج ———— ۱۸۵

مصادر اور ماخذ ———— ۱۹۱

Marfat.com

پیرایہ آغاز

اسلام کی تاریخ میں خوارج ایک جداگانہ، ممتاز اور منفرد حیثیت کے مالک ہیں۔ اسلام کی تاریخ درحقیقت جرأت و دلیری، ہمت و حوصلہ، ایثار و قربانی اور اقدام و عمل کی تاریخ ہے، خوارج کی تاریخ بھی یہی ہے۔

لیکن انفرادیت کی مخصوص شان کے ساتھ، اس انفرادی میں جلال بھی ہے اور جمال بھی۔ رواداری بھی ہے اور شدت بھی۔ تنگ نظری، تنگ خیالی اور تنگ دلی بھی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ وسعت قلب بھی، دین کے لئے کٹ مرنے کا جذبہ بھی ہے اور دین کی خاطر ساری دنیا کی عام طور پر اور اختلافِ رائے رکھنے والے مسلمانوں کی خاص طور پر گردنیں کاٹ ڈالنے کا حوصلہ بھی۔

یہ عجیب لوگ تھے!

جنگ کے میدان میں مرد میدان۔

مسجد میں قرآن خواں اور عابد شب زندہ دار، گھر میں صائم النہار۔ یہ مٹھی بھر لوگ جب تک بالکل ختم نہ کر ڈالے گئے، وقت کی سب سے بڑی حکومتوں سے - ان حکومتوں سے جنہوں نے روم و فارس کی عظیم الشان، تہذیب آفرین، خلاق تمدن اور مؤسس آئین جہان بانی حکومتوں کا بساط شوکت و اقبال آن کی آن میں اُلٹ کر

رکھ دی تھی ۔ تعداد کی کمی، وسائل و ذرائع کی نایابی اور داخلی و بیرونی موانع کے باوجود لڑے اور زندگی کی آخری سانس تک لڑتے رہے ۔ امویوں اور عباسیوں کو جب تک خوارج زندہ رہے چین سے نہ بیٹھنے دیا۔

اسلام میں یہ سب سے پہلی جماعت ہے جو جمہوریت کا علم لے کر اٹھی ۔ اور یقیناً اپنے پرچم تلے یہ سارے عالم اسلام کو جمع کر لیتی ۔ اگر حد سے زیادہ انتہا پسند نہ ہوتی ۔ اگر کچھ بھی روادار ہوتی ۔ اگر بے گناہوں اور بچوں، عورتوں، بیماروں اور ضعیفوں کے خون سے اس کے ہاتھ رنگین نہ ہوتے، لیکن یہ کتنا بڑا المیہ ہے ۔ کہ اس نے یہ خونریزیاں اور سفاکیاں اپنے زخم باطل میں حسبتہ اللہ اور کار ثواب سمجھ کر کیں ۔

بہرحال گمراہ اور خاطی ہونے کے باوجود اس جماعت نے زندگی کے مختلف میدانوں میں اور گوشوں میں جو یادگاریں چھوڑی ہیں ۔ وہ ایسی نہیں ہیں کہ نظر انداز کر دی جائیں، وہ ایک مستقل قدر رکھتی ہیں اور تاریخ کے اوراق انہیں ہمیشہ کے لئے یاد رکھنے اور نہ بھولنے پر مصر ہیں ۔

خوارج پر مسلمان مؤرخوں کے علاوہ مستشرقین فرنگ نے بھی طبع آزمائی کی ہے ۔ لیکن یہ سارا مواد اسلامی اور غیر اسلامی تاریخوں میں) نیز کتب ادب و محاضرات میں ایسا بکھرا ہوا ہے ۔ کہ ہر شخص کی رسائی ممکن نہیں اُردو اور فارسی تو درکنار رہا عربی زبان میں بھی اس موضوع پر مفصل تو کیا مختصر بھی کوئی مستند کتاب موجود نہیں تھی ۔

لیکن لبنان کے مشہور ادیب اور مؤرخ عمر ابوالنصر نے اس طرف توجہ کی اور ایک مختصر سی کتاب لکھ ڈالی، مختصر ہونے کے باوجود کتاب اس درجہ دلچسپ اور ساتھ ہی ساتھ مستند ہے، کہ میں نے طے کر لیا اُسے اُردو میں ضرور منتقل ہونا چاہیئے ۔

نئے عرب مصنفین اپنی کتابوں میں بہت زیادہ مواد دیتے ہیں، یہ تو ا

حسن ہؤا، لیکن خرابی یہ ہے کہ تکرار و اعادہ سے باز نہیں آتے سنجیدہ مباحث میں حکایت کا جوش غرور دکھاتے ہیں) اس کتاب میں بھی یہ خوبی اور کوتاہی موجود ہے، جسے حد کے اندر رکھنے کی میں نے حتی الامکان سعی کی ہے۔

یہ کتاب اپنی معنویت اور افادیت کے لحاظ سے غیر معمولی طور پر اہم ہے۔ اُمید ہے ارباب نظر اسے شرف قبول عطا فرمائیں گے۔

رئیس احمد جعفری (ندوی)

Marfat.com

حرفِ اوّل

ایک عرصہ دراز تک ان اشخاص و رجال کے حالات و سوانح کا مطالعہ میرے شب و روز کا بہترین مشغلہ رہا۔ جو اسلام کے ابتدائی دور میں نہایت ہی سنگین احوال و حوادث سے دوچار ہوئے، یہی وہ دَور ہے۔ جب اختلاف باہمی اس حد تک پہنچے کہ خلیفۂ ثالث عثمانؓ بن عفان قتل کر دیئے گئے، اور مروانی حکومت ایک ٹھوس حقیقت بن گئی۔

فتنہ اسلامیہ اور اختلافات داخلہ کے احوال و کوائف پر ایک نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ چنگاری مشرق سے لے کر غرب تک دولتِ عربیہ میں بھڑک رہی تھی، جس کے باعث ہولناک جنگیں لڑی گئیں، امت واحدہ جماعتوں اور گروہوں میں تقسیم ہو گئی۔

مؤرخین سابقین میں کئی اصحاب تھے جنہوں نے وصف اشخاص اور نقد رجال کی اس پُرخطر وادی میں قدم رکھنے کی کوشش کی، لیکن جب بحث و تمحیص پر آمادہ ہوئے، تو ادب نے ان کا قلم پکڑ لیا۔ اور تقدیس نے ان کی زبان بند کر دی، کوئی بھی فریضۂ انتقاد انجام نہیں دے سکا۔ کیونکہ یہ خیال لوگوں میں عام تھا۔ اور اس نے عقیدۂ راسخ کی صورت اختیار کر لی تھی۔ کہ

اس موضوع پر وہی قلم اُٹھا سکتا ہے جو گمراہ اور گنہگار ہو۔

حالانکہ واقعہ یہ ہے، کہ عہد خلفائے راشدین کے اشخاص و رجال بھی ویسے ہی آدمی تھے، جیسے ہم ہیں، خدا نے انہیں معصوم نہیں قرار دیا ہے نہ قرآن کریم نے انہیں ہر لغزش سے بری قرار دیا ہے۔ نہ سُنت نبوی سے یہ ثابت ہے کہ ان سے خطا سرزد نہیں ہو سکتی تھی۔

انہوں نے شمشیر بے نیام کی، ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئے، بعض نے بعض کو کفر کا متہم گردانا .... ان میں آپس میں جنگیں برپا ہوئیں، اور ان لڑائیوں میں ہزار ہا ہزار مسلمان شہید ہوئے، پھر یہ کیونکر ممکن ہے، کہ ادب اور تقدس ہمیں تحقیق سے باز رکھ سکے۔

ابھی چند روز کی بات ہے کہ مشہور جرمن مستشرق نویل ویکی کی ایک کتاب میں پڑھ رہا تھا۔ اس نے قریش کے ان ابطال کی داستان بیان کی ہے جو اپنے دست و بازو کی مدد سے فارسی اور بیز نطینی شہنشاہیت کے وارث بنے، اس مطالعے نے میرے اندر فخر و ناز کی کیفیت پیدا کر دی۔ پھر میں نے دنیائے عرب پر ایک نظر ڈالی، ماضی کی دنیا میں عجیب عجیب شخصیتوں سے میں دوچار ہوا۔ وہ شہیدان راہِ حق میری نظروں کے سامنے سے گزرے، جنہوں نے اللہ، محمدؐ اور وحدتِ عربیہ کے راستے میں موت کو لبیک کہا تھا۔

اسی تلاش و جستجو میں ان شہیدوں اور مردان کار کے نقوش قدم تلاش کرتا ہوا نہ جانے کہاں کہاں پہنچا، میری نگاہِ تصوّر نے دمشق کا عہد عروج دیکھا، عراق کی ناقابلِ فراموش شوکت و جلالت کا مشاہدہ کیا۔ غرناطہ کے باغ و چمن میری نظروں سے گزرے ہیں، ان صحراؤں میں پہنچا جو مصر اور اُندلس کے مابین واقع ہیں، میں نے ہند اور سندھ کی سرحدیں دیکھیں اور سوچنے لگا کہ ہمارے یہ بڑے، کتنے بڑے تھے، جنہوں نے ایک نئی دنیا پیدا کر دی

Marfat.com

عدل اور آزادی کی دنیا، فراغِ خاطر اور سکون و اطمینان کی دنیا۔

خدا اس عرب قوم کو شاد کام اور باعزت رکھے، وہ اسی قوم کے قرشی اور غیر قرشی افراد تھے جنہوں نے مشرق سے لے کر مغرب تک کے دیار و امصار فتح کر لئے، جو آج اس دنیا میں نہیں ہیں لیکن اپنے پیچھے ایک ایسی داستانِ جمیل چھوڑ گئے ہیں جو کبھی فراموش نہیں ہو سکتی۔ یہ داستان ہے اُمتِ عربیہ اور دینِ اسلام کی، یہ وہ قصّہ ہے جس کے ابواب و فصول عربوں نے اپنے خون پسینے سے لکھے ہیں۔ ان عربوں نے نہ اس طرح زندگی بسر کی جیسے عام لوگ بسر کرتے ہیں، نہ ایسی موت قبول کی جو عام لوگوں کے حصّے میں آتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس قوم کو نبوت اور وحی والہام سے مشرف کیا۔

میں نے ان ابطال کی داستانیں پڑھیں، حالات تلاش کئے، یہ وہ لوگ تھے جو کبھی صحرائے مکہ اور مضافاتِ مدینہ میں شتربانی کیا کرتے تھے۔ پھر میں نے ان کے وہ نقشِ قدم دیکھے۔ جب یہ افواجِ گراں اور عساکرِ قاہرہ کے سپہ سالار بن کر یہاں سے نکلے انہوں نے بڑے بڑے شہروں کی بنیاد ڈالی۔ روم اور فارس کی دنیا میں تہلکہ مچا دیا۔ یہ وہ تھے جنہوں نے بسترِ راحت پر گھر یا خیمہ کے اندر مرنے سے انکار کر دیا تھا۔ انہیں تلوار کا گھاؤ یا نیزے کا زخم بہت عزیز تھا!

ان صفحات میں خوارج کی تاریخ بیان کی گئی ہے، یہ وہ جماعت تھی جو اسلام میں جمہوریت کا پرچم بلند کر کے سب سے پہلی مرتبہ نمودار ہوئی اگرچہ کامیاب نہ ہو سکی۔ گو اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ اس جماعت نے اپنے عقیدہ اور فکر کی زیادہ سے زیادہ اور گراں سے گراں قیمت ادا کرنے میں کوئی تامل نہیں کیا۔ اس کی شجاعت اور دلیری اور جاں نثاری شک و شبہ سے بالا ہے۔

یہ دور تاریخ عرب و اسلام کا نہایت [illegible] خیز دور ہے جمہوریت

Marfat.com

کے قیام و بقا کے لئے نصف صدی تک یہ جماعت امویوں سے ہر موقع پر نہایت دلیری اور بے باکی کے ساتھ لڑتی رہی۔ اسے زیر کرنے اور تباہ کرنے میں امویوں کو بڑی بڑی مشکلوں سے دوچار ہونے پڑا۔ شاید بزنطینی حکومت سے دوچار ہونا پڑا۔ شاید بزنطینی حکومت سے جنگ و پیکار میں بھی اتنا نقصان نہ اُٹھانا پڑا ہوگا۔ جتنا خوارج سے اٹھانا پڑا۔ لیکن بہرحال اس جماعت کو نیست و نابود کرنے اور تباہ و برباد کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

Marfat.com

مسئلہ خلافت

اختلاف، نزاع اور کشمکش کی تاریخ

فتوحاتِ اسلامیہ عربیہ کا دور عثمان بن عفان کے اوائل خلافت میں ختم ہو گیا اموی حکومت تقریباً پچاس سال فتنوں، بغاوتوں اور داخلی اختلافات میں اُلجھی رہی۔

انتخاب و توارث کی بحث:- ان بغاوتوں اور سرتابیوں کا اصل سبب مسئلہ خلافت تھا۔ یعنی یہ کہ خلافت انتخاب سے منعقد ہونی چاہیئے یا وراثت سے۔

جو لوگ یہ رائے رکھتے تھے کہ خلافت انتخاب سے منعقد ہونی چاہیئے ان میں خوارج، بعض صحابہ اور جمہور مسلمین کا بہت بڑا طبقہ شامل تھا۔

جو لوگ خلافت کو وراثت پر مبنی قرار دیتے تھے۔ وہ شیعہ تھے۔ یعنی انصارِ امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب، ان کا عقیدہ تھا کہ امامت علیؑ کا حق ہے۔ پھر ان کی اولاد کا، یہ لوگ امامت کو جزوایمان قرار دیتے تھے۔ اور جو چیز ایمان کا جزو ہوئی

Marfat.com

جمہور مسلمین کی صوابدید پر نہیں چھوڑا جا سکتا۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ جو لوگ نظریۂ خلافت کی تائید میں تھے۔ ان میں جمہور مسلمین کا بہت بڑا طبقہ شامل تھا۔ اس طبقے نے اغراض سیاسیہ کے ماتحت گو تلوار نہیں اٹھائی لیکن بہت قوی تھا اور خلافت علیؓ کی تائید کرتا تھا انہیں خلیفہ راشد تسلیم کرتا تھا اس کے نزدیک خلافت راشدہ کا عہد ہر اعتبار سے بہتر اور برتر تھا۔

یہ صورت تو اس وقت تک تھی جب تک دولتِ امویہ کا ظہور نہیں ہوا تھا لیکن جب اموی برسر اقتدار آ گئے، معاویہ بن ابی سفیان نے اپنی حکومت مستحکم کر لی۔ اور دیار و امصار عربیہ پر اپنا قبضہ مکمل کر لیا۔ تو انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد نامزد کیا۔ اس طرح دولت عربیہ میں ایک نئی جماعت پیدا ہو گئی جو خلافت کو بادشاہت کا رنگ دینے لگی۔ بعض مسلمانوں نے اس حزبِ جدید کی تائید کی، بعض نے مخالفت، مخالفت میں سب سے زیادہ پیش پیش خوارج اور شیعہ تھے۔

خوارج اس پالیسی کے حد درجہ قولاً اور فعلاً مخالف تھے۔ انہوں نے پوری قوت اور شدت سے امویوں کا مقابلہ کیا۔ اس کتاب میں وہ سیاسی معرکہ آرائیاں وضاحت کے ساتھ بیان کی جائیں گی جو امویوں اور خوارج کے مابین برپا ہوئیں اور اس وقت تک جاری رہیں جب تک مہلب ابن ابی صفرہ وغیرہ کبارِ قواد نے خوارج کو بالکل نیست و نابود نہ کر دیا۔

مسئلہ تحکیم: خوارج کا ظہور پہلے پہل معرکہ صفین کے بعد ہوا۔ جو انصار علیؓ اور جند معاویہ کے مابین واقع ہوا تھا۔ یہ واقعہ ۲۰ جولائی ۶۵۷ء کا ہے۔

اس معرکہ میں مکمل طور پر انصارِ علی کی کامیابی ظاہر ہو چکی تھی۔ اگر وہ حیلہ بروئے کار نہ لایا جاتا جو عمرو بن عاص نے سمجھا دیا تھا۔ معاویہ کے لشکریوں نے نیزوں کی نوک پر قرآن مجید بلند کئے اور انصار علی کو قرآن کی روشنی میں اختلاف دور کرنے کی دعوت دی۔ پہلے پہل حضرت علیؓ نے تحکیم کی چال قبول

Marfat.com

۱۲۶۷۷۷

کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن خود ان کے لشکر نے انہیں مجبور کر دیا۔ کہ تحکیم قبول کرلیں چنانچہ ناگواری کے ساتھ انہوں نے اُسے قبول کر لیا۔

تحکیم کے سلسلے میں نمائندوں کا مسئلہ بھی اختلافی بن گیا۔ خود علیؓ عبداللہ بن عباسؓ کو نامزد کرنا چاہتے تھے لیکن انکا لشکر ابو موسیٰ اشعری کے نام پر اڑا ہوا تھا ابو موسیٰ کو اپنا نمائندہ مان لینے سے علیؓ کی سیاست میں ایک نیا رخنہ پیدا ہو گیا۔ اور یہ چیز آگے چل کر نمایاں ہو گئی۔

عمرو بن العاص کی کارفرمائیاں:

معاویہؓ کے مندوب عمرو بن العاص تھے جو اپنی حیلہ جوئی اور موقع شناسی کے لحاظ سے شہرت عام کے حامل تھے، اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ مجلسِ تحکیم کا انعقاد "اذرح" میں ہو گا۔ چنانچہ دونوں حکم یعنی ابو موسےٰ اشعری اور عمرو بن العاص جو علی الترتیب علی اور معاویہ کے مندوب تھے وہاں پہنچ گئے۔

عمرو بن عاص کا شمار عرب کے غایت درجہ ہوشیار اور زیرک لوگوں میں ہوتا تھا۔ اس کے برعکس ابو موسیٰ مرجان مرنج اور پرہیزگار شخص تھے۔ یہ پہلے کوفہ میں عثمانؓ کے عامل تھے پھر علیؓ کے عہد میں بھی اسی منصب پر قائم رہے لیکن ان کی خلافت کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے، انصار علیؓ کے زور دینے کے باعث وہ اسی طرح کوفہ کے عامل بنے رہے جس طرح انصار علیؓ کے اصرار نے انہیں حکم بنا دیا تھا۔ ان کی کیفیت یہ تھی کہ جب کوفہ سے امیر المومنین معرکہ جمل سے ذرا پہلے بصرہ کی طرف جا رہے تھے۔ تو انہوں نے لوگوں کو امام قائم یعنی امیر المومنین کی مساعدت سے روکنے کی کوشش کی اور انہیں ترغیب دی۔ کہ اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں، ان کی دلیل یہ تھی، کہ یہ زمانہ فتنہ کا زمانہ ہے اور فتنے کے زمانے میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے آدمی سے بہتر ہے۔ ان حالات میں یہ بات ذرا بھی تعجب انگیز نہیں ہے کہ ابن العاص نے ان کے اس غلو سے پورا فائدہ اٹھایا اور ایسی بدترین صورت پیدا کر دی جس کا بہت دُور رس اثر تاریخ اور دولت عربیہ

Marfat.com

کے مستقبل پر پڑا۔

ابن عاص کی حکمت عملی:- جو مصادر ہمارے سامنے ہیں، ان سے یہ بات اچھی طرح واضح اور ثابت ہوتی ہے۔ کہ عمرو بن العاص نے نہایت ہوشیاری کے ساتھ ابوموسیٰ اشعری کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ علی اور معاویہ دونوں خلافت کی ہو حالات سے محروم ہیں۔ اور یہ لوگ ان میں سے کسی کی خلافت بھی پسند نہیں کرتے، ابن عاص نے یہ بات کچھ ایسے انداز میں اور اتنی کثرت سے پیش کی کہ ابوموسیٰ ان کے ہم رائے اور ہم خیال بن گئے اور انہوں نے یہ رائے قائم کرلی۔ کہ کسی ایسے شخص کو منصب خلافت سونپنا چاہیئے جو ان دونوں شخصیتوں سے زیادہ صلاحیت رکھتا ہو۔ تاکہ اُمّت مسلّمہ میں جو تفرقہ ان دونوں کے باعث پیدا ہو گیا ہے وہ دُور ہو جائے۔ اور کھوئی ہوئی مرکزیت پھر سے حاصل ہو جائے۔

ان دونوں یعنی ابن عاص اور ابوموسیٰ نے سارا زور اسی چیز پر دیا۔ لیکن جو اساسی اختلاف تھا یعنی قاتلان عثمان کی گرفتاری اور سزا یابی اور جسے لے کر معاویہ میدان میں اترے تھے اور جس کے باعث شام میں انہوں نے اپنی جڑیں مضبوط کر لی تھیں، ذرا بھی زیر بحث نہیں آیا۔ عراقی اپنی جگہ بالکل مطمئن تھے کہ فیصلہ علی ابن ابی طالب کے حق میں ہوگا۔ کیونکہ سارے عالم اسلام میں کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو اپنے بارے میں یہ خیال کرتا ہو کہ خلافت و امامت کے سلسلے میں وہ علی سے افضل ہے۔ اہل شام معاویہ کے ساتھ ہو کر اس بات پر جنگ نہیں کر رہے تھے کہ وہ معاویہ کو بادشاہ یا خلیفہ بنا دیں، ان کی جنگ و پیکار کی بنیاد یہ تھی کہ وہ عثمانؓ کے قتل کا بدلہ لینا چاہتے تھے۔ جو از راہ ظلم و عدوان قتل کر دیئے گئے تھے اور جنہیں بتایا گیا تھا کہ قاتلان عثمانؓ علیؓ کے لشکر میں موجود ہیں۔ اور علیؓ انہیں سزا دینے اور حد شرعی دینے سے انکار کر رہے ہیں۔ چنانچہ اہل شام نے تحکیم کا مقصد یہ سمجھا تھا کہ کس حد تک متبعین علیؓ قتل عثمانؓ میں شریک ہیں۔

Marfat.com

لیکن ابن عاص نے اپنی حکمت عملی سے ابوموسیٰ کو ہم نوا بنا لیا، اور دونوں نے اصل اختلافی مسئلہ یعنی قاتلین عثمانؓ کی نوعیت و کیفیت پر کسی قسم کی گفتگو نہیں کی ان دونوں نے حکم کی حیثیت سے نہ وہ اختلاف پر کوئی روشنی ڈالی۔ نہ اسباب اختلاف پر کوئی فیصلہ صادر کیا۔ انہوں نے ایک ایسے مسئلے کو زیر بحث بنا لیا۔ جو ان کے حدود اختیار سے باہر تھا۔ جس کے بارے میں فیصلہ کرنے کا انہیں کسی نے مجاز نہیں بنایا تھا جس کے بارے میں انہیں فیصلے کرنے کا کوئی حق نہیں تھا

حکمین نے اپنے حدود سے تجاوز کیا:-

حکمین یعنی عمرو بن العاص اور ابوموسیٰ اشعری نے ایسے معاملات و مسائل پر غور و فکر کرنا شروع کر دیا جس کا امر تحکیم سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہ اس پر غور کرتے لگے کہ خلافت کی صلاحیت کون رکھتا ہے؟ اور کون نہیں رکھتا؟ انہوں نے ایک ایسی نئی چیز کو اپنا موضوع فکر بنا لیا جو کسی کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں تھا۔ انفرادی یا اجتماعی حیثیت سے یہ چیز بالکل نئی تھی اور خارج از بحث بھی۔

ابوموسیٰ اس تحکیم میں علیؓ کے نمائندہ تھے۔ اور ان کا فرض یہ تھا کہ اپنے موکل کی مدافعت کرتے اور صفائی دیتے لیکن انہوں نے یہ سیدھا سادا راستہ چھوڑ کر ایک دوسرا راستہ اختیار کیا۔ اور اپنے موکل سے مشورہ تک نہیں کیا کہ وہ اس کی جگہ ایک دوسرے شخص کو منتخب کرنے کی فکر میں ہیں۔

علیؓ اور معاویہ ایک صف میں:-

یہ صورت حال عمرو بن عاص کی پیدا کی ہوئی تھی اور انہوں نے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ اور معاویہ جن کی حیثیت صرف ایک عامل کی تھی، نہ اس سے کم، نہ اس سے زیادہ، علیؓ کے مقابلے میں رکھ دیا، جن کی خلافت پر مسلمانوں کی غالب اکثریت بیعت کر چکی تھی۔

لوگ معاویہ کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے تھے کہ وہ خون عثمانؓ

Marfat.com

کا مطالبہ کرتے ہوئے میدان میں آئے ہیں اور اہل شام نے جو ان کا ساتھ دیا تھا تو اس بنیاد پر انہیں بے شک عثمانؓ کے مظلومانہ قتل کا قلق تھا، لیکن وہ قطعاً معاویہ کے لئے نہ منصب خلافت کے طالب تھے نہ علیؓ کی خلافت پر انہیں کوئی اعتراض تھا۔ لیکن ابوموسیٰ نے —— غالباً اپنے طرز عمل کے مضمرات و نتائج کو سمجھے بغیر —— معاویہ کو علیؓ کا ہم پلہ مان لیا اور اس طرح وہ اس راستہ کے رہرو بن گئے جسے بڑی ہوشیاری اور حکمتِ عملی سے عمرو ابن عاص نے تیار کیا تھا۔

جب ابن عاص ابوموسیٰ کو اس موقف پر لے آئے تو ایسے ناموں پر گفتگو شروع ہوئی جن کی اکثریت منصب خلافت کی سزاوار نہ تھی اور جمہور مسلمین ان میں کسی کی امامت پر بیعت نہیں کر سکتے تھے، لیکن ابن عاص نے ابوموسیٰ کے دل میں یہ بات بٹھا دی تھی کہ علیؓ اور معاویہ بہرحال اس منصب کے سزاوار نہیں ہیں۔ اور عوام ہرگز ان کی خلافت گوارا نہیں کریں گے، اور اگر یہ صورت حال قائم رہی تو اختلاف بھی باقی رہے گا۔ اور جو جنگ اب ذرا رکی ہے۔ وہ پھر پوری شدت کے ساتھ بھڑک اٹھے گی۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ علی اور معاویہ کو بیک وقت بیک مجلس برطرف کر دیا جائے اور مسلمانوں کو اختیار دیا جائے کہ وہ خود جسے اس منصب کا اہل سمجھیں منتخب کر لیں اور جسے چاہیں اپنی سیاست اور حکومت کا خود مرکز بنا لیں۔

ابوموسیٰ اشعری ابن عاص کے ہاتھ میں:- کتنی عجیب بات ہے کہ جس شخص کو علیؓ نے اپنے حقوق اور معاملات و امور کے دفاع و حفاظت کے لئے مندوب نامزد کیا تھا وہ یہ فیصلہ کر بیٹھا کہ اس کا موکل نااہل ہے۔ اسے میدان سے ہٹا دینا چاہیئے اور یہ بات مسلمانوں پر چھوڑ دینی چاہیئے کہ وہ جس طرح چاہئیں اپنے معاملات کو درست کر لیں۔

بلاشبہ ابوموسیٰ کو علیؓ کی سیاست سے نقصانات پہنچے تھے۔ اور یہ نقصانات اصحاب علیؓ کے باہمی اختلافات اور ظہور خوارج کے باعث پہنچے تھے۔

مسئلہ خلافت پر نزاع و کشمکش:- اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسئلہ خلافت مسلمانوں کے مابین شروع ہی سے ایک اختلافی مسئلہ رہا ہے، اسی اختلاف نے فرق اسلامیہ کے دو اہم ترین فرقے عصر اوّل میں پیدا کر دیئے۔ ہماری مراد شیعہ اور خوارج سے ہے۔

اس اختلاف کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس حالت میں اس دنیا سے کُوچ فرمایا کہ اپنے بعد آپ نے کسی کو اپنا خلیفہ اور جانشین نامزد نہیں کیا تھا، یہی وجہ تھی کہ انصار نے اپنے میں سے ایک آدمی منتخب کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور اسی مقصد کے ماتحت سقیفہ میں جمع ہوئے۔ تاکہ اچھی طرح غور و فکر کے بعد کسی کو منتخب کر لیں، لیکن ابھی وہ کوئی فیصلہ نہیں کر سکے تھے کہ مہاجرین میں سے کچھ لوگ جن میں ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تھے، موقع پر پہنچ گئے۔ انہوں نے انصار کو ان کی رائے سے پلٹ دیا اور انہیں ابوبکر کی بیعت کرنے پر راضی کر دیا۔

سقیفہ بنو ساعدہ کا اجتماع:- سقیفہ کے اس اجتماع میں نہ علیؑ موجود تھے۔ نہ بنو ہاشم کا کوئی فرد اُنہوں نے اس مناقشے میں بھی کوئی حصّہ نہیں لیا جو مہاجرین و انصار میں مسئلہ خلافت سے متعلق دائر تھا اور جو بالآخر ابوبکرؓ کی بیعت پر ختم ہوا۔ بہر حال جب یہ خبر بنو ہاشم کو پہنچی تو انہوں نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔

> "جو شخص رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے سب سے زیادہ قرب رکھتا تھا وہی اس کا مستحق تھا کہ خلیفہ بنایا جاتا۔ اور یہ کہ بیعت بنی ہاشم بیعت ابی بکر سے افضل ہے۔"

یہیں سے اس فکر جدید کا اظہار ہوا جو لوگوں کی زبان پر اس مطالبہ کی صورت میں جاری تھی کہ ابوبکرؓ کے مقابلے میں علیؑ خلافت کے زیادہ مستحق ہیں اس رائے کی تائید بنو ہاشم کے بعض لوگوں نے کی، لیکن اوساط اسلامیہ میں یہ

Marfat.com

رائے تائید نہ حاصل کر سکی۔ اور ابوبکرؓ و عمرؓ کے دَور میں یہ مطالبہ بالآخر سکون اور سکوت سے بدل گیا۔ کیونکہ لوگ ان دونوں کے اخلاصِ دین اور عدل و انصاف کو دل سے مانتے تھے۔

عثمانؓ کا دورِ فرمان روائی:- لیکن جب عثمانؓ مسندِ خلافت پر بیٹھے اور انہوں نے امویوں کو اپنا دست و بازو بنایا۔ انہیں مناصب عطا کرنے شروع کئے۔ ان پر عطایات اور رہبات کی بارش شروع کر دی تو لوگ بھڑکے اور ان سے ان کی سیاست سے بیزار ہو گئے۔

اس صورت حال نے امویوں اور ہاشمیوں میں عصبیت کی آگ بھڑکا دی اور اسلام نے جاہلیّت کے جس جوش کو ختم کر دیا تھا وہ پھر سے سر اٹھانے لگا۔

اس انتشار کا نتیجہ یہ نکلا کہ علیؓ کے داعی فریضہ دعوت میں منہمک ہو گئے اور عالم اسلام میں پھیل گئے۔ اور علیؓ کے حق کا پرچار کرنے لگے۔ حالات روز بہ روز ابتر ہوتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ متعدد شہروں میں عثمانؓ کے خلاف بغاوت کی آگ بھڑکی اور اس وقت بجھی جب وہ قتل کر دیئے گئے۔

علیؓ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت:- قتل عثمانؓ کے بعد علیؓ ابن طالب کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر لی گئی۔ اس موقع سے معاویہ بن ابی سفیان نے پورا فائدہ اٹھایا یہ شام میں عثمانؓ کی طرف سے گورنر تھے۔ اور اچھی طرح جانتے تھے کہ علیؓ ایک لمحہ بھی انہیں اس منصب پر برقرار نہیں رکھیں گے۔ چنانچہ خون عثمانؓ کا مطالبہ لے کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور علیؓ پر الزام لگایا کہ وہ گھر میں بیٹھے رہے اور خلیفہ مقتول کی مدد نہیں کی جس سے باغیوں کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ اور بالآخر انہوں نے عثمانؓ کو قتل کر دیا۔ انہوں نے علیؓ پر یہ الزام بھی لگایا کہ ان کے لشکر میں قاتلانِ عثمانؓ کی ایک جماعت موجود ہے۔

طلحہؓ، زبیر اور عائشہؓ :- طلحہؓ اور زبیر نے اگرچہ علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی، لیکن وہ بھی معاویہ کے ہمنوا بن گئے۔ طلحہؓ و زبیر کی تائید حضرت عائشہؓ نے بھی کی۔ کیوں کہ بعض وجوہ سے وہ حضرت علیؓ سے ناخوش تھیں۔ صحابہ میں سے بعض لوگ توقف کے مسلک پر عائل رہے انہوں نے کسی کا ساتھ نہیں دیا۔ جن میں زیادہ مشہور عبداللہ بن عمر بن خطاب، سعد بن ابی وقاص، بطل قادسیہ اسامہ بن زید اور حسان بن ثابت وغیرہ تھے

فیصلہ تلوار کے ذریعے :- علیؓ نے ان لوگوں کا یہ مؤقف دیکھا تو سوچا کہ اب معاملہ تلوار ہی کے ذریعے فیصل ہو سکتا ہے۔ جیسا احروب ردّہ میں ابوبکرؓ نے کیا تھا۔ چنانچہ جنگ جمل برپا ہوئی اور انہیں طلحہؓ، زبیر اور عائشہؓ صدیقہ سے برسرپیکار ہونا پڑا، اس جنگ میں وہ غالب آئے، طلحہؓ اور زبیرؓ قتل ہوئے۔

اس کے بعد صفین کا معرکہ برپا ہوا۔ اور معاویہ سے جنگ ہوئی۔ اور جب معاویہ نے محسوس کیا کہ اب مفر کی کوئی صورت نہیں ہے تو انہوں نے نیزوں کی نوک پر قرآن مجید بلند کرا کے کتاب اللہ سے تحکیم کا مطالبہ کیا جیسا کہ ہم شروع میں بتا چکے ہیں۔

Marfat.com

خوارج

افکار و عقائد اور اقدام و عمل کی نیرنگی

خوارج خالص عرب تھے، یہ لوگ علیؓ کے لشکر میں شامل تھے، ان کی اکثریت بنو تمیم سے تعلق رکھتی تھی۔ انہوں نے تحکیم کے بعد اسے ماننے سے انکار کر دیا۔ اور کہا تحکیم بہت بڑا گناہ تھا کیوں کہ اللہ تعالےٰ کا حکم واضح اور جلی ہے اور تحکیم شک کا دوسرا نام ہے، کیونکہ متحاربین میں سے ہر فریق اس شک میں مبتلا ہوتا ہے۔ کہ ہم دونوں میں سے کون برسرِ حق ہے اور یہی شک غلطی اور گناہ ہے۔

علیؓ سے اقرارِ کفر کا مطالبہ:- خوارج نے علیؓ سے مطالبہ کیا کہ وہ گناہ بلکہ کفر کا اقرار کریں، یعنی یہ اقرار کریں کہ تحکیم قبول کر کے انہوں نے کفر کا ارتکاب کیا اور معاویہ سے تحکیم کے بارے میں جو شرطے پائے ہیں ان سے منحرف ہو جائیں۔ اس صورت میں وہ ان کا ساتھ دیں گے، ان کے لشکر میں پھر شریک ہو جائیں گے۔ اور ان کے رفیق بن کر معاویہ سے مقابلہ کریں گے۔

علیؓ نے یہ مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا۔ اُنہوں نے کہا میرے اور

Marfat.com

معاویہ کے مابین ایک معاہدہ ہو چکا ہے اور اب میں اسے توڑنے پر تیار نہیں ہوں، باقی رہا کفر کا معاملہ تو میں اس کا اقرار کیسے کر سکتا ہوں جب کہ میں نے خدا کو ماننے کے بعد سے کبھی بھی کفر کا ارتکاب نہیں کیا۔

علیؓ کی طرف سے سعیٔ مصالحت: علیؓ نے مختلف اسباب اور وسائل اختیار کر کے خوارج سے اتفاق پیدا کرنے کی اور انہیں قائل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہیں ہوئے صفین سے جب وہ کوفہ جا رہے تھے، تو خارجیوں نے اپنے ایک اجتماع میں فیصلہ کیا کہ علیؓ کا ساتھ چھوڑ دینا چاہیئے۔ چنانچہ ان کی رفاقت ترک کر دی۔ اس موقع پر اُن کے ایک خطیب نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔

" امّا بعد!

خدا کی قسم ان لوگوں کے لئے جو خدائے رحمٰن پر ایمان رکھتے اور قرآن کے حکم پر سر جھکاتے ہیں نہ زیبا نہیں ہے کہ اس دنیا سے مغلوب ہو کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور قولِ حق سے باز آجائیں۔"

علیؓ اور خوارج میں جنگ: خوارج کوفہ سے قریب ایک قریہ میں جس کا نام حرورہ تھا پہنچے، وہاں انہوں نے ایک شخص عبداللہ بن وہب الراسی کو اپنا امیر بنا لیا۔

علیؓ نے جب یہ دیکھا کہ یہ لوگ کسی طرح راہ راست پر نہیں آتے، اور اشتراک و تعاون پر آمادہ نہیں ہوتے تو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ اور معاویہ سے لڑنے کی تیاریاں کرنے لگے۔ اسی اثنا میں انہیں اطلاع ملی۔ کہ خوارج نے ایک صحابی رسول عبداللہ بن خباب اور ان کی بیوی کو محض اختلاف رائے کی بناء پر قتل کر دیا۔ علیؓ نے ان کے پاس ایک قاصد بھیجا تاکہ وہ صحیح حالات معلوم کرے۔ خوارج نے اسے بھی قتل کر دیا۔ ۳۷ھ میں علی اپنا لشکر لے کر ان خوارج کے سر پر جا پہنچے، لیکن لڑنے سے پہلے انہیں موقع دیا کہ اگر

Marfat.com

اب بھی وہ اپنی غلط روی سے باز آجائیں تو انہیں امان حاصل ہو سکتی ہے بعض نے یہ امان قبول کرلی، باقی نے انکار کر دیا۔ اب علیؓ نے جنگ شروع کی، اور انہیں شکست فاش دے کر ان کی قوت پارہ پارہ کر دی۔

معرکہ نہروان کے بعد:- نہروان کا یہ معرکہ خوارج کو بالکل ختم نہ کر سکا۔ نہ ان کے اندازِ فکر اور اسلوب رائے میں کوئی تبدیلی کر سکا۔ البتہ اب ان میں مختلف جماعتیں مختلف مقامات پر پیدا ہو گئیں۔ ان جماعتوں اور علیؓ کے دستوں میں کبھی کبھی جھڑپیں بھی ہوئیں لیکن سب سے عظیم اور پُر خطر جنگ وہ تھی، جب خوارج کے ایک سردار ابو مریم نے کوفہ پر قبضہ کرنے اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے لئے چڑھائی کی۔

علیؓ نے جب کوئی چارہ کار نہ دیکھا، تو جنگ پر آمادہ ہو گئے، لڑائی ہوئی اور خوارج اپنی غیر معمولی دلیری اور شجاعت کے باوجود ذلت بخش شکست سے دوچار ہوئے۔

اسی طرح خریت بن راشد وغیرہ سرداران خوارج نے کئی مرتبہ علیؓ سے جنگ کی۔ لیکن کبھی کامیاب نہ ہو سکے۔

خطرناک فیصلہ:- آخر میں اس جماعت نے ایک بڑا اہم اور دُور رس خفیہ فیصلہ کیا۔ وہ فیصلہ یہ تھا کہ علیؓ، معاویہ اور عمرو بن عاص کو قتل کر دیا جائے، امیر المومنین علیؓ بن ابی طالب کو قتل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن معاویہ اور ابن عاص بچ گئے۔ اور اب معاویہ کے سر خوارج سے نپٹنے کا بوجھ آن پڑا۔

Marfat.com

خوارج کی اصل وحقیقت

مؤرخین اور مستشرقین کا اس باب میں اختلاف ہے۔ کہ خوارج کی اصل کیا ہے برونو کا خیال ہے کہ یہ بدوی تھے۔ جنہوں نے فتوح اولی کے بعد کوفہ اور بصرہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

خوارج اہل ردّہ کے لوگ تھے۔ جو عرب کے رہنے والے تھے اور دیہاتی تھے۔ رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی وفات کے بعد حکومت اسلامی اولی سے یہ برسرِ پیکار رہے۔

معاویہ کا قول خوارج کے بارے میں:- غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ برونو اور ولہاؤزن کے افکار وآراء میں جو خوارج سے متعلق انہوں نے ظاہر کئے ہیں کوئی خاص اختلاف نہیں ہے، اس لئے کہ یہ واقعہ ہے کہ باشندگان کوفہ اور بصرہ کی اکثریت بدوی عربوں پر مشتمل تھی، جنہوں نے جنگ فارس میں بڑھ چڑھ کر ممتاز اور نمایاں طور پر حصّہ لیا تھا۔ یہ لوگ جب نئے

عربی شہروں یعنی بصرہ اور کوفہ میں پہنچے تو اپنے ساتھ فضائل اور مفاسد بھی لیتے گئے، خاص طور پر قبائلی تعصّب تو ان کی رگ رگ میں رچا ہوُا تھا، اور یہی چیز ان کی حیات اجتماعی پر اثر انداز تھی، نظام حکومت کو بھی یہ اسی سانچے میں ڈھالنا چاہتے تھے، اور جب ان کا یہ مقصد پورا نہیں ہوتا تھا تو حکومت کی مخالفت میں جوش و خروش کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوتے تھے، ان کے بارے میں معاویہ نے بڑے پتے کی بات کہی تھی :-

"یہ خوارج اپنی طینت اور جبلّت کے اعتبار سے حیات موحدہ بسر کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔ یہ اجتماعی زندگی کو ناپسند کرتے ہیں اور اس پر بدوی زندگی کو جو تمام تر انفرادی زندگی ہوتی ہے ترجیح دیتے ہیں۔ ان میں کا ہر شخص اپنے آپ کو ایک جماعت اور گروہ سمجھتا ہے"[1]

اسلام میں مذہبی فرقوں کا مرکز و مصدر :-

مختلف مذاہب و نبیہ کا اسلام میں قیام صرف عراق اور شرقی عراق میں ہوُا، شام اور سوریہ میں اس طرح کی کوئی چیز ظہور پذیر نہیں ہوئی کیونکہ ان مقامات کے باشندوں میں اس طرح کا کوئی اثر نظر نہیں آیا۔ اس کے برعکس عراق اور مضافاتِ عراق میں ہم دیکھتے ہیں کہ نئی نئی دینی اور مذہبی جماعتیں پیدا ہوئیں، فتنے اٹھے انقلابات آئے اور بغاوتیں برپا ہوئیں، خلافت امویہ کے پورے دور میں سارا عالم اسلام ان حالات سے زیر و زبر رہا۔

کیا اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ ارض عراق اور اس کے ارد گرد کے مقامات مثلاً بلاد خراسان و فارس کی فضا ایسے فتنوں اور سورشوں کے لئے خاص طور پر سزاوار تھی حالانکہ سوریہ اور فلسطین میں کبھی بھی نہ ایسا فتنہ

---

[1] العقد الفرید۔

Marfat.com

اٹھا اور نہ ایسی کوئی شورش برپا ہوئی۔

عراق کیوں نئے فرقوں کا مصدر تھا؟ عراق اور دوسرے بلادِ شرقیہ کے اجتماعی و سیاسی احوال و کوائف کا اگر عام نظر سے مطالعہ کیا جائے تو یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ یہاں مسیحیوں، آرامیوں، پارسیوں اور مجوسیوں کی متعدد اور مختلف جماعتیں موجود تھیں اور ان جماعتوں کا عرب مسلمانوں سے گہرا ربط ضبط قائم ہو چکا تھا جنہوں نے عراق میں بہت سی دینی جماعتیں اور کئی نئے مذاہب کے قیام میں مدد دی۔

مسلم معاشرہ پر اجنبی اثرات: اس کے باوجود کہ بنی اُمیہ کے خلفاء کی پہلی کھیپ مسیحیوں سے اور دوسرے مذاہب کے لوگوں سے کافی متاثر تھی اور انہیں حکومت کے بڑے بڑے مناصب بھی تفویض کئے گئے تھے، لیکن سوریہ کی مسلم سوسائٹی ہر قسم کے اجنبی تاثر اور تاثیر سے محفوظ رہی، اس کی حالت میں کسی طرح کا کوئی تغیّر نہیں پیدا ہُوا اور وہ منازعات مختلفہ جنہوں نے عراق کو اپنا مرکز بنا رکھا تھا۔ سوریہ کے مسلمان ان سے قطعاً غیر متاثر رہے۔

اصل بات یہ ہے کہ سوریہ میں گو عیسائیوں اور دوسرے لوگوں کو حکومت کے بڑے بڑے مناصب تفویض ہوئے۔ وہ خلفاء وقت کے مقرب بارگاہ بھی بنے لیکن ان کا اثر محدود رہا۔ کیونکہ ان کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی تھی اور وہ اسلامی سوسائٹی کے لئے چاہتے بھی تو کوئی خطرہ نہیں بن سکتے تھے۔ لیکن عراق میں صورتِ احوال بالکل برعکس تھی، فتوحِ اولی کے بعد یہاں کی اکثریت غیر مسلم تھی، اس نے جب عراق میں اقلیّت عربیہ مسلمہ سے میل جول اور ربط ضبط قائم کیا تو اجنبی تاثرات بھی اس پر اثر انداز ہوئے پھر ایک بات یہ بھی تھی کہ عراق مرکزِ خلافت سے دُور تھا اور کافی دور تھا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا۔ کہ جہاں داخلی

Marfat.com

طور پر دمشق اور امصار دمشق میں امن امان ضبط ونظم اور اطمینان وعافیت کی کارفرمائی نظر آتی تھی اس لئے کہ وقت کی حکومت کا پایہ تخت یہیں تھا اور وہ پوری قوت وشوکت کے ساتھ ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کر سکتی تھی۔ وہاں عراق میں اس کی یہ قوت وشوکت ضعیف تھی۔ اور اس کا اثر بہت کم تھا۔

ایک بات یہ بھی پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ عراق اور فارس میں فتوحات اسلامیہ کا اثر جماعت مسیحیہ اور مجوسیہ پر بہت کم پڑا، اُن کے داخلی اور نجی معاملات جوں کے توں قائم رہے۔ اور خلفائے اوّل نے اپنے طرزِ عمل سے ان مسیحی اور مجوسی جماعتوں کو ایسی دینی اور شخصی آزادی دے دی۔ جو انہیں عہد گزشتہ کے بیزنطینی اور فارسی عہدِ حکومت میں بھی حاصل نہیں تھی۔

عیسائی مسلمانوں کی ماتحتی میں :- ایک بات اور بھی بہت نمایاں ہے اور اُسے بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا وہ یہ کہ کئی مسیحی شہر ایسے تھے مثلاً رہا اور فصلیبین وغیرہ، گو مفتوح ہو چکے تھے اور ان پر عربی حکومت قائم ہو چکی تھی، لیکن نہایت اچھے اور عمدہ شرائط پر انہوں نے مسلمانوں کی ماتحتی قبول کی تھی، جس کی سب سے اہم اور بنیادی شرط یہ تھی، کہ ان کے کنائس کو ہاتھ نہیں لگایا جائے گا، اسی طرح فارس میں شہر رَےّ اور بلدۂ کوماس (D M A S-) ان دونوں شہروں نے اپنے دروازے عربوں کے لئے کھول دیئے تھے، اور اس کے صلے میں یہ رعائتیں حاصل کی تھیں۔

(۱) ان شہروں کے باشندوں میں سے کسی شخص کو غلام نہ بنایا جائے گا، نہ اس سے بیگار لی جائے گی۔ (۲) معابد منہدم نہیں کئے جائیں گے۔ (۳) مجوسی مذہب کے معاملات میں مداخلت نہیں کی جائے گی۔

آذربائیجان میں بھی انہی شرائط کے ماتحت عربوں نے اپنا عمل دخل قائم کیا۔

مسلمانوں کی رواداری مسیحیوں سے :- اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ بطریرک نسطوری سوم (لیویاب) از ۶۸۱ء، اپنے فرقہ کی سرداری پر عثمانؓ اور علیؓ کے عہد میں برابر قائم رہا۔ اس نے لکھا ہے کہ :-

عربوں کو اللہ تعالےٰ نے دنیا کی حکومت سونپی ہے۔ یہ لوگ نصرانیت کے دشمن نہیں ہیں بلکہ ہمارے دین اور مذہب کا پورا پورا احترام کرتے ہیں ہمارے راہبروں، پادریوں اور کاہنوں کی عزت و تکریم میں ذرا بھی کوتاہی نہیں کرتے ہمارے ویرا ور کنیسے ان کی امداد و اعانت کے مرہون منت ہیں

ایک اور جگہ اس نسطوری قائد کی تحریر سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ اس زمانہ میں اسقفوں کو مکمل اختیارات اپنے دینی، قومی اور نجی معاملات میں حاصل تھے بلغیر کسی خوف اور اندیشے کے وہ اپنے اعمال مذہبی انجام دیتے تھے۔

اور اپنے لئے جو جادہ انہوں نے مقرر کر لیا تھا، بلغیر کسی روک ٹوک کے اس پر چل رہے تھے، عربی حکومت کی طرف سے نہ ان کے راستے میں رکاوٹ ڈالی جاتی تھی، نہ ان پر کسی قسم کی پابندی عائد کی جاتی تھی، نہ انہیں کسی قسم کی زحمتوں سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے، کہ عراق اور فارس میں مسیحیت کی جڑیں اس حالت میں بھی قائم اور مضبوط رہیں، کہ مسلمان ان مقامات پر غلبہ اور تسلط حاصل کر چکے تھے صرف یہی نہیں مسلمان ہمیشہ ان مسیحیوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آتے رہتے تھے، اور ان دونوں کے مابین قوی اور گہری روابط قائم رہے جس میں سریانی زبان بھی کافی مددگار ثابت ہوئی، جو بلاد عرب کے شمال میں اور خاص طور پر بحرین میں اپنا ایک خاص مقام رکھتی تھی رکیونکہ ان مقامات پر علیسائیوں کے ویرا ور کنیسے، راہب اور پادری پانچویں صدی

Marfat.com

عیسوی سے موجود چلے آرہے تھے۔[1]

مجوس کے ساتھ مسلمانوں کا حسنِ سلوک: جس طرح مسیحیوں سے مسلمانوں کا خلا ملا اور ربط ضبط تھا، اسی طرح مجوس کے ساتھ بھی مسلمانوں کا یہی رویہ تھا، عراق میں دوسرے شہروں کے برعکس یہ تعلقات زیادہ گہرے اور استوار تھے، کیونکہ فارسی اور آرامی لوگ فتح اسلامیہ کے بعد عربی اسماء کا بے دھڑک استعمال کرنے لگے تھے، اس چیز نے انہیں عربوں سے اور زیادہ قریب کر دیا تھا، ان کے مراکز بھی عراق سے قریب تر تھے، اور یہ بات حکومت اسلامیہ کے دوسرے شہروں کو حاصل نہیں تھی۔

مسیحی اور پارسی عورتیں مسلمان گھروں میں: ہمارے سامنے کوئی ایسا مواد نہیں ہے جس سے ہم بآسانی اس بات کی تجدید کر سکیں کہ فتوح اولی کے بعد اسلام پر مسیحیت کی تاثیر کا رنگ تھا، لیکن ایک بات بہرحال پوری صحت اور اسناد کے ساتھ کہی جا سکتی ہے وہ یہ کہ مسلمان گھروں میں مسیحی عورتیں بکثرت پہنچنے لگی تھیں، بیوی کی حیثیت سے بھی اور خادمہ کی حیثیت سے بھی، یہی حال پارسی عورتوں کا بھی تھا۔ یہ بھی یہ تعداد کثیر مسلمان گھروں میں پہنچ چکی تھیں، بیوی بن کر بھی اور خادمہ بن کر بھی۔

قبیلہ بنو تمیم اور نو مسلم عجم: بلاذری نے بتایا ہے، کہ فارس کے چار ہزار سپاہیوں نے جو شہنشاہ کی فوج میں شریک تھے، ایک بہت بڑے معرکے کے بعد جس میں مسلمان ظفر مند رہے اور اہل فارس کے حصے میں شکست آئی۔ مسلمانوں سے امان مانگی۔ یہ لوگ

---

[1] LETTERS OF THE PATRIACH ISHO – YABNI III
EDITED BY DUAVT- PARIS 1804-1805

Marfat.com

بصرہ پہنچے اور وہاں بنو تمیم کے سوالی بن کر رہنے لگے، اسی طرح بلاذری نے یہ بھی بتایا ہے کہ اصبہان کے پارسیوں کی بہت بڑی تعداد بصرہ میں آکر بس گئی۔ ان میں سے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اور عرب کے ایک قبیلہ بنو تمیم کے ساتھ مل کر رہنے لگے۔ یہ بہت دلیر اور قوی قبیلہ تھا زعماء خوارج کی بہت بڑی تعداد اسی قبیلے سے تعلق رکھتی ہے۔

اہل فارس خوارج کے ساتھ تھے:- خوارج نے جب زور پکڑا، شورش اور بغاوت پر آمادہ ہوئے تو اپنے ساتھ بہت سے ان اہل فارس کو ملا لیا جو اسلام قبول کر چکے تھے۔ اور ان سے مل جل کر رہتے تھے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ۵۹ھ میں ابو مریم نے جب شورش کا جھنڈا کوفہ کے قریب بلند کیا تو اس کے انصار میں موالی بھی تھے جو عرب نہیں تھے، یعنی فارس وغیرہ کے وہ لوگ جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ لیکن قوم عرب سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا۔

اسی طرح عبداللہ الماحوز کے انصار بھی اجناس مختلفہ پر مشتمل تھے۔ اسی لئے مہلب نے ان کا نام حقارت سے "عبید"، یعنی غلام رکھ چھوڑا تھا۔ کیونکہ یہ عرب نہیں تھے۔

یہ سب لوگ ننگ غلامی دور کرنے اور عبدیت کا داغ دھونے کی فکر میں سرگرداں تھے۔ اسی جذبہ کی تندی اور تیزی نے رفتہ رفتہ انہیں گروہ خوارج کا سب سے زیادہ متعصب اور مشتعل حصّہ بنا دیا۔

جب "المستورد" وخارجی کو حالات سے مجبور ہو کر کوفہ چھوڑنا پڑا تو وہ بھاگ کر حیرہ پہنچا، جو ایک مسیحی شہر تھا۔ اور یہاں اسے جائے پناہ مل گئی۔

پھر جب ابن الاشعث نے حجاج کے خلاف بغاوت اور شورش کا پرچم بلند کیا تو عراق میں رہنے والے بعض عربوں کے علاوہ جن لوگوں اور جماعتوں نے اس کا ساتھ دیا ان میں شیعہ، خوارج، اہل فارس اور مسیحی خاص طور پر قابل ذکر

Marfat.com

ہیں چنانچہ حجاج نے نجران کے ان عیسائیوں کو جو حضرت عمرؓ کے عہد سے کوفہ میں بود و باش اختیار کئے ہوئے تھے، اس شورش اور بغاوت کا ذمہ دار قرار دیا۔ [1]

فرقہ نجدات کا انجام: جن بلاد و امصار میں خوارج کی اکثریت تھی۔ ان پر ایک تحقیقی نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ خوارج کی اکثریت عرب نہیں تھی۔ البتہ آزارقہ اور نجدات مستثنیٰ ہیں۔ کیونکہ خوارج کے یہ فرقے بڑی حد تک بلکہ تمام تر عربوں ہی پر مشتمل تھے کیونکہ خارجیوں کا یہ فرقہ جو نجدات کے نام سے موسوم ہے، شمالی جزیرہ عربیہ میں ظہور پذیر ہوا۔ اس کا مرکز یمامہ تھا۔ عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں اس کی ایسی سرکوبی کی گئی کہ پھر اس کا نشان بھی باقی نہ رہا۔ اور یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا۔ گو اس کی ایک مختصر سی ٹکڑی سجستان روپوش ہو کر پہنچ گئی۔ اور وہاں اپنے مسلک کی دعوت و تبلیغ میں مصروف ہو گئی۔ [2]

خوارج کا اثر و نفوذ: خوارج کے ایک اور فرقہ آزارقہ نے بصرہ میں اپنے قدم جما لئے تھے۔ عہد حجاج بن یوسف میں بصرہ کے آس پاس کے مقامات پر بھی اس کا اثر و نفوذ غیر معمولی حد تک بڑھ گیا تھا۔

جنوبی عرب اور شمالی و شرقی افریقہ کے علاوہ جن بلاد میں خوارج کا اثر و نفوذ برابر بڑھتا چلا جا رہا تھا، ان میں کرمان، سجستان، خراسان عراق مابین النہرین، فارس کے بعض مقامات اور سواد عراق شامل تھے۔

---

[1] اباضیہ فرقہ بھی عربوں پر مشتمل تھا۔ اس کی گروہ کی خصوصیت یہ تھی کہ فکر و رائے کے اعتبار سے یہ معتدل مسلک رکھتا تھا۔ اس کی قیادت ابو حمزہ کے ہاتھ میں تھی۔ ۱۴۷ھ میں اس فرقہ خوارج نے مکہ مکرمہ اور مدینہ پر قبضہ کر لیا تھا۔

[2] البلاذری۔

Marfat.com

کرمان اور مابین النہرین میں خوارج عہد عباسیہ تک باقی رہے۔

یعقوبی نے یعقوب سے روایت کی ہے (جو خود بھی ایک خارجی تھا) کہ ارض فارس میں خارجی جس کسی سے برسرپیکار ہوتے تھے، تو کیرمان کے ایک مقام (بام کو قیدخانہ کے طور پر استعمال کرتے۔ اور یہاں اپنے دشمنوں کو قید میں ڈال دیتے) اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ خوارج کے تعلقات اس شہر کے مسیحی باشندوں سے کتنے گہرے تھے اور وہ ان پر کس درجہ اعتماد کرتے تھے[1] اور اس سے اس امر پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ دسویں صدی عیسوی تک کیرمان خوارج کا گڑھ بنا ہوا تھا۔ اور یہاں ان کی تعداد بہت زیادہ تھی۔

خوارج میں عرب اور غیر عرب شامل تھے:۔ تصریحات بالا سے یہ بات واضح ہوگئی کہ خوارج ایک جماعت کی حیثیت سے جب اُبھرے تو وہ تمام تر عرب تھے، پھر ان کے ساتھ غیر عرب موالی زیادہ تر ان مسیحیوں اور مجوسیوں پر مشتمل تھے جو بعض موثرات کے ماتحت مسلمان ہوگئے تھے اور ان کے علاوہ ان مجوسیوں اور مسیحیوں سے بھی خوارج کے کافی مراسم اور تعلقات تھے جو اپنے نصرانی یا مجوسی مذہب پر قائم تھے اور مسلمان حکومت کے زیر سایۂ عافیت اور سکون و اطمینان کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ جن کے مذہبی، قومی اور نجی معاملات میں مسلمان حکومت نہ کسی قسم کی مداخلت کرتی تھی، نہ جن کو باعزت شہری کی زندگی بسر کرنے میں کوئی دشواری یا زحمت ہوتی تھی جو نہایت آسودگی اور بے فکری کے ساتھ مسلمانوں کے اندر اور مسلمانوں کے پڑوس میں اور مسلمانوں کے ساتھ بے غل وغش زندگی بسر کر رہے تھے۔

بہرحال یہ ایک طے شدہ اور ثابت حقیقت ہے کہ جو مسیحی اور مجوسی

---

[1] ۔

Marfat.com

اپنے دین و مذہب پر قائم تھے، انہوں نے پاس پڑوس کے عرب مسلمانوں کو بلاشبہ متاثر کیا۔

لیکن اس تاثیر کے حدود کہاں تک پہنچ گئے، اور کہاں سے دراصل شروع ہوئے تھے، اس کی تفصیل اور تعین و تحدید بوجہ اکمل و احسن ممکن لیکن بہرحال یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ یہ تاثیر موجود تھی۔ یہ رنگ لائے بغیر نہ رہی، متعدد مواقع پر اور مختلف حیثیتوں سے یہ ظاہر ہوئی۔ اور اس کے آثار و نقوش اب تک تلاش کر لئے جا سکتے ہیں۔

Marfat.com

خوارج کا ظہور

فارس کی جنگیں جب ختم ہوئیں تو ان عربوں کی اکثریت جنہوں نے ان جنگوں میں حصّہ لیا تھا۔ اپنے پارسی اور مسیحی موالیوں غلاموں کے ساتھ جو اسلام قبول کر چکے تھے۔ بصرہ اور کوفہ میں اقامت اختیار کر لی۔ ان دونوں شہروں کی بنیاد عمر بن خطاب کے زمانے میں پڑی تھی، یہ دونوں شہر دراصل چھاؤنی کی حیثیت رکھتے تھے۔ کیونکہ یہاں فوجوں کے پڑاؤ کے معنی یہ تھے۔ کہ حدود پارس اور آس پاس کے مقامات کی نگہداشت بہ آسانی ہو سکے۔

خوارج زیادہ تر بدوی عرب تھے! عرب اپنے موالیوں کے ساتھ ان شہروں میں سکونت پذیر ہوئے۔ دنیا کی کون چیز تھی جو انہیں حاصل نہ تھی۔ مال غنیمت اور دشمن سے چھینے ہوئے سازوسامان کی کثرت نے انہیں غیر معمولی آسودگی اور عافیت عطا کر دی تھی۔ ہر ضرورت بغیر کسی زحمت اور دشواری کے پوری ہو جاتی تھی۔ تلاشِ روزگار اور فکرِ معاش سے مطمئن ہونے کے بعد اب ان کے اوقات امورِ دینیہ قرآن واصول اور ان تمام مسائل پر غور کرنے میں صرف ہونے لگے، جو کسی درجہ

Marfat.com

بیں بھی حیات روحیہ اور دنیویہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اس جگہ یہ بات ہم صاف کردینا چاہتے ہیں کہ خارجی عقیدہ کی نشوونما سب سے پہلے ان بدویوں میں ہوئی جنہوں نے فارس کی جنگوں میں خصوصیت اور ناموری حاصل کی تھی۔ چنانچہ خوارج کی اکثر نمایاں اور ممتاز شخصیتیں صحرائی قبائل سے رشتۂ نسب رکھتی تھیں اور اب انہوں نے بصرہ اور کوفہ میں مستقل توطن اختیار کرلیا تھا۔

فتنہ اپنے نقطۂ عروج پر :- قتل عثمانؓ پر وہ فتنہ اپنے نقطۂ عروج پر پہنچ گیا جو ان کی زندگی ہی میں سر اُٹھا چکا تھا۔ تحکیم کے مسئلے پر جو اختلاف پیدا ہُوا وہ بہت جلد سنگین صورت میں بدل گیا۔ اور اب ان صحرائی قبائل کے لوگوں کو پہلے پہل وہ بات محسوس ہوئی جو اس سے پہلے کبھی ان کے حاشیۂ خیال میں بھی نہیں آئی تھی۔ وہ یہ کہ اگر خلیفہ جماعت کی رائے سے اختلاف کرے تو اسے معزول کرنا یا قتل کردینا ممکن ہے، باقی رہی یہ بات کہ خلافت کے سلسلے میں قریشی کی حیثیت کیا ہے اور یہ منصب صرف قریشیوں کے لئے ہے یا دوسرے بھی اس سے متمتع ہو سکتے ہیں؟ اسے خوارج نے کوئی اہمیت نہیں دی۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ قریش کے استحقاق خلافت سے متعلق جو حدیث بیان کی جاتی ہے وہ صحیح نہیں ہے کیوں کہ خوارج اپنے عقائد کے اعتبار سے قرآن و سُنت سے بہت زیادہ قریب تھے اور ان کی مخالفت کا ارتکاب ہرگز نہیں کرسکتے تھے، پس اگر استحقاق قریش والی حدیث نص صریح کی حیثیت رکھتی ہوتی تو خوارج نہ اس کا انکار کرتے، نہ اس سے اختلاف کرتے۔

قتل عثمانؓ نے اس جماعت کو ایک نیا مسلک بہم پہنچایا جو سیاست و حکومت سے تعلق رکھتا تھا۔ یعنی یہ کہ اگر خلیفہ وقت جماعت کی رائے سے انحراف کرے اپنے منصب سے دست بردار نہ ہو۔ بلکہ اس پر اصرار کرے کہ وہ اپنی مسند پر قائم رہے گا۔ عامۃ مسلمین، اس کی سیاست کو ناپسند کرتے ہوں تو بھی وہ ان سے بے پرواہ رہے، وہ اس کی خلافت اور حکومت کو ناقابل برداشت سمجھتے

Marfat.com

ہوں پھر بھی وہ اپنی جگہ پر قائم رہے تو ایسی صورت میں اسے قتل کیا جا سکتا ہے

قبائل عربیہ کی خصوصیت:- ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ یہ قبائل عربیہ کسی شخص کی سیادت وحکومت کو اسی صورت میں تسلیم کرتے تھے۔ جب کہ وہ ذاتی طور پر اس کی ٹکر کا ہو، اور اس شخص کی حکومت کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ جس سے کسی طرح کی قرابت اور نسب کا تعلق نہ ہو یا وہ اس قبیلہ سے تعلق نہ رکھتا ہو۔ یہ رواج عہد جاہلیت سے چلا آرہا تھا، پھر جب عثمانؓ قتل ہوئے اور مسئلہ خلافت پر ان کے بعد علیؓ اور معاویہؓ کے مابین اختلاف پیدا ہو تو یہ ایک نیا مسلک پیدا کرنے کا موجب بنا، کیونکہ قتل عثمانؓ نے اس مسئلے کا فیصلہ کر دیا کہ سیاسی افکار و آراء حکومت کی تشکیل میں کافی اثر رکھتے ہیں۔ یہ ایک ایسا جدید سیاسی نظام تھا جو ان جماعتوں کی نفسیات سے بہت قریب تھا جو اسلام میں داخل ہوئی تھیں، کیونکہ جمہوری نظام بھی انہیں ایک ایسا نظام نظر آیا جس میں ان کے حقوق محفوظ رہ سکتے تھے، اور ان کے افرادِ قبیلہ اور خاندان کی تمیز و تخصیص کے بغیر مسند خلافت پر پہنچ سکتے تھے اس نظام جدید کی رو سے کوئی مسلمان عرب بھی خلافت کا اُمیدوار اور سزاوار قرار دیا جا سکتا تھا، جس طرح رائے عامہ کسی خلیفہ کو معزول کر سکتی تھی اسی طرح رائے عامہ کے بل پر خلیفہ بھی بن سکتا تھا۔

سیاسی شورشیں اور تحریکیں:- اسلام کے عہد اولیٰ میں جو سیاسی شورشیں اور تحریکیں پیدا ہوئیں ان کے اسباب و غایات کا اگر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا۔ کہ ان کی بنیاد صرف یہ تھی کہ حکومت کا انداز و اسلوب کیا ہو اور خلافت یا امامت کے منصب پر کس طرح کے شخص کو فائز ہونا چاہیئے۔

شیعہ جماعت کا قول تھا۔ کہ خلافت اور امامت صرف آلِ رسولؐ کا حق ہے اور علیؓ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے زیادہ عزیز

Marfat.com

قریب تھے اور فاطمہؓ اور علیؓ کی اولاد احفاد رسول تھی، لہٰذا تمام مسلمانوں میں حکومت یعنی خلافت اور امامت کا حق انہی کو تھا۔

خوارج کی رائے برعکس تھی، وہ خلافت اور حکومت میں وراثت کے قائل تھے، ان کا خیال تھا۔ کہ جس طرح باپ کا ترکہ بیٹے کو ملتا ہے، اس طرح حکومت اور سیادت وراثت اور ترکہ کے طور پر اولاد در اولاد کو عزیز قریب کو منتقل نہیں کی جا سکتی۔ یہ لوگ یہ رائے بھی رکھتے تھے، کہ علیؓ اور اولاد علیؓ مسلمانوں میں سب سے زیادہ حکومت و امارت کے سزاوار نہیں، بلکہ ان کا خیال تھا۔ کہ خلافت ایک ایسا منصب ہے جس پر ہر مسلمان فائز ہو سکتا ہے، نہ نسب کی قید ہے نہ خاندان کی نہ قبیلہ کی، رسول اللہؐ سے کسی شخص کو قرب و اتصال کا موقع زیادہ ملا ہو یا کم اس سے اس کی اہلیت اور صلاحیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

شرائط خلافت خوارج کے نزدیک: خوارج کے نزدیک خلافت کا مستحق ہر وہ شخص ہو سکتا ہے جو صالح ہو اور اپنے معاصرین میں بہتر اور برتر ہو۔ اس طرح یہ لوگ خلافت کو ایک جمہوری ادارہ سمجھتے تھے۔ برعکس اصحاب تشیع کے انہوں نے موروثی اور خاندانی نظام کی بھی سخت و شدید مخالفت کی، امویوں اور شیعوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ خاندانی اور موروثی نظام دونوں کے نزدیک درست اور جائز ہے۔ لیکن شیعہ خلیفہ کے لئے یہ ضروری قرار دیتے ہیں کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رشتۂ انتساب بھی حاصل ہونا چاہیئے اور اموی اسے ضروری نہیں سمجھتے۔

عثمان بن عفان کی سیاست: اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عثمان بن عفان کی سیاست نرمی، طینت اور لچک پر مبنی تھی، علاوہ ازیں اپنے عہد خلافت میں انہوں نے اپنے اہل خاندان رشتے داروں انصار اور جماعت کے لوگوں کو بڑے بڑے مناصب پر فائز کیا۔ اور انہیں اپنا مقرب بنا لیا۔ یہ چیزیں شورش اور ہنگامہ آرائی کا سبب

بن گئیں کیونکہ یہ سیاست اس سیاست سے بالکل جُدا تھی جو عمر بن الخطاب کی تھی۔ اُنہوں نے اپنے بیٹوں، عزیزوں اور رشتہ داروں، انصاروں اور خاندان کے لوگوں کو نہ مقرب بارگاہ بنایا نہ انہیں عہدے تقسیم کیئے۔ نہ دوسری عنایتوں اور نوازشوں کی بھرمار کی، بلکہ ان باتوں سے ہمیشہ اپنے آپ کو دُور رکھا۔ اور سب کے ساتھ بالکل یکساں برتاؤ بغیر کسی ذاتی یا خاندانی یا عائلی خصوصیّات و امتیاز کے روا رکھا۔

بہرحال عثمانؓ کی اس روش کا نتیجہ یہ نکلا کہ فتنے سر اٹھانے لگے ہنگامے برپا ہونے لگے شورشیں ہوئیں اور بغاوت کی تیاریاں علی الاعلان شروع ہو گئیں۔

ابوبکرؓ و عمرؓ نے اس نہج پر ایسی بے لوثی کے ساتھ حکومت چلائی تھی۔ کہ وہ ایک نمونہ اور اسوہ بن گئی۔ چنانچہ یہ بات فرض کر لی گئی تھی۔ کہ ان دونوں کے بعد جو بھی اس مسند پر بیٹھے گا، وہ ان روایات کو قائم رکھے گا۔ اور اسی نہج پر خلافت کا کاروبار چلائے گا، جس طرح شیخین چلاتے رہے۔

عثمانؓ اور علیؓ کا فرق: یہاں ایک بات اور بھی فراموش نہ کرنی چاہیئے عبدالرحمٰن بن عوف نے عمرؓ کے قتل کے بعد اس مجلسِ شوریٰ کے سربراہ کی حیثیت سے جس کے ذمے خلیفۂ جدید کا انتخاب تھا، عثمانؓ اور علیؓ دونوں سے سوال کیا تھا۔

آیا وہ سُنت رسولؐ اللہ اور سُنت ابوبکرؓ و عمرؓ پر اپنے دورِ خلافت میں عمل کرنے کو تیار ہیں؟"

عثمانؓ نے بے تامل وعدہ کر لیا تھا۔ کہ وہ سُنت رسول اللہ اور سُنت ابوبکرؓ و عمرؓ پر بے چون و چرا عمل کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن علیؓ نے سنت رسولؐ کے سوا کسی اور سُنت پر عمل کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اور کہا تھا کہ میرا ہر اقدام مصلحت عامہ سے توافق پر مبنی ہوگا۔

Marfat.com

جب علیؓ نے انکار کر دیا۔ اور عثمانؓ نے وعدہ کر لیا تو خلافت انہیں کو تفویض کر دی۔ اگر علیؓ نے انکار نہ کر دیا ہوتا اور عثمانؓ کی طرح دستورِ ابوبکرؓ و عمرؓ پر عمل کرنے کا وعدہ کر لیا ہوتا تو بلاشبہ ترجیح انہیں کو دی جاتی۔ اور منصبِ خلافت انہیں کو تفویض ہوتا۔

عثمانؓ اور عمرؓ کا فرق:- غرض جس دستور کو اُمت نے سندِ قبول عطا کر دی تھی اور جس اصول (اسوۂ ابوبکرؓ و عمرؓ) پر عمل پیرا ہونے کی شرط نئے خلیفہ کے لئے اُمت نے عائد کر دی تھی۔ وعدہ کر چکنے کے باوجود عثمانؓ اس پر عمل نہ کر سکے۔ اور جب اس دائرے سے انہوں نے باہر قدم نکالا تو لوگوں میں سرکشی اور بغاوت کے جذبات پیدا ہوئے، اور وہ میدان میں اتر آئے اور ان ہنگامہ آرائیوں کا خاتمہ قتلِ عثمانؓ پر ہوا۔ کیونکہ عثمانؓ کے خلاف بار بار جو الزام ان کے مخالفین عائد کرتے تھے۔ وہ یہی تھا۔ کہ انہوں نے دستورِ مقررہ سے تجاوز کیا۔ اور کئے ہوئے معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے۔

کتنی عجیب بات ہے، یہ نوبت ان عثمانؓ تک پہنچی کہ جو ذاتی طور پر نہایت حلیم اور بردبار تھے، مخالفوں اور دشمنوں تک سے جن کا برتاؤ تمام تر رافت اور ملاطفت کا رہا کرتا تھا۔ بخلاف عمر بن الخطاب کے جو سخت مزاج تھے، کسی عرب کی مجال نہیں تھی کہ ان کے سامنے بہ آواز بلند گفتگو کر سکے۔ یا ان کی بات رد کر سکے، اس کی وجہ یہی تھی۔ کہ عثمانؓ نرم خوئی کے باوجود ایک ایسے منہاج کے بانی بنے۔ جس کی پیروی اُمت نے آنے والے خلیفہ کے لئے لازمی اور ضروری قرار دے دی۔

عمرؓ کا کردار جلیل و جمیل:- عمرؓ کے حالات و سوانح پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا۔

- وہ جانب داری سے دُور تھے۔
- تمام مسلمانوں کے ساتھ ان کا برتاؤ یکساں تھا۔

Marfat.com

- کسی کو کسی پر ترجیح نہیں دیتے تھے۔
- ایک کی توقیر دوسرے پر صرف اس صورت میں روا رکھتے تھے۔ کہ وہ عمل صالح اور صلاح ظاہر کا حامل ہو۔
- ان کی سیاستِ عامہ میں کسی طرح کی چوک نہیں تھی کہ لوگ بھڑکتے اور سرکش بن جاتے۔
- ان کے احکام شک اور محابات سے پاک اور صاف تھے۔

یہی چیزیں تھیں جنہوں نے ان کو سخت گیر بنا دیا تھا، ان میں وہ دبدبہ اور شکوہ پیدا کر دیا تھا، اور ساتھ ہی ساتھ وہ عظمت اور عقیدت بھی کہ لوگ جان و دل سے ان کی ہر پکار پر لبیک کہنے کو آمادہ رہتے۔ جب وہ لوگوں کو قربانی اور ایثار کی دعوت دیتے لوگ بے چون چرا تعمیلِ ارشاد پر تیار ہو جاتے، کیوں کہ لوگوں سے جو مطالبہ کرتے تھے۔ پہلے اسے اپنی ذات پر عائد کرتے اور پورا کرتے تھے۔ اپنی ذات کو بھی انہوں نے کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی عامہ مسلمین پر ترجیح اور فضیلت نہیں دی۔ اپنے گھر والوں کو نعم دنیا کا کوئی حصہ ایسا نہیں دیا جس سے کم مایہ سے کم مایہ مسلمان بھی بہرہ ور نہ ہو۔

منعاتِ وافرہ کا دور:- عمرؓ نے جس سیاستِ عادلہ کی بنیاد ڈالی تھی لیکن عہد عثمانؓ میں یہ صورت قائم نہ رہی۔ اب اس پر عمل درآمد مشکل ہو گیا۔ اب نہ وہ خلیفہ میں وہ بات تھی اور نہ عوام میں اب لوگ ایسے منعات وافرہ سے بہرہ ور تھے۔ جن میں سے کسی ایک کا بھی عہد عمرؓ میں کوئی حوصلہ نہ کر سکتا تھا۔ خود عثمانؓ بھی اور ان کے اہل وعیال بھی پُرتکلف زندگی بسر کر رہے تھے۔ اموال وجائیداد کی فراوانی تھی۔ حالانکہ عمرؓ نے اپنے باپ کو اور اپنے اہل وعیال کو ان نعمتوں سے ہمیشہ دور رکھا تھا۔ یہی حالات دیکھ کر لوگوں نے عثمانؓ پر سنتِ سلف سے خروج کا الزام لگایا۔ ان کے حلم طبیعت سے فتنہ اور اضطراب میں کمی نہیں ہوئی بلکہ وہ بڑھتا رہا، بڑھتا گیا۔

Marfat.com

عثمانؓ کا خطاب شورش پسندوں سے :۔ جو مصادر تاریخیہ ہمارے سامنے ہیں انہیں پیش نظر نظر رکھ کر ہم باآسانی ایسی مثالیں تلاش کر سکتے ہیں جن سے ہمارا مذکورا بالا دعویٰ ثابت ہو سکتا ہے۔ مثلاً

عثمانؓ نے بیت الحرام میں توسیع اور اضافہ کا پروگرام بنایا۔ اس سلسلے میں بعض لوگوں سے ان کے گھر خرید لئے۔ لیکن کچھ ایسے لوگ بھی تھے۔ جنہوں نے اپنے گھر فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ اس انکار سے وہ بہت برہم ہوئے۔ اور ان کے گھر ڈھا دیئے، جو قیمت بنی وہ بیت المال میں داخل کر دی۔ اس پر معاملہ اور بڑھا۔ جن لوگوں کے گھر زد میں آئے تھے۔ انہوں نے سختی کے ساتھ احتجاج کیا اور خلیفہ کے اس اقدام کو سخت ناپسند کیا۔ عثمانؓ نے ان لوگوں کو قید کر دیا۔ اس سلسلے میں ان کا یہ جملہ بہت مشہور ہے۔

"میرے حلم نے تمہیں مجھ پر اتنا جری بنا دیا ہے۔ اگر یہی کام عمرؓ نے کیا ہوتا تو اس طرح نہ چیختے۔"

پھر بعض لوگوں کے بیچ میں پڑنے سے عثمانؓ نے لوگوں کو رہا کر دیا ۔۔۔۔ لیکن جیل سے یہ لوگ اس حالت میں باہر نکلے کہ انتقام لینے کے لئے تڑپ رہے تھے ان میں سے اکثر لوگ یہ کہتے سنے گئے کہ

"آج اگر عمرؓ ہوتے تو ہم پر یہ زیادتی نہیں ہو سکتی تھی۔"

قتل عثمانؓ کا اصل سبب :۔ یہ بات کہ قتل عثمانؓ میں خوارج کا ہاتھ کہاں تک ہے؟ غور و فکر کی محتاج ہے

ہمارا تو عقیدہ ہے کہ عثمانؓ کی قاتل عمر بن الخطاب کی سیرت ہے۔ یہ سیرت دائرہ عدل شامل، اور انصاف کامل ساتھ ہی ساتھ ہیں۔ سختی کے موقع پر سختی اور نرمی کے موقع پر نرمی یہی باتیں عمرؓ کے شعار میں داخل تھیں اور دولت اسلامیہ کا دستور بن گئی تھیں اور بجا طور پر عثمانؓ سے یہ توقع تھی کہ اس دستور پر وہ اپنے

پیش رو کی طرح عمل کریں گے۔ لیکن ایسا نہ ہوا، اس لئے کہ عثمانؓ ایک جلیل القدر صحابی تھے۔ مگر طبیعت کے کمزور، عزیزوں سے مجبور، شدت کے برتاؤ سے معذور عزم امور سے بعید، ظاہر ہے یہ سیاست سیاستِ عمرؓ سے یکسر الگ اور جُداگانہ تھی، بلکہ زیادہ صحیح الفاظ میں اس کی ضد، اور اس سے متناقض تھی۔ لیکن عہدِ عثمانؓ تک خوارج نے کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ وہ سیاستِ عثمانؓ کے مخالف تھے یا لوگوں کو ان کی مخالفت پر اُبھارتے اور آمادہ کیا کرتے تھے۔

لیکن یہ بات مستند نہیں ہے کہ مدینہ اور دوسرے شہروں میں جو لوگ سیاستِ عثمانؓ کے مخالف تھے اور ان کے خلاف تحریک چلا رہے تھے، ان سے جنگ آزما تھے، اور ان کے قتل تک سے باز نہ آئے، ان میں سے بعض لوگ خوارج کے ساتھ مل گئے ہوں، اور یہ بات بالکل قرین قیاس ہے، بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا۔ کیونکہ جن لوگوں نے عہدِ عثمانؓ میں مسلمانوں کو بغاوت اور شورش پر اکسایا اور طرح طرح کے جرائم کا ارتکاب کیا۔ وہ بعد میں جاکر علیؓ کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ اور پھر یہی لوگ تھے جنہوں نے معرکۂ صفین اور مسئلہ تحکیم کے بعد سب سے پہلے امیر المومنین علیؓ ابن طالب کے خلاف فتنہ کی آگ بھڑکائی اور ان سے برسرِ پیکار ہو گئے۔

لہٰذا بجا طور پر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ جو لوگ عہدِ علیؓ میں خوارج کی حیثیت سے روشناس ہوئے یہی تھے۔ جو عہدِ عثمانؓ میں باغیوں کے روپ میں نظر آ رہے تھے۔

Marfat.com

توارثِ اولیٰ (۱)

خوارج اور علیؓ

تحکیم کے بعد جب علیؓ صفین سے کوفہ واپس آئے تو خوارج نے ان کے لشکر میں شامل ہونے سے انکار کر دیا ——— یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے تحکیم کے ناکام ہونے کے بعد قبول تحکیم سے انکار کر دیا تھا۔ ان لوگوں کی تعداد بارہ ہزار کے قریب تھی لشکرِ علیؓ سے جدا ہو کر یہ ایک قریبی مقام حروراء میں اتر پڑے۔

خوارج کے متعدد گروہ: یہ خوارج گروہوں میں تقسیم ہو چکے تھے:-

- ان میں ایک جماعت ان لوگوں کی تھی جو علیؓ کے موقف پر حد درجہ برہم تھی۔ اس برہمی کے باعث اس نے ان کی نصرت سے ہاتھ کھینچ لیا۔
- ان میں ایک گروہ ایسا بھی تھا۔ جو اس بات سے بگڑ بیٹھتا تھا۔ کہ جس مال غنیمت کی لڑائی جھگڑے میں آس لگائے بیٹھا تھا۔ وہ ٹوٹ گئی۔ اور اس طرح وہ گھاٹے میں رہا۔
- ان میں ایسے لوگ بھی تھے۔ جو حافظ قرآن تھے۔ اور علیؓ سے اس لئے

نالاں اور بیزار تھے۔ کہ انہوں نے تحکیم کیوں قبول کی اور جب تحکیم کا نتیجہ معلوم ہؤا تو اور زیادہ بھڑک اُٹھے۔ اور ان سے قطع تعلق کر لیا۔

- خوارج کی نصف تعداد ان لوگوں پر مشتمل تھی جنہوں نے جنگ ہائے فارس میں عملی حصّہ لیا تھا اور بقیہ نصف ان لوگوں پر مشتمل تھی جو مختلف قبائل اور مختلف جماعتوں سے آ کر شامل ہو گئے تھے۔

حالات کی نامساعدت: اس میں کوئی شبہ نہیں کہ علیؓ خود بھی ان حالات سے جو گزر رہے تھے خوش نہیں تھے نہ وہ اس پر آمادہ تھے کہ صفین کی جنگ جو فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہو چکی تھی اور جس میں ان کی فتح اور معاویہ کی شکست یقینی ہو چکی تھی۔ دست بردار ہو جائیں۔ نہ وہ تحکیم کو ماننے پر تیار تھے۔ اس لئے کہ کوئی بات ہی شرعی طور پر ایسی نزاعی نہیں تھی جس کا فیصلہ تحکیم سے کرایا جاتا، نہ وہ ابوموسےٰ اشعری کو اپنا مندوب اور نمائندہ بنانا پسند کرتے تھے، یہ ساری باتیں ان کی مرضی کے خلاف ہوئیں یہی وہ اُمور تھے۔ جنہوں نے ان کے لشکر میں تفریق پیدا کر دی اور ان کی وہ قوت جو دشمن سے جنگ کرنے اور اس کی قوت توڑنے میں صرف ہو رہی تھی۔ معطل ہو کر رہ گئی۔ علی کو حالات کی نزاکت کا پورا احساس تھا۔ انہوں نے کوشش کی کہ خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ حالات کی اصلاح ہو جائے اور بات زیادہ نہ بگڑنے پائے۔

خوارج کو راہِ راست پر لانے کی کوشش: ان تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد علیؓ نے عبداللہ بن عباس کو خوارج کے پاس افہام و تفہیم کے لئے بھیجا کہ ان سے بحث و گفتگو کر کے راہ راست پر لے آئیں۔ اور وہ رشتہ جو ٹوٹ گیا ہے پھر سے جڑ جائے۔

ابن عباس خوارج کے پاس گئے۔ اور ان سے دریافت کیا۔

"امیر المومنین سے تم کس بات پر اس درجہ برہم اور ناخوش ہو؟"

Marfat.com

خوارج نے ابن عباس کو جواب دیا۔

بے شک علیؓ اب سے پہلے امیر المومنین تھے۔ لیکن جب انہوں نے دین الٰہی میں تحکیم کا اصول قبول کر لیا۔ تو وہ دائرہ ایمان سے خارج ہو گئے۔ البتہ وہ اپنے کفر کا اقرار کر کے تائب ہو جائیں تو ہم واپس آنے کو تیار رہیں۔

"ابن عباس نے ان سے کہا۔"

جو مومن اپنے ایمان کو کمزور نہ پاتا ہو، جسے اپنے ایمان میں کسی طرح کا شک نہ ہو اس کے لئے یہ کیونکر زیبا ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے کفر کا اقرار کرے؟"

خوارج نے یہ سُن کر جواب میں کہا۔

"تمہارا خیال غلط ہے۔ علیؓ نے جب تحکیم قبول کر لی تو کفر کا ارتکاب کیا۔"

ابن عباس نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔

"قتل صید حرم کے سلسلے میں اللہ تعالےٰ نے ہمیں تحکیم کا حکم دیا ہے پھر یہ بات امامت میں کس طرح نا دُرست اور مشکوک ہو جائے گی؟"

خوارج نے اس اعتراض کے جواب میں کہا۔

"علیؓ نے تحکیم قبول کی، پھر اسے قبول نہیں کیا۔!"

ابن عباس نے بتایا۔

"حکومت (حکم بنانا) امامت کی طرح ہے۔ امام سے اگر فسق کا ارتکاب ہو تو اس کی نافرمانی واجب ہے۔ اسی طرح جب حکمین (ابو موسیٰ اور ابن عاص) نے خلاف شرع فیصلہ کیا لہٰذا اسے رد کر دیا گیا۔

لیکن ان باتوں سے خوارج کی تشفی نہیں ہوئی، وہ اپنی ضد پر اڑے رہے ان کے عناد اور بغض میں کوئی فرق نہیں آیا۔

علیؓ کی خوارج سے گفتگو:- ابن عباس کے ناکام واپس آجانے کے بعد بھی علیؓ نے انہیں قائل کرتے، انہیں راہ راست پر لانے اور پھر سے شریک کر لینے کی پوری کوشش فرمائی۔ حتیٰ کہ

خود بھی بہ نفسِ نفیس خوارج کے پاس تشریف لے گئے، اور فرمایا۔ "کیا تمہیں یاد نہیں کہ ان لوگوں نے جب مصاحف نیزوں پر اُٹھائے تو میں نے تم سے کہا تھا۔ یہ مکر و فریب اور چال بازی ہے۔ اگر واقعی یہ لوگ قرآن کا حکم ماننے کو تیار ہیں۔ تو میرے پاس کیوں آئے ہیں؟ اور مجھ سے تحکیم کی فرمائش کیوں کر رہے ہیں؟ کیونکہ تم میں کوئی شخص بھی مجھ سے زیادہ اس نام نہاد تحکیم کا مخالف نہ تھا؟

خوارج نے ان ارشادات کے جواب میں کہا۔

"خدا کی قسم آپ سچ کہتے ہیں۔"

یہ سن کر امیرالمومنین نے فرمایا:۔

"اور کیا تم اس حقیقت سے انکار کر سکتے ہو کہ وہ تم ہی تھے جنہوں نے مجھے تحکیم کے قبول کرنے پر مجبور کیا تھا۔ تمہارے اصرار و زور دینے کے باعث ہی میں نے اسے قبول کیا تھا۔ اور شرط عائد کر دی تھی کہ اگر حکمین (ابن عاص اور ابوموسیٰ) کا فیصلہ اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق ہؤا تو مانا جائے گا۔ اگر خلاف ہؤا تو رد کر دیا جائے گا۔ پھر میں اور تم اس سے بری ہو گئے۔

خوارج نے جواب دیا۔

"ہاں بیشک یہ واقعہ ہے اور ہم اعتراف کرتے ہیں کہ ہم سے کفر سرزد ہو گیا تھا۔ لیکن ہم نے توبہ کر لی، پس آپ بھی اپنے کفر کا اقرار کیجئے اور توبہ کر لیجئے، ہم ابھی کمر باندھ کر آپ کے ساتھ شام کے سفر پر چلتے ہیں، معاویہ سے لڑنے کے لئے۔

علیؓ کا پرچم امان:۔ علیؓ نے یہ ماننے سے انکار کر دیا کہ ان سے کفر سرزد ہؤا تھا لیکن اس گفتگو کا نتیجہ یہ نکلا کہ کچھ خارجی آپ کے پاس پھر سے واپس آ گئے۔ لیکن دوسرے بدستور اپنی ضد اور بغض پر قائم رہے۔

Marfat.com

اس واقعہ کے بعد خوارج نے عبداللہ بن وہب الراسی کو اپنا خلیفہ بنا لیا، یہ واقعہ ۲۲ مارچ ۶۵۸ء کا ہے۔

عبداللہ بن وہب پہلا شخص تھا جس کے حصّے میں خوارج کی سربراہی آئی اسی کی سربراہی میں خوارج نے فیصلہ کیا کہ کوفہ کی طرف کوچ کرنا چاہیئے چنانچہ بصرہ کے خوارج کو تاکیدی ہدایت بھیجی گئی کہ جلد از جلد آکر شامل ہو جائیں۔

اس ہدایت کے مطابق مسعود بن فدکی اپنی ایک جماعت لے کر بڑھا اور نہروان پہنچا۔ یہ بغداد اور واسط کے مابین ایک مقام ہے۔

علیؑ کو جب ان ارادوں کا علم ہوا تو وہ نہروان کے بارے میں فکر مند ہو گئے ان کے اور خوارج کے مابین جو گفتگو ہوئی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے خوارج کو ان کے حال پر چھوڑ دیا تھا۔ اور اب وہ معاویہ اور اہل شام سے مقابلہ کرنے کی تیاریاں یکسوئی سے کر رہے تھے، اس اثناء میں وہ ستر ہزار کا لشکر گراں فراہم کر چکے تھے انہیں اطلاع ملی کہ بصرہ کے خوارج نے ایک جلیل القدر صحابی رسولؐ حضرت جناب اور ان کی بیوی کو بڑی بے دردی سے قتل کر دیا ہے۔ تحقیق احوال کے لئے انہوں نے ایک پیغام بر بھیجا اسے بھی خوارج نے قتل کر دیا۔ اب اس کے سوا کوئی چارا کار نہ رہا کہ سب سے پہلے ان کی سرکوبی کی جائے چنانچہ ۶۵۸ء میں وہ خوارج کے استیصال کے لئے روانہ ہوئے۔ دونوں لشکر آمنے سامنے آکر ٹھہر گئے۔

علیؑ نے ابوایوب انصاری کو پرچم امان عطا کیا۔ یہ پرچم لے کر انہوں نے ندا دی:۔

"تم میں سے جو اس پرچم تلے آجائے گا اسے امان ہے۔
جو قتل سے کنارہ کشی کرے گا اسے امان ہے۔
جو جنگ میں حصّہ نہ لے گا اُسے امان ہے۔
جو کوفہ یا مدائن کوچ کر جائے گا اسے امان ہے۔

Marfat.com

جو اس جماعت سے قطع تعلق کرے گا اسے امان ہے۔

بعض خوارج تائب ہو کر علیؓ سے مل گئے:۔ اس اعلان کا خاطر خواہ اثر ہوا چنانچہ فردہ بن نوفل جس کا شمار زعمائے خوارج میں ہوتا تھا کہہ اُٹھا۔

اور خدا کی قسم ہماری سمجھ میں نہیں آتا ہم کیوں علیؓ سے لڑ رہے ہیں؟ کس بات پر؟ کس مقصد کے لئے ــــ میں تو یہاں سے جاتا ہوں، اور اس وقت تک الگ تھلگ رہوں گا۔ جب تک میری بصیرت یہ فیصلہ کر دے کہ مجھے علیؓ سے قتال کرنا چاہیئے۔ یا ان کے اتباع میں شامل ہو جانا چاہیئے۔

یہ کہہ کر فردہ اپنے پانچ سو ساتھیوں کے ساتھ الگ ہو گیا ایک اور جماعت کوفہ کی طرف پلٹ گئی۔ اس کے بعد خوارج کی جو جماعت کثیر میدان میں رہ گئی تھی۔ اس نے پوری استقامت اور دلیری سے علیؓ کا مقابلہ کیا، ایک دن تک شدید جنگ جاری رہی، لیکن اس کے بعد ان کی ہمت جواب دے گئی۔ اور انہیں نہایت عبرت انگیز اور مہلک شکست سے دوچار ہونا پڑا۔

علیؓ کے راستے میں ایک نئی مشکل:۔ علیؓ جب کوفہ کے قریب پہنچ چکے تھے اور امیر شام معاویہ سے لڑنے کی تیاریاں مکمل کر چکے تھے۔ کہ انہوں نے اپنی جماعت کے ایک طبقے کو جنگ سے بیزار اور نالاں پایا، یہ رنگ دیکھ کر انہیں بڑھتے ہوئے قدم پیچھے ہٹا لینے پڑے اور حالات کے رو براہ ہونے کا انتظار کرنے لگے۔

اس صورت حال سے خوارج نے کافی فائدہ اٹھایا اور کئی مرتبہ حملے کئے۔ لیکن علیؓ نے انہیں ہر مرتبہ پسپا کر دیا اور ان کے ہر حملہ کو ناکام بنا دیا یہاں تک کہ ایک روز دھوکے اور فریب سے انہی خوارج میں سے ایک نے انہیں شہید کر دیا۔

Marfat.com

توارثِ اولی (۲)

معاویہ اور خوارج

جب خلافت معاویہ کے ہاتھ میں آئی تو خوارج بڑی تعداد میں ان سے لڑنے کے لئے اپنی قوت مجتمع کرنے لگے۔ معاویہ کے عہد میں خوارج اور زیاد زور پکڑ لیا خاص طور پر عراق میں ان کی سرگرمیاں بہت تیز ہو گئیں۔

معاویہ سے جہاد کے لئے خوارج کی تیاریاں:۔ اس زمانہ میں خوارج کی قیادت فردہ بن نوفل الاشجعی کے ہاتھ میں تھی۔ یہ وہی شخص ہے۔ جس نے جنگ نہروان کے موقع پر اپنے پانچ سو ساتھیوں کو ہمراہ لے کر علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ اور علیؓ سے لڑنے پر تیار نہیں ہوا تھا۔ جب علیؓ قتل ہو گئے اور امر خلافت معاویہ کے ہاتھ میں آیا۔ تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"خدا کی قسم اب وہ وقت آ گیا ہے۔ جس میں کسی طرح کا شک وشبہ نہیں ہے۔ آؤ معاویہ سے جہاد کرنے کے لئے میدان میں کود پڑو۔"

Marfat.com

یہ واقعہ ۴۱ھ کا ہے۔ جب فردہ فارس کے ایک شہر میں مقیم تھا۔ یہیں سے اپنے ساتھیوں کو لے کر وہ کوفہ کی طرف بڑھا۔ یہ لوگ مقام نخلیہ میں اترے جو وہاں کا ایک قریبی مقام تھا۔ معاویہ نے اہل شام کی ایک جماعت خوارج کی سرکوبی کے لئے روانہ کی، لیکن یہ جماعت خوارج پر غالب نہ آسکی۔ کچھ لوگ بچ گئے۔ باقی قتل ہو گئے۔ پھر معاویہ کی اپیل پر اہل کوفہ خوارج سے لڑنے کے لئے نکلے اور غالب آگئے۔ ان کی ایک بڑی جماعت قتل ہو گئی۔

خوارج کی شکست کا راز:- خوارج کی شکست کا راز یہ تھا۔ کہ یہ لوگ ہم عقیدہ اور ہم خیال ہونے کے باوجود مختلف جماعتوں اور گروہوں میں منقسم تھے۔ اگر یہ ایک جماعت اور ایک بن کر میدان میں اترتے تو یقیناً اپنے دشمن کو تباہ و برباد کر دیتے۔ ہر قوت ...ست دیتے اور کوئی فوج ان پر غلبہ نہ پا سکتی۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں غیر معمولی جرأت و دلیری عطا کی تھی۔ جنگ کے شدائد مردانہ وار برداشت کرتے تھے۔ کسی مشکل اور مصیبت کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ان کے پائے ثبات میں لغزش پیدا ہوئی ہو۔ لیکن ان کی بدقسمتی یہ تھی کہ یہ مختلف جماعتوں اور گروہوں میں بٹے ہوئے تھے۔ ایک جھنڈے کے نیچے کام کرنا ان کے لئے ناممکن تھا۔ ایک جماعت بن کر لڑنا ان کے بس میں نہ تھا۔ ان کی شکست اور بالآخر تباہی کا سب سے بڑا سبب یہی تھا۔ اسی لئے دشمن ان پر غالب آیا۔ اور ان کے استیصال میں کامیاب ہو گیا۔ مگر یہ اتنے سخت جان تھے کہ مٹتے مٹتے بھی انہوں نے کئی سال لگا دیئے۔ اور اس اثنا میں ایسی زبردست لڑائیاں لڑیں کہ فتح مند دشمن کے چھکے چھوٹ گئے۔

معرکہ نخلیہ کی تفصیل:- مؤرخین نے معرکۂ نخلیہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بتایا ہے کہ قبیلہ اشجع کی قیادت فردہ بن نوفل کے بعد عبداللہ بن ابی الحوساء کے ہاتھ میں آئی۔ یہ

یہ شخص بھی میدان جنگ میں لڑتا ہوا کام آیا۔ پھر خوارج نے سرداری کا تاج حوثرہ بن وداع بن مسعود الاسدی کے سر پر رکھا۔ چنانچہ یہ معرکہ نخلیہ میں شریک ہونے کے لئے پہنچ گیا۔ معاویہ نے اس کے پاس اس کے باپ کو بھیجا۔ کہ جس طرح ہوسکے اسے واپس لے آئے۔ اسے رخصت کرتے وقت کہا۔" اپنے بیٹے کے پاس جاؤ، شائد تمہیں دیکھ کر وہ نرم پڑ جائے۔

معاویہ کا حکم پاکر حوثرہ کا باپ بیٹے کے پاس پہنچا۔ اسے سمجھایا بجھایا۔ نتائج عواقب بتائے، پھر کہا:۔

"اپنے ساتھ میں تمہارے بیٹے کو بھی لیتا آتا ہوں۔ شائد اسے دیکھ کر تم محسوس کرو کہ اولاد کا فراق برداشت کر لینا آسان نہیں ہوتا۔"

حوثرہ نے باپ کی یہ ساری باتیں سُن کر جواب دیا۔

"کافروں کے ہاتھ سے نیزے کا گھاؤ کھانا میرے لئے کہیں مرغوب و پسندیدہ ہے۔ بہ نسبت اپنے بیٹے کے دیدار اور اشتیاق کے۔"

اپنی کوششوں میں ناکام ہونے کے بعد حوثرہ کا باپ واپس آگیا۔ اور وہ تمام گفتگو جو اس سے اور حوثرہ سے ہوئی تھی دہرادی۔

اس کے بعد معاویہ نے ایک لشکر گراں خوارج کے مقابلے میں بھیجا، جس نے ان سب کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

Marfat.com

تواریخ اولیٰ (۳)

خوارج کوفہ میں

معرکہ نخیلہ کے بعد بھی خوارج نچلے نہیں بیٹھے۔ ان سے اور حکومت وقت افواج قاہرہ سے چھوٹی چھوٹی جھڑپیں ہوتی رہیں۔ جہاں کہیں موقع ملتا سورش اور بغاوت کی آگ نہ بھڑکا سکتے تو چنگاری سلگا دیتے۔ لیکن ان جھڑپوں اور شورشوں کا کوئی خاص نتیجہ مرتب نہیں ہوا۔

خوارج کوفہ میں: آخر وہ وقت آیا کہ یہ لوگ کوفہ میں وارد ہوئے ان میں وہ لوگ بھی تھے جو نہروان کے موقع پر موجود اور شریک تھے کوفہ کے گورنر اس زمانہ میں مغیرہ بن شیعہ تھے، انہوں نے خوارج سے کوئی تعرض نہیں کیا، نہ سختی کی، نہ عنایات و نوازش کا مظاہرہ کیا، اس کا سبب یہ تھا کہ مغیرہ کا شمار چوٹی کے عرب سیاست دانوں میں ہوتا تھا۔ اور وہ ذاتی مطامع کو زیادہ عزیز رکھتے تھے، وہ ان لوگوں میں تھے، جنہیں اپنی سلامتی اور عافیت کی زیادہ فکر ہوتی تھی۔ وہ معاویہ کے ہوا خواہوں میں تھے لیکن اپنی راحت وطمانیت اور آسائش و فراغت کو ان کے استقرارِ حکومت

Marfat.com

پر قربان کرنا نہیں چاہتے تھے ، وہ ان امراء اور احکام میں سے تھے جو اپنے
حیلہ جوئی اور ہوشیاری سے حاصل کرتے ہیں اور خون بہانے سے گریز کر
ہیں ، چنانچہ انہوں نے خوارج پر کسی طرح کی پابندی نہیں عائد کی ، اور وہ لو
اپنی تیاریاں کرتے رہے حیان بن طبیان کا گھر ان کا دارالشوریٰ تھا۔ یہیں
نے مستورد بن علفہ کو اپنا امیر بنایا اور طے کیا کہ وہ ماہ شعبان ۴۳ھ میں یا ق
خروج کیا جائے ۔

خوارج سے مغیرہ کی چشم پوشی :- یہ حیان وہ شخص تھا جس جنگ نہروان میں علی سے م

کیا تھا۔ لیکن جب وہ مجروح ہو کر ان کے سامنے لایا گیا۔ تو انہوں نے ا
معاف فرما دیا۔ تندرست ہونے کے بعد اپنی جماعت کو لے کر یہ رائے چلا گ
اور وہیں اقامت اختیار کر لی ، پھر جب اسے یہ اطلاع ملی کہ علیؑ قتل کر
تو یہ اپنے انصار کے ساتھ دشمنوں سے لڑنے کے لئے کوفہ کی طرف بڑھا ، یہ
آنے سے بعد اس کا گھر خوارج کا مرکز بن گیا۔ کوفہ کے خوارج بھی یہاں آتے او
شریک مشورہ ہوتے ۔

مغیرہ کو جب پولیس کے افسر اعلیٰ نے خوارج کی سرگرمیوں کا حال بتایا او
یہ کہا کہ وہ خروج کی تیاریاں کر رہے ہیں تو مغیرہ کے دل میں اندیشہ ہوا۔ ک
اگر اس چشم پوشی کا حال جواب تک وہ خوارج کے ساتھ کرتے چلے آئے ہیں
معاویہ کو معلوم ہوا تو وہ انہیں متہم کریں گے ۔ اور کسی دوسرے شخص کو
کوفہ کا گورنر بنا کر بھیج دیں گے ۔ یہ سوچ کر انہوں نے پولیس کے افسر اعلیٰ کو حکم
دیا کہ وہ حیان کے گھر جائے اور وہاں جتنے آدمی ملیں ان سب کو پکڑ لائے ،
وہاں تقریباً بیس آدمی ملے جو گرفتار کر کے لائے گئے ، مغیرہ نے حکم دیا انہیں
جیل میں ڈال دو ۔ جو لوگ گرفتار ہوئے ان کے عزیزوں کو جب یہ خبر ملی تو
وہ سہم گئے ۔ اس موقع پر مستورد نے ایک دوسرے گھر کو جو حیرہ میں واقع تھا

Marfat.com

مرکز بنا لیا، اور گرفتار شدہ لوگوں کے بھائیوں اور عزیزوں کو پیام بھیج کر اپنے پاس بلا لیا، یہ لوگ فوراً پہنچ گئے۔

مغیرہ کی تقریر روسائے قبائل کے سامنے:- مغیرہ کو جب اس نئی صورتِ حال کا علم ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ خوارج اپنی سرگرمیوں میں مصروف ہیں اور جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں تو انہوں نے روسائے قبائل کو جمع کیا اور ان کے سامنے ایک تقریر کی اللہ کی حمد اور رسولؐ کی ثنا کے بعد انہوں نے دورانِ تقریر میں کہا۔

"تم جانتے ہو کہ میں تم سب لوگوں کا ہوا خواہ ہوں، تمہاری بھلائی چاہتا ہوں، تمہیں اذیت دینے سے بچتا ہوں، لیکن اب مجھے اندیشہ ہے کہ اپنے بے وقوفوں کی وجہ سے تم بھی مبتلائے مصیبت ہو گے، میں ڈرتا ہوں کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ بے گناہ لوگ بھی گنہگاروں اور احمقوں کی خطا کاریوں کا شکار ہوں گے، تمہیں چاہیئے کہ اپنے ان احمقوں کو قابو میں رکھو، قبل اس کے کہ مصیبت نازل ہو اور تم سب اس میں پھنس جاؤ۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو شقاق، نفاق اور خلاف کے لئے ہمہ تن سرگرم کار ہیں، خدا کی قسم وہ کسی قبیلے سے بھی تعلق رکھتے ہوں میں انہیں ہلاک کروں گا۔ اور دوسروں کے لئے نمونہ عبرت بنا دوں گا۔"

"اے میر! ہم آپ سے معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ وہ کون لوگ ہیں؟ ہمیں ان کی تفصیل بتائیے، اگر وہ ہم سے ہیں تو ہم خود ان کا تدارک کر لیں گے۔ اور آپ کو کسی طرح کی زحمت نہیں کرنا پڑے گی اور اگر وہ ہم میں سے ہیں یا دوسرے لوگ ہیں۔ تو پھر اہل اطاعت کو چاہیئے کہ ہر قبیلے کے نادانوں کو ملا کر جمع کر دیں۔"

Marfat.com

اس کے بعد مغیرہ نے روسائے قبائل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا :۔

"تم میں سے ہر شخص قبیلے کے لوگوں کا ذمہ دار ہے، تمہیں یہ ذمہ داری قبول کرنا پڑے گی۔ ورنہ خدا کی قسم تمہیں میں ایسی حالت میں ڈال دوں گا کہ جسے تم پسند کرنے لگو گے، اور جسے ناپسند کرتے ہو اسے برداشت کرنے پر مجبور ہو جاؤ گے۔"

مغیرہ کی اس تقریر کے بعد روسائے قبائل اپنے اپنے قبیلے میں واپس گئے اور اپنے اپنے لوگوں کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر بغاوت، شورش اور خروج سے روکنے کی کوشش کی۔

مغیرہ کی حکمتِ عملی :۔ یہ کوششیں کامیاب ہوئیں اور لوگ خوارج کا ساتھ دیتے ہوئے ہچکچانے لگے۔ چنانچہ مستورد کے ساتھ صرف تین سو آدمی رہ گئے تھے، جنہیں لے کر وہ مقام صرات میں چلا گیا جو بغداد کے قریب واقع ہے، کچھ لوگ دوسری جگہ جس کا نام بھر لیسر ہے چلے گئے۔

مغیرہ کو جب ان لوگوں کے روانہ ہونے کی اطلاع ملی۔ تو انہوں نے ایک لشکر خوارج سے قتال کے لئے مرتب کیا، جو تین ہزار آدمیوں پر مشتمل تھا، جو قریباً سب کے سب شیعہ تھے، انہوں نے واسط اور بصرہ کے مابین ایک مقام مدار پر خوارج کو جا لیا۔ اور ان کا خاتمہ کر دیا، بھر لیسر میں جو خوارج تھے، انہیں بھی اس لشکر نے موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ مغیرہ کی یہ حکمتِ عملی قابلِ داد ہے کہ انہوں نے خوارج کا زور شیعہ کی مدد سے توڑا۔ شیعہ اور خوارج ایک دوسرے کے دشمن تھے، اور پھر یہ دونوں معاویہ اور ان کی حکومت کے دشمن تھے، اس طرح مغیرہ نے قصرِ امارت میں بیٹھے بیٹھے بغیر اس کے کہ تلوار میان سے نکلے دونوں کو کمزور کر دیا اور ان کا زور توڑ دیا۔

مغیرہ کا موقف ضعف پر مبنی تھا :۔ واقعہ یہ ہے کہ مغیرہ

Marfat.com

بن شیعہ کا مؤقف ان دونوں گروہوں کے مقابلے میں نرمی سے زیادہ نجھے پر مبنی تھا۔ نہ ان میں یہ جرأت تھی کہ خوارج اور شیعہ سے سیاست معاویہ کی حمایت میں برسرِ پیکار ہوسکیں، نہ ان میں یہ حوصلہ تھا کہ خوارج اور شیعہ کی اس تنقید کو گوارہ کرسکیں، جو وہ بنو اُمیّہ کے خلاف کیا کرتے تھے اگر وہ معاملہ صرف نکتہ چینی اور ترش کلامی تک محدود رہتا اور اس کے ساتھ اقدام وعمل نہ ہوتا۔

اگر کوفہ میں خوارج کا اجتماع ایک معین دن پر ان کے خروج اور پیش قدمی کا سبب نہ بن جاتا۔

اگر انہیں معاویہ اور ان کے حاشیہ نشینوں سے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ ان پر اس شورش اور بغاوت کی پشت پناہی کا الزام لگایا جائے گا اور اہل نفاق خلافت کی سرپرستی سے وہ متہم کیے جائیں گے۔

تو وہ یقیناً خاموش رہتے اور کسی طرح کا کوئی اقدام نہ کرتے اور بلاشبہ ان کی یہ سیاست اہل کوفہ کو بھی پورے طور پر خوش اور مطمئن رکھتی طبری نے بھی اپنی تاریخ میں اس مسئلے پر بحث کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے اس سے ہماری اس رائے کی تائید ہوتی ہے، کوفیوں نے مغیرہ جیسا حاکم کوئی نہیں دیکھا جو نرم خو اور سکون پسند تھا۔ کسی شخص کو خواہ وہ کسی مکتب خیال کا ہو تکلیف دینا نہیں چاہتے تھے۔ ان کی کوششوں کا نتیجہ اپنے سارے دورِ حکومت میں یہ رہا کہ زندگی سے باقی ماندہ ایّام سکون و آسائش اور اطمینان وراحت سے بسر کرسکیں۔

مغیرہ کی پہلو تہی: جب کوئی شخص مغیرہ کے پاس آتا۔ اور ان سے کہتا۔ "فلاں شخص اپنے عقائد کے لحاظ سے شیعہ ہے۔ اور فلاں شخص اپنے اعتقاد کے لحاظ سے خارجی ہے۔"

تو یہ سن کر مغیرہ جواب دیتے:۔

اللہ کی مرضی ایسی ہی ہے۔ کہ لوگ مختلف افکار و عقائد پر حامل رہیں۔

Marfat.com

اور جن چیزوں میں یہ لوگ اختلاف کرتے ہیں۔ اس کا فیصلہ خدا کے ہاں ہو ہی جائے گا۔"

مغیرہ سکوت کو ترجیح دیتے تھے:

مغیرہ کے عہد میں عام طور پر لوگ امن و آسائش کے ساتھ رہے ان کے عہد میں خوارج بھی مختلف مقامات پہ جمع ہو کر اقدام و عمل سے متعلق باہمی صلاح مشورے کرتے رہے۔ مغیرہ نے ان باتوں کے خلاف کوئی عملی کارروائی نہیں کی۔ سکونت کو ترجیح دی، لیکن جب اجتماعات بار بار ہونے لگے سازشیں جڑ پکڑنے لگیں۔ تو انہوں نے پولیس کی مدد سے مشکوک اور مشتبہ لوگوں کو گرفتار کیا۔ اور بعد میں خوارج سے باقاعدہ جنگ کر کے انہیں فنا کر دیا۔ ان باتوں کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ کوفہ میں مضبوطی کے ساتھ جم گئے۔ اور ان کا پلّہ بھاری ہو گیا۔ معاویہ کے گورنر کی حیثیت سے سات سال سے زیادہ وہ اپنے منصب پر قائم رہے۔ بہرحال وہ خوش گزران اور عافیت پسند آدمی تھے۔ حصول مقاصد اور قیام اقتدار کے لئے حکمت عملی اور حیلہ جوئی سے بھی کام لے لیتے تھے۔

مغیرہ کا قول "مجھے یاد کرو گے":-

مغیرہ کہا کرتے تھے:- "میں اسے پسند نہیں کرتا۔ کہ اس شہر کے سربراہ آوردہ لوگوں کے قتل میں پہل کروں، اور خوارج کا خون بہاؤں جس سے دنیا میں معاویہ سر بلند ہوں، اور قیامت کے دن مغیرہ سرنگوں! میں تو اچھے آدمی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہوں، خطا کار سے درگزر کرنا میرا شیوہ ہے حلیم اور بردبار شخص سے میں حسن سلوک کا برتاؤ کرتا ہوں احمق اور نادان کو سمجھاتا اور نصیحت کرتا ہوں، ایک روز موت میرے اور اس شہر کے لوگوں کے درمیان حائل ہو جائے گی، پھر میرے بعد جب دوسرا شخص اس مسند پر بیٹھے گا۔ تو اسے دیکھ کر یہ لوگ مجھے یاد کریں گے۔"

Marfat.com

تواریخِ اُولیٰ (۴)

خوارج اور زیاد

کوفہ میں خوارج کا جو رنگ ڈھنگ تھا۔ وہ بیان ہو چکا، اب ہم بصرہ کی طرف رُخ کرتے ہیں اور یہ اپنے رنگ کا عجیب و غریب قصّہ ہے۔

بصرہ کی اہمیّت:- معاویہ کے عہد میں بصرہ ایک بہت بڑا شہر بن چکا تھا۔ جہاں خلقت ٹوٹی پڑتی تھی۔ آنے والوں اور جانے والوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ قائم تھا۔ تجارت اور کاروبار کی وسعت نے اس شہر کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اس کی وسعت ابلہ تک پہنچ گئی تھی۔ یہ بحری تجارت کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ بلادِ عربیہ سے تجارتی قافلے ہند اور چین کی طرف یہیں سے روانہ ہوتے تھے۔

باشندگانِ بصرہ:- بصرہ کے باشندوں میں شمالی عرب کے لوگ یعنی قبائل مضر و ربیعہ کے لوگ بڑی تعداد میں شامل تھے، ان مستقل باشندوں کے علاوہ اور بھی بہت سے پردیسی یہاں پر مستقل اقامت اختیار کئے ہوئے تھے، جن میں ہند کے لوگ بھی تھے، چین کے بھی اور فارس کے بھی۔ بصرہ کی آبادی ملی جلی آبادی تھی۔ جیسے غیر اقوام

اور ممالک کے باشندوں کے امتزاج و اختلاط نے ایک عجیب قسم کا ملغوبہ بنا دیا تھا۔

آبادی کی اس رنگا رنگی نے اس شہر کو علمی اعتبار سے بھی مختلف مکاتیب فکر کا نمائندہ بنا دیا تھا۔ جن میں ان لوگوں کا لایا ہؤا فلسفہ قدیمہ بھی تھا۔

بصرہ اس زمانے میں مذکورہ بالا خصوصیات کے علاوہ ایک اور بہت اہم خصوصیت کا بھی حامل تھا۔ یعنی بہت بڑا جنگی مرکز بھی تھا۔ اس وجہ سے اس کی اہمیّت اور منزلت میں اور زیادہ اضافہ ہوگیا۔

اس شہر میں ہر روز مختلف گروہ اور نئے نئے وفود اور رنگا رنگ جماعتوں کے آنے سے داخلی نظم و امن کا قائم رکھنا بھی بہت مشکل ہوگیا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ اس رنگا رنگی نے جہاں بصرہ کی عظمت بڑھائی، وہاں اندرونی طور پر اختلالِ عظیم بھی پیدا ہوگیا۔ شہر میں اس کے نواحات میں کہیں خوارج کا زور تھا کہیں رہزنوں کی ریل پیل تھی۔ کہیں ڈاکو راستہ روکے کھڑے تھے۔ اور ان سب پر مستنزاد وہ آفات تھے۔ جو ایک بدوی جماعت کے حضارات اور آسودگی کی زندگی اختیار کر لینے کے بعد پیدا ہونے والے ناگزیر ہو گئے تھے۔ فسق و فجور بڑھ گیا تھا۔ اخلاقی اقدار کمزور پڑتے جا رہے تھے۔ جو بدوی عرب یہاں بود و باش اختیار کئے ہوئے تھے ان میں جاہلیت کی خو بو اب تک موجود تھی۔ قبائلی تعصب نے انہیں اندھا کر دیا تھا۔ یہ ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کے لئے ہمیشہ مستعد اور چوکس رہتے تھے۔

زیاد بن ابیہ کا والی کی حیثیت سے تقرر:- یہ حالات تھے۔ جن سے عہدہ برآ

ہونا معاویہ کے والیوں کے بس میں نہ تھا۔ اب تک جو والی آیا۔ وہ اصلاح احوال میں ناکام رہا۔ حالات سدھرنے کے بجائے اور زیادہ ابتر ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ ضرورت محسوس ہوئی کہ ایک ایسا شخص امیر بنا کر بھیجا جائے جو بہت بڑا

سیاست دان بھی ہو۔ اور نظم ونسق کی غیر معمولی صلاحیتوں سے بھی بہرہ ور ہو۔ جو پیش آمدہ حالات کا مقابلہ کر سکے اور فساد و شورش کے معالجہ کی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔

کامل غور و فکر کے بعد معاویہ کی نگاہِ انتخاب زیاد پر پڑی۔ یہی شخص اس بارگراں کا متحمل ہو سکتا تھا۔ چنانچہ ۴۵ھ میں زیاد بصرہ کا گورنر بنا کر بھیج دیا گیا۔ خراسان وسجستان کی ولایت بھی اسے سونپ دی گئی۔ ہند بحرین۔ اور عمان بھی اس کے تابع کر دیئے گئے ہند سے مراد آبلہ کے سرحدی مقامات تھے۔

عراق خلافات وخصومات کا گہوارہ:۔ اس زمانہ میں عراق خلافات خصومات کا گہوارہ بنا ہوا تھا، صرف خوارج ہی نہیں اور بھی کئی جماعتیں تھیں جو مصروف کار تھیں، ان میں وہ لوگ بھی تھے اور دن بدن زور پکڑتے جاتے تھے۔ جو امویوں کے اور ان کے انصار کے پوشیدہ اور علانیہ طور پر سخت مخالف تھے۔ اس صورتحال نے معاویہ کو حد درجہ مضطرب کر رکھا تھا۔ ان کا دن چین اور رات کی نیند اسی فکر کی وجہ سے حرام ہو رہی تھی۔ وہ محسوس کر رہے تھے کہ انہیں ایسے ولاۃ چاہئیں جن پر وہ بھروسہ کر سکیں، جن کے اخلاص پر انہیں اعتماد ہو، اور ان کی اس خوش قسمتی سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ انہیں ایسے کئی آدمی مل گئے۔ بلا مبالغہ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ لوگ بہترین والی ثابت ہوئے، اس موقعہ پر ہم ان کے اخلاق وصفات کو زیر بحث لانا نہیں چاہتے، صرف ان کی سیاست اور قوت نظم وانتظام کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کیونکہ معاویہ کو اسی کی ضرورت تھی۔ اور یہ ضرورت انہوں نے بوجہ احسن پوری کر دی تھی، انہوں نے ہر شورش کو کچل دیا، ہر بغاوت پامال کر دی۔ ہر سازش کا قلع قمع کر دیا امن جس قیمت پر بھی ہوا قائم کر دیا۔

زیاد کی بے پناہ صلاحیتیں:۔ زیاد نے جب عراق کی ولایت

اپنے ہاتھ میں لی۔ تو اس سے ایسی صلاحیتوں کا ظہور ہوا۔ جنہوں نے حالات کا رُخ بدل دیا۔ اس نے اتنا سخت طرزِ عمل اختیار کیا کہ لوگ اس کا مقابلہ نہ کر سکے انہوں نے گردن جھکا دی۔ اس نے بغیر کسی تامل اور جھجک کے وہ تمام تر طریقے اختیار کئے جو حصول مقصد کے لئے مفید اور قیام اقتدار کے لئے سازگار ہو سکتے تھے، اس نے باغیوں کی گردنیں اڑا دیں۔ مفسدین کے سر کاٹ ڈالے اور امن قائم کر دیا۔ اور اس طرح عراق میں وہ نظام بروئے کار لے آیا جو ہر اعتبار سے محکم اور مستحکم ثابت ہوا اور جس کی ضرورت سال ہا سال سے محسوس کی جا رہی تھی۔

زیاد مسجد میں:- زیادہ جب بصرہ پہنچا تو سیدھا مسجد کی طرف روانہ ہوا۔

اس زمانہ میں مسجد عوام کا مرکز، سیاست کا گہوارہ، علوم کا معبد تھی۔ جہاں لوگ جمع ہوا کرتے تھے۔ حکومت نے نظم و انتظام پر اس کی روش اور پالیسی پر نکتہ چینی کرتے تھے۔ حکومت کے پروگرام وہیں سے نشر ہوتے تھے۔ بغاوتوں کی تیاریاں وہیں بیٹھ کر کی جاتی تھیں علوم مختلفہ کی درس و تدریس کے حلقے بھی وہیں قائم تھے، ہر دیوار کے نیچے کوئی جید عالم بیٹھا اپنے طلاب اور طلامیذ کے سامنے درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھتا تھا۔

مسجد پارلیمنٹ بھی تھی:- اس زمانہ کی مسجد آج کی مسجد سے بالکل مختلف تھی۔ ایک مستشرق نے ٹھیک ہی کہا ہے۔ کہ مسجد سے مسلمان پارلیمنٹ کا کام لیتے تھے، یہاں امیر شہر پابندی سے آتا تھا، لوگ بے روک ٹوک اس کے پاس پہنچتے تھے۔ خطیب یہیں تقریریں کرتے تھے۔ انقلاب پسندوں کی مجلسیں بھی یہاں قائم رہتی تھیں۔ وحدت اُمت کی مجلسیں بھی قائم رہتی تھیں، وحدتِ اُمت کی پکار بھی یہیں ہی سے بلند ہوتی تھی، اور دار الامارۃ صرف گورنر اور اس کے خاندان کے

لئے قیام گاہ کی حیثیت رکھتا تھا، جہاں دن بھر کی محنت اور کارگزاری کے بعد آرام اور سکون حاصل کرنے کے لئے وہ پہنچتا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ بصرہ میں داخل ہونے کے بعد زیاد نے جو پہلا کام کیا وہ مسجد کا رخ کرنا تھا: تاکہ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھے، اور اپنے پہلے خطبے میں اپنی پالیسی پروگرام اور طرزِ عمل کا اعلان کرے جس کا لوگ بے چینی کیساتھ انتظار کر رہے تھے۔

جس زمانے کی داستان ہم بیان کر رہے ہیں اس عہد کی یہی خصوصیت تھی جب بھی کوئی نیا حاکم، امیر شہر بن کر آتا تو سیدھا مسجد کا رُخ کرتا اور ممبر پر کھڑا ہو کر اپنی سیاست جدیدہ کا اعلان کرتا اور لوگوں کو بتاتا کہ کس نہج کے تحت وہ اپنا دورِ ولایت شروع کرے گا۔ اس کے بعد ہی وہ صحیح طور پر امیر حیثیت اختیار کرتا اور رسمی اور اصولی طور پر خلیفہ کا وکیل تسلیم کیا جاتا۔

سرکاری پالیسی کا اعلان بعد میں ہوتا تھا: اکثر مؤرخ بیان کرتے ہیں کہ خلیفہ یا امیر کی طرف سے "الصلوٰۃ الجامعۃ" اعلان کیا جاتا تھا خواہ جمعہ کا دن ہو نہ ہو اس کا مقصد یہ تھا۔ کہ خلیفہ یا امیر نماز کے لئے مسجد میں آنا چاہتا ہے کہ اس موقع پر لوگوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد جمع ہو تاکہ ان کے سامنے تفصیل سے اپنی سیاست اور پالیسی کا اعلان کر سکے۔ ایسے مواقع پر بعض امراء پولیس اور سپاہیوں کی مدد سے بلکہ ان کے دباؤ سے لوگوں کو مسجد میں جمع ہونے پر مجبور کرتے تھے، اور ان لوگوں کو خاص طور پر جمع کیا جاتا تھا جو کسی طرح کے اثر و رسوخ کے حامل ہوں، تاکہ بات سب تک پہنچ جائے، اور پالیسی کے بارے میں ہر شخص کو پوری پوری واقفیت حاصل ہو جائے۔ ایسے مواقع پر امیر یا خلیفہ کے نزدیک یہ بات بھی معیوب نہ تھی، کہ نگہبانوں کی ایک جماعت اس کے اردگرد اثنائے خطبہ میں موجود رہے، تاکہ اس کا دبدبہ قائم رہے اور لوگ اس کا یہ دبدبہ دیکھ کر اس سے مرعوب ہو جائیں۔

تواریخِ اُولیٰ (۵)

زیاد کا پہلا لرزہ خیز خطبہ

زیاد بہت بڑا خطیب تھا۔ اس کی آتش نوائی جواب نہیں رکھتی تھی علماءِ ادب نے اس کے خطبات کی شاندار الفاظ میں تعریف و تحسین کی ہے شعراء نے فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے انہیں ایک نمونہ قرار دیا ہے۔

زیاد جب مسجد میں پہنچا، ممبر پر چڑھا اور خطبہ شروع کیا، تو حدِ نظر تک آدمی ہی آدمی نظر آرہے تھے، حمد و ثنا کے بعد اس نے کہا:۔ سنو!

"سخت جہالت، اندھا دھند گمراہی اور بدکاری جو دوزخ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مشتعل کردیتی ہے، یہ وہی امورِ عظیمہ ہیں جو تم میں سے نالائق لوگ کر گزرتے ہیں۔ اور عقلاء کو بھی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ بوڑھے ان افعال سے پرہیز نہیں کرتے بچے وہی باتیں سیکھتے جاتے ہیں، تم نے تو جیسے آیاتِ ربانی کو سنا ہی نہیں۔ خدا کی کتاب کو پڑھا ہی نہیں، یہ جانتے ہی نہیں کہ خدا نے اطاعت گزاروں کے لئے کیا ثواب اور گنہگاروں کے لئے کس قدر عذابِ سرمدی مہیا کیا ہے۔ جس سے چھٹکارا ہی نہیں

Marfat.com

کیا تم بھی ان لوگوں میں ہو جن کی آنکھوں میں دنیا نے خاک جھونک دی، جن کے کانوں میں ہوس و خواہش نے ٹھیٹھیاں دے دیں جنہوں نے باقی کو چھوڑ کر فانی پسند کیا دیکھتے نہیں کہ تم نے اسلام میں وہ بدعت کی جو پہلے کسی نے نہ کی تھی۔ خرابات کھلے رہنے دیئے۔ کمزور بیچاروں کو دن دیہاڑے لٹنے دیا۔ جس کی گنتی کچھ کم نہیں ہے۔ کیا باغیوں کو دن کی لوٹ مار اور رات کی شب گردی سے روکنے والے تم میں نہیں تھے۔ قرابت کا تم نے خیال کیا۔ اور دین سے دور رہے، کوئی عذر تو نہیں اور معذور بنتے ہو، اچکوں کی پردہ پوشی کرتے ہو، تم میں سے ہر شخص ایک نالائق کی پچ کرتا ہے جیسے کسی کو، عذاب کا ڈر ہو، نہ قیامت کا اندیشہ، نالائقوں کے نقش قدم پر، تو پھر تم کہاں کے لائق رہے،

تم ان کو اپنی پناہ میں اس طرح لئے رہے، کہ انہوں نے اسلام کی ہتک عزت کی اور پھر تمہارے پس پشت گوشۂ رسوائی میں آ کر چھپ رہے، جب تک میں ان کی جائے پناہ کو ڈھاہ نہ دوں اور جلا کر خاک نہ کر ڈالوں مجھے کھانا پانی حرام ہے، میں دیکھتا ہوں اس امر کا انجام اسی طرح ہوگا۔ جس طرح آغاز ہوا، ترمی کی جائے گی، مگر ایسی جس میں جبر و تعدی نہ ہو، واللہ باللہ میں غلام کا مواخذ آقا سے مسافر کا مقیم سے، مستمند کا اقبال مند سے، بیمار کا تندرست سے کروں گا۔ کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے دوست سے ملے گا۔ تو یہ مثل زبان پر ہوگی۔

انج یا سعد فقد ہلک سعید (یعنی اے سعد تم بچو، سعید تو ہلاک ہو چکا، یا یہ ہوگا کہ تمہاری برچھیاں میرے لئے سیدھی ہو جائیں گی۔ منبر پر جھوٹ کہنا دائمی رسوائی کا باعث ہوتا ہے، تم پر

Marfat.com

میرا کوئی جھوٹ ثابت ہو جائے تو میری نافرمانی تمہیں جائز ہے تم میں سے کسی پر ڈاکہ پڑے تو اس کے نقصان کا ضامن میں ہوں دیکھو شب گردی کی شکایت میرے پاس نہ آنے پائے جو شب گرد گرفتار ہو کر میرے پاس آئے گا۔ میں قتل ہی کر ڈالوں گا۔ بس تمہیں اتنی مہلت دیتا ہوں کہ جتنے عرصے میں کوفہ تک خبر لے جائیں، اور واپس آجائیں، دیکھو کوئی دعوٰے جاہلیت میں سننے نہ پاؤں جس کو میں سنوں گا۔ کہ ایسا کلمہ زبان سے نکالا، میں اس کی زبان ہی کاٹ ڈالوں گا۔ تم لوگوں نے وہ کرتوت نکالے جو پہلے نہ تھے، ہم نے بھی ہر گناہ کے لئے سزا نکال رکھی ہے، کوئی کسی کو ڈبو دے گا تو میں اسے ڈبو دوں گا۔ کوئی آگ لگائے گا۔ تو میں اسے جلا ڈالوں گا۔ کوئی شخص کسی گھر میں سیندھ دے گا۔ تو میں بھی اس کے قلب میں سوراخ کر دوں گا۔ کوئی اگر کسی شخص کے لئے قبر کھودے گا تو میں اس کو جیتا اس میں گاڑ دوں گا۔ اپنے ہاتھ کو، اپنی زبان کو مجھ پر دراز نہ کرنا۔ میں بھی اپنا ہاتھ، اپنی ایذا رسانی تم سے باز رکھوں گا۔ عام رسم، دستور کے خلاف کوئی حرکت کسی سے سرزد ہوگی۔ تو میں اس کی گردن مار دوں گا۔ میرے اور کچھ لوگوں کے درمیان عداوت چلی آتی ہے، اب میں نے ان باتوں کو کانوں کے پیچھے اور قدموں کے نیچے ڈال دیا ہے۔ تم میں جو نیک لوگ ہیں، انہیں چاہیئے اپنی نیکی کو زیادہ کریں۔ جو بد لوگ ہیں اپنی بدی سے باز آ جائیں۔ اگر میں یہ جانوں کہ میری دشمنی کسی شخص کو مارے ڈالتی ہے جب بھی میں اس کا پردہ فاش نہ کروں۔ جب تک روگردانی اور روکشی علانیہ میرے ساتھ نہ کرے، ہاں اس صورت میں میں اسے دم نہ لینے دوں گا۔ اب تم اپنے اپنے کاموں میں از سرِ نو

Marfat.com

مصروف ہو جاؤ۔ اور اپنے خیالات کو درست کرو۔ کتنے ہی لوگ میرے آنے سے رنجیدہ ہوئے ہیں جو خوش ہو جائیں گے اور کتنے ہی لوگ میرے آنے سے خوش ہوئے ہیں جو رنجیدہ ہو جائیں گے

ایّھا النّاس ! ہم لوگ تمہارے رئیس ہیں، تمہاری حمایت کرنے والے ہیں۔ خدا نے جو حکومت ہمیں عطا کی، اس کی رُو سے ہم تم پر حکم چلائیں گے۔ خدا نے جو مال غنیمت ہم کو بخشا ہے اس سے ہم تمہاری حمایت کریں گے، ہمارا حق تم پر یہ ہے کہ ہماری مرضی کے موافق ہماری اطاعت کرو۔ اور تمہارا حق ہم پر یہ ہے کہ اپنی اس حکومت میں عدل کریں، ہماری خیر خواہی کر کے تم اپنے کو ہمارے عدل کا اور مال کا مستحق بناؤ۔ اور جان لو کہ میں اگر کوتاہی بھی کروں تو تین باتوں میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔

(۱) کوئی حاجت مند آدھی رات کو میرے پاس آئے گا تو میں اس سے روپوش نہ ہوں گا۔

(۲) کسی کی تنخواہ یا وظیفے کو عین وقت پر ادا ہونے سے نہ روکوں گا۔

(۳) تمہارے لئے کسی فوج کو بھی نہ رکھوں گا۔

تمہیں چاہیئے کہ اپنے آئمہ کی بہبود کے لئے خدا سے دعا کرو۔ یہ سب تمہارے حاکم ہیں، تمہیں ادب دینے والے ہیں، تمہاری جائے پناہ ہیں جن کا سہارا تم رکھتے ہو۔

اور سنو! تم نیک ہو جاؤ گے تو وہ بھی نیک ہو جائیں گے۔ ان کی طرف سے دل میں بغض نہ رکھو۔ کہ اس سے تم غم و غصّہ میں ہمیشہ مبتلا رہو گے۔ ایسی حاجت کے

Marfat.com

طلب گار نہ ہو جو پوری کی جائے تو تم کو ضرر پہنچائے۔ میں خدا سے دُعا کرتا ہوں۔ کہ وہ ہر ایک کی مدد ہر ایک کے مقابلے میں کیا کرے جب دیکھنا کہ میں تم میں کوئی حکم نافذ کرنا چاہتا ہوں۔ تو اسے آسانی سے جاری ہونے دو۔ اور قسم بخدا تم میں سے بہت لوگ میرے ہاتھ سے مارے جائیں گے ہر شخص کو چاہیئے کہ میرے کشتوں میں شامل ہونے سے عذر کرے!"

Marfat.com

نوادرِ اولیٰ (۶)

زیاد کے خطبے پر ایک خارجی کی تنقید

زیاد کا یہ خطبہ بڑا دہشت انگیز ثابت ہوا۔ تاریخ میں یہ اپنی نوعیت کا نرالا اور عجیب خطبہ ہے۔ بیرا سے سُن کر سامعین پر سکتے کا عالم طاری ہو گیا عربی زبان و ادب کی تاریخ میں اسے ایک خاص مقام حاصل ہے۔

زیاد کی پالیسی: زیاد نے محسوس کر لیا کہ بصرہ کے حالات حزم و عزم اور شدت و صراحت کے طالب ہیں اس نے پہلے ہی موقع پر یہ بات اپنے سامعین کے سامنے واضح کر دی۔ کہ وہ کس راہِ سیاست پر گامزن ہوگا۔ اس نے بتا دیا کہ وہ لوگوں کو تکلے کی طرح سیدھا کر دے گا۔ اور اس سلسلے میں ہر طرح کی سختی اور تشدد اور جفا کاری کام میں لائے گا۔ رحم، رعایت اور مروت کو اپنے تصور میں بار پانے کا موقع نہ دے گا۔ اس نے اس موقع پر اپنے پروگرام کا اعلان بھی کر دیا، جو یہ تھا کہ بصرہ لے لوگ انکار سرکشی اور سرتابی اور سورش کے خوگر ہو چکے ہیں۔ دین کے معاملات میں بھی اور حکومت میں بھی، ان کی اصلاح احوال کی صورت صرف یہ ہے کہ وہی طریقہ اختیار کیا جائے۔ جو صدر اول میں اختیار کیا گیا تھا، یعنی اس حد تک نرمی کہ کمزوری پر محمول نہ کی جائے

Marfat.com

جیسا کہ عہد فاروقؓ میں ہؤا کرتا تھا۔

زیاد پر اعتراض اور اس کا جواب:- اپنے اس خطبے میں زیادؔ نے یہ بات بھی واضح کر دی کہ اہل عراق خطاکاری کے عادی ہو چکے ہیں۔ ان کے لئے وہی عقوبات نافذ کئے جائیں گے جو ان خطاکاریوں سے مطابقت رکھتے ہوں۔

یہ خطبہ احکامِ عرفیہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ لوگ سخت چکّر میں تھے کہ انہوں نے جو کچھ سُنا ہے اسے اپنی سماعت کی غلطی سمجھیں یا امرِ واقعہ پر محمول کریں؟ بُرے کے بدلے میں بھلے کو ماخوذ کرنا، بد کے بجائے نیک کو سزا دینا کون سا شیوۂ انصاف ہے چنانچہ ابوبلال جو ایک خارجی شخص تھا اٹھا اور اس نے زیاد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:- وہ کہتا ہے۔" لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی " تو نے جو کچھ کہا ہے خدا کچھ اور کہتا ہے۔"

(کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا یعنی سزا صرف مجرم کو ملے گی ناکردہ گناہ کو نہیں) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:- لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی۔

یعنی انسان اپنے کئے کی سزا پائے گا۔ پس اللہ تعالےٰ نے اسے زیادہ جو بات کہی ہے وہ تیرے قول سے بہتر ہے، کیوں کہ تو بُرے کے بدلے میں بھلے کو اور بد کے بجائے نیک کو سزا دینے پر تُلا ہوا ہے۔"

یہ سُن کر زیاد نے کہا:-

"تو جو کچھ چاہتا ہے وہاں تک ہم صرف خون کے دریا میں غوطہ لگا کر ہی پہنچ سکتے ہیں۔"

Marfat.com

تواریخِ اُولیٰ (۷)

زیاد کا دَورِ حکومت

دہشت انگیزی کا دَور:- زیاد کا یہ خطبہ جذبۂ خونریزی کا اتنا مظہر نہیں تھا جتنا دہشت انگیزی کا۔ اس کا مقصد پورا ہوا اور اس خطبہ نے ایسی دہشت لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دی۔ کہ بصرہ کے حالات بہت جلد راہ راست ہو گئے۔ اس طرح سے مطمئن ہو کر اس نے مضافات و نواحات کی طرف توجہ کی بڑی بے دردی سے اس نے خوارج کا قلع قمع کیا۔ اس کے بنائے ہوئے دستور آئین کی زد جس پر بھی پڑی۔ وہ محفوظ نہ رہ سکا، یہاں تک کہ بصرہ کے علاوہ اس کے مضافات و نواحی میں بھی پورے طور پر امن قائم ہو گیا۔ اپنی اس کامیابی پر اس نے ایک دفعہ خود اظہار خیال کرتے ہوئے کہا:-

"بصرہ سے لے کر خراسان تک کسی مقام تک اگر ایک اُونٹ بھی گم ہو جائے تو مجھے معلوم ہو جائے گا۔ یہ کس کی حرکت ہے؟"

زیاد نے کُوفہ کو بھی دہشت زدہ کر دیا:- زیاد نے پولیس کا اعلیٰ عبداللہ بن

حصین کو بنایا، اس نے لوگوں کو اتنا سراسیمہ کر دیا تھا۔ کہ بصرہ کے حالات افواہوں کی صورت میں کوفہ تک پہنچ گئے، اور وہ چاہتا بھی یہی تھا۔ کہ اس کی سیاست جدیدہ کا علم اہل کوفہ کو جلد از جلد ہو جائے۔

زیاد نے ایک مدت مقرر کر دی تھی۔ کہ فلاں وقت کے بعد اگر کوئی شخص آوارہ گردی کرتا ہوا رات کو پکڑا گیا۔ یا وقت مقررہ پر مٹرگشت کا سلسلہ بند کر کے گھر میں نہ پہنچ گیا۔ تو اسے قرار واقعی سزا دی جائے گی، عشاء کی نماز وہ دیر کر کے پڑھتا تھا۔ پھر اس کے بعد کسی شخص کو حکم دیتا کہ سورۂ بقر یا کسی بنی سورۃ کی تلاوت شروع کر دے اس طرح دیر تک مسجد میں بیٹھ کر اس کا انتظار کرتا کہ اس نے جو مہلت لوگوں کو آوارہ گردی نہ کرنے اور گھروں میں پہنچ جانے کی دی ہے، گزر جائے، پھر اس کے بعد وہ دار الامارۃ کا رُخ کرتا اور پولیس والوں کو ہدایت دے جاتا تھا۔ کہ اب وہ سڑکوں اور گلیوں کا ایک چکر لگائیں۔ اور اگر کوئی شخص چلتا پھرتا دکھائی دے تو اُسے قتل کر دیں۔

ایک بے گناہ اعرابی کا قتل:- ایک مرتبہ پولیس والے زیاد کے پاس ایک اعرابی کو لائے جو وقتِ معینہ کے بعد سڑک پر گھومتا ملا تھا۔

زیاد نے اس سے سوال کیا:-

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ رات کو گھومنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔"

عرابی نے جواب دیا:-

"خدا کی قسم میں نے آپ کا یہ اعلان نہیں سُنا تھا۔ واقعہ یہ ہوا کہ میں اپنی دودھ دینے والی اونٹنی کو لئے ہوئے آ رہا تھا۔ کہ رات آ گئی۔ اب مجبور ہو کر میں ایک جگہ ٹھہر گیا۔ کہ اس کے علاوہ میرے لئے کوئی اور چارہ نہ تھا۔ اور مجھے قطعاً نہیں معلوم تھا کہ آپ نے رات کو نہ گھومنے پھرنے کا حکم صادر کیا ہے۔"

زیاد نے اعرابی سے کہا۔

"میرا خیال ہے۔ کہ خدا کی قسم تو سچا ہے۔ لیکن تیرے قتل ہی میں اُمت کی بھلائی ہے۔"

پھر اس نے حکم دیا۔ کہ اعرابی کی گردن ماردی جائے، اور اس حکم کی فوراً تعمیل ہوگئی۔

غرض زیاد بہت سخت گیر حاکم تھا۔ اس کی گرفت میں آنے کے بعد رحمت و شفقت کو کنارہ کشی اختیار کرلینا پڑتی تھی۔

ایک بیباق خارجی زیاد کے سامنے:- ایک مرتبہ اس نے اپنے ساتھیوں میں ایک شخص کو حکم دیا۔ کہ فلاں شخص کو جو خوارج کا ہم رائے ہے میری خدمت میں حاضر کرو۔ تھوڑی دیر میں وہ شخص حاضر کردیا گیا، اُسے دیکھ کر زیاد نے اللہ تعالےٰ کا ذکر کیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر درود بھیجا۔ پھر ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کا ذکر خیر کیا۔ اس کے بعد کہا:-

"تم چپ کیوں بیٹھے ہو۔ شاید تمھیں یہ بات ناپسند ہوئی ہے؟"

یہ سن کر خارجی نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر درود بھیجا۔ اور ابوبکرؓ و عمرؓ کا اچھے الفاظ میں ذکر کیا، لیکن عثمانؓ کا ذکر چھوڑ گیا۔ پھر زیاد سے مخاطب ہوکر اس نے کہا:-

"جو کچھ آپ کہہ چکے ہیں، اپنے عمل سے اس کی صداقت ثابت کیجئے۔ آپ نے اعلان کیا ہے، کہ جو ہم سے الگ رہے گا، ہم اس سے کوئی تعرض نہیں کریں گے۔"

"زیاد نے خارجی کی یہ بات سُن کر اُسے انعام دیا۔ اور رخصت کردیا۔"

اس قصّے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ گو زیاد سیاسی طور پر خوارج

Marfat.com

کا سخت مخالف تھا۔ لیکن اگر کوئی خارجی مقابلہ نہ کرے تو صرف عقائد و خیالات کے اختلاف کی بنا پر سزا نہیں دیتا تھا۔ اسی طرح جو لوگ بنو اُمیہ کی حکومت کو ناپسند کرتے تھے۔ لیکن عملی طور پر خاموش تھے، انہیں بھی وہ نہیں چھیڑتا تھا۔

کُوفہ بھی زیاد کے ہاتھ میں: مغیرہ کی وفات کے بعد معاویہ نے زیاد کو کوفہ کی ولایت بھی سونپ دی اور اس طرح عراق میں نائب سلطان کی حیثیت اس نے حاصل کر لی، بلکہ سارے مشرق کا وہ حاکم بن گیا۔

Marfat.com

زیاد کا حُسنِ سلوک خارجی عورتوں کے ساتھ

زیاد کے زمانے میں خوارج کا ظہور و خوارج کے مواقع بہت کم ملے، اس کا سبب یہ تھا۔ کہ اس نے قبائل اور رُوساء قبائل کو اپنے سرکشوں اور باغیوں کا ذمہ دار بنا دیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا۔ کہ کوئی قبیلہ جب یہ محسوس کرتا۔ کہ میں کچھ خارجی موجود ہیں تو وہ انہیں روکتا۔ یا انہیں لے کر زیاد کے پاس پہنچ جاتا۔ زیاد ان لوگوں کو ہدف انتقام بناتا اور قتل کر دیتا۔

عورتوں کی لاشیں برہنہ کر کے پھینکوا دیں: ایک مرتبہ ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ کچھ خوارج شورش اور ہنگامے کے ارادے سے نکلے، ان کے ساتھ عورتیں بھی تھیں۔ زیاد ان لوگوں پر غالب آیا۔ اور انہیں قتل کر دیا۔ عورتوں کی لاش برہنہ کر کے پھینکوا دیں۔ اس کے واقعے کے بعد پھر زیاد کے عہد میں کوئی عورت خوارج کے ساتھ گھر سے باہر نہیں نکلی۔ اس کے بعد جب عورتوں کو خوارج اپنے ساتھ خروج کی دعوت دیتے تو وہ جواب دیتیں۔ ہم بڑے شوق

Marfat.com

سے یہ فریضہ انجام دینے کو تیار تھے اگر ہمیں اپنی عریانی کا اندیشہ نہ ہوتا۔

اس لرزہ خیز طرزِ عمل کا اثر:۔ خارجی عورت کے ساتھ زیاد نے جو سلوک کیا، وہ اس کی سیاست دانی اور دُور اندیشی پر دال ہے۔ کیونکہ خوارج کے لشکر میں عورتوں کا وجود جنگی نقطۂ نظر سے بہت اہم تھا۔ اپنے درمیان عورتوں کو موجود پا کر وہ زیادہ دلیر اور بہادر بن جاتے تھے لیکن زیاد نے اس کی کاٹ اس طرح کی کہ پھر خوارج کا ظہور و خروج کمزور پڑ گیا۔ ان کے عزائم پست ہو گئے، جو شخص تن تنہا لڑ رہا ہو وہ موقع دیکھ کر پسپائی بھی اختیار کر سکتا ہے اور بھاگ بھی سکتا ہے لیکن جو اپنی بیوی بچوں کو ساتھ لے کر لڑ رہا ہو۔ اس میں وہ عزم اور حوصلہ پیدا ہو جاتا ہے کہ اگر بھاگنا چاہے تو بھی نہیں بھاگ سکتا۔ زیاد نے ان کے لئے بھاگنے کا راستہ پیدا کر دیا۔

خوارج کا ایک عجیب نظریہ:۔ خوارج نے جب دیکھا کہ اگر مسلمانوں سے الگ رہ کر نجات و عافیت کی کوئی صورت نہیں تو گو وہ مسلمانوں کا قتل جائز سمجھتے تھے مگر اب از روئے اجتہاد عام مسلمانوں کے ساتھ بود و باش اور سکونت اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور ان کے سامنے کوئی ایسی بات نہ کہتے جو اشتعال انگیز ہوتی۔ اس طرح گویا وہ اسلام کے عہد اول کی اس تاریخ کا اعادہ کر رہے تھے جب مسلمان بے بسی کی حالت میں مشرکین کے ساتھ مکّہ میں رہنے پر مجبور تھے۔

زیاد کی طرف سے قتل عام:۔ بصرہ کی ولایت پر فائز ہونے کے بعد جب زیاد خوارج کو رام نہ کر سکا تو ان کی بہت بڑی تعداد کو قتل کر دیا۔ صرف مردوں ہی کو نہیں، عورتوں تک کو پوری بے دردی اور شقاوت کے ساتھ موت کے گھاٹ اتارا۔ ایک خارجی بلجاء جب اس کے سامنے گرفتار کر کے لائی گئی تو اس نے

Marfat.com

حکم دیا اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے جائیں۔ جب ہاتھ پاؤں قطع کردیئے گئے تو اس نے حکم دیا اسے سڑک پر پھینک دیا جائے۔

خوارج تقیہ نہیں کرتے تھے:- خوارج کی بڑی جماعت اپنے عقائد میں شیعوں کی طرح تقیہ کی قائل نہیں تھی۔ یہ لوگ علی الاعلان اور بے دھڑک دل کی بات زبان پر لے آتے تھے۔ اور موقع مل جاتا۔ تو اسے عمل میں لانے سے بھی نہیں ہچکچاتے تھے۔ یہ ایک شعلۂ جوالہ تھے۔ جو ایک انگارے کی طرح بر سر راہ دہک رہا تھا۔ یہ ایک آگ تھے جو ہر دم بھڑکتی رہتی تھی۔ زیاد کی سفاکیوں اور شقاوتوں کی یوں تو جو بھی زد میں آیا نہ بچ سکا، لیکن خوارج اس کا خاص نشانہ تھے، سب سے زیادہ انہی کو جان مال اور آبرو کا نقصان اس کے ہاتھوں اُٹھانا پڑا، ان کا قتل بھی اتنا ہولناک ہوتا تھا۔ کہ دیکھنے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے جو خارجی بھی پکڑا جاتا اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے جاتے، پھر اس کی لاش چوراہے پر پھینک دی جاتی جو ہر خارجی کے لئے نمونۂ عبرت اور ہر آئندہ روند کے لئے نمونۂ دہشت بن جاتی تھی۔

خوارج عورتوں کی بے مثل بہادری: خوارج بڑے بہادر تھے جرأت و ہمت اُن کی گھٹی میں پڑی تھی خوارجی عورتوں نے بھی مختلف جنگوں اور لڑائیوں میں ہر طرح کے شدائد اور مصائب کا بے جگری سے مقابلہ کیا، خارجی عورتوں کی جرأت و بہادری دیکھ کر زیاد کا غصّہ اور بھڑک اُٹھتا تھا، اُسے اس بات کا بڑا صدمہ تھا کہ رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جب کہ مشرکہ عورتوں کے قتل سے منع کیا تو مسلمان عورتوں کو کس طرح قتل کیا جائے، لیکن اس کی نظر میں خارجی عورتیں مشرکہ عورتوں سے کہیں بڑا اور اہم خطرہ تھیں، یہ اپنے وجود سے خوارج کی فوج کا حوصلہ بلند رکھتیں ان میں جرأت پیدا کرتیں، ان باتوں کا نتیجہ یہ ہوتا کہ ایک خارجی دس آدمیوں

Marfat.com

پر بھاری ہو جاتا۔ اور چونکہ اس فتنۂ عظیم کی سرکوبی لازمی تھی، لہٰذا نکال عفونیت کے وہ تمام طریقے زیاد نے اختیار کیے جن سے لوگ قبل ازیں بالکل ناواقف تھے اس نے قسم کھائی تھی کہ اگر کوئی خارجی عورت اس کے ہاتھ میں آئی تو اُسے زیادہ سے زیادہ لرزہ خیز سزا دے گا۔

بلجاء ایک خارجی خاتون:- بلجاء خارجی عورتوں میں بڑے پایہ کی عورت تھی۔ تعلیم یافتہ، متقی، عصمت مآب، بہادر، ابو بلال کے پاس جو رئیس خوارج تھا۔ وہ اکثر آیا کرتی تھی، اور خارجی تحریک سے متعلق صلاح و مشورہ کیا کرتی تھی۔

ایک روز ایک خارجی نے ابو بلال کو بتایا کہ ابن زیاد نے قسم کھائی ہے اور عزم کر لیا ہے کہ اگر بلجاء ہاتھ آ گئی تو بڑی ہی عبرت ناک سزا وہ اُسے دے گا۔ یہ خبر سُن کر حاضرین میں اضطراب پیدا ہو گیا۔ یہ اضطراب موت کی دہشت پر مبنی نہیں تھا، کیونکہ جس راستے پر وہ چل رہے تھے یہ موت ہی کا راستہ تھا۔ لیکن اس پر بھی وہ تیار نہیں تھے کہ ان کی ایک ہم عقیدہ خاتون کی بے عزتی، زیاد اس طرح کرے کہ اُسے قتل کرے اور پھر ننگا کر کے سڑک پر ڈال دے۔ یہ بڑے عار کی بات تھی۔

بلجاء نے بھاگنے سے انکار کر دیا:- ابو بلال بلجاء کے گھر گئے اور اسے نصیحت کی کہ اب اسے پوشیدگی کے ساتھ کہیں اور چلا جانا چاہیئے تاکہ زیاد کے لرزہ خیز مظالم کا نشانہ بننے سے محفوظ رہے لیکن بلجاء پر یہ خبر سُن کر کوئی دہشت طاری نہیں ہوئی اس نے نہایت سکون اور اطمینان سے کہا۔

"اگر وہ ایسا کرے گا تو بدبخت ہو گا، اگر میں اس کے ہاتھ آ جاؤں، تو اُسے حق ہے کہ جو سلوک چاہیئے کرے۔"

اور آخر کار بلجاء زیاد کے ہاتھ آئی، اس نے وہی کیا جو کہا تھا، قتل کرایا، ہاتھ پاؤں کٹوائے، پھر کپڑے اُتار کر لاش سڑک پر پھینکوا دی۔

Marfat.com

تواریخِ اُولیٰ (۹)

زیاد کے ہاتھوں خوارج کی دُرگت

زیاد نے ابو بلال کو قید کر دیا، کچھ دنوں کے بعد اسے رہا کر دیا، لیکن اس کے مسلک میں کوئی تغیر نہیں ہُوا، رہائی کے بعد پھر اس نے خروج کی تیاریاں کیں، اس مرتبہ زیاد نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرنے کے لئے ایک بڑا دستہ فوج بھیجا۔

ابو بلال نے جب یہ خبر سُنی کہ زیاد خوارج کو تہس نہس کر ڈالنے کا فیصلہ کر چکا ہے تو اس نے اپنے احباب کو جمع کیا اور ان سے کہا :-

"ان اشتعال انگیزیوں کے باوجود ہم اپنی طرف سے پہل نہیں کریں گے، اور تلوار اس وقت تک بے نیام نہیں کریں گے، جب تک ہم سے مقاتلہ نہ کیا جائے اور ہمیں اس کام پر مجبور نہ کر دیا جائے۔"

ابو بلال خارجی کی بہادری :- پھر اس کے بعد ابو بلال اپنے ساتھیوں کے ساتھ اھواز چلا گیا، راستے میں

Marfat.com

اسے وہ مال اور سامان ملا۔ جو زیاد کے لئے جا رہا تھا، چالیس آدمی ابو بلال کی طرف سے جھپٹے اور سارے مال پر قبضہ کر لیا۔ ابو بلال نے اس مال کا ایک حصّہ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا، اور باقی مال واپس کرتے ہوئے زیاد کے آدمیوں سے گویا ہُوا۔ "اپنے آقا سے کہہ دینا ہم نے اپنا حصّہ لے لیا۔"

اس واقعے سے زیاد بہت زیادہ مشتعل ہُوا، اس نے ایک بڑا لشکر ابو بلال اور اس کے ساتھیوں کی سرکوبی اور قلع قمع کے لئے بھیج دیا۔ جس کی قیادت اسلم بن ذرعہ کے ہاتھ میں تھی۔ خوارج نے اس لشکر پر بڑی بے جگری سے حملہ کیا۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ قتال کی نوبت بھی نہیں آئی۔ اور اسلم مع اپنے سپاہیوں کے بھاگ کھڑا ہُوا۔ زیاد اسلم پر بہت خفا ہُوا۔ اور اس کی بزدلی پر طعن و تشنیع کرنے لگا اس کے بعد نوبت یہ پہنچی کہ جب کبھی اسلم بازار میں سے گزرتا تو اسے دیکھ دیکھ کر شہر کے لڑکے تالیاں پیٹتے اور کہتے:۔

"یہ ہے وہ جسے ابو بلال نے بھگا دیا۔"

خارجیوں کا دھوکے سے حالت نماز میں قتل:-

اب زیاد کی طرف سے عباد بن علقمہ چار ہزار کا لشکر لے کر پہنچا۔ ابو بلال نے کوشش کی کہ جنگ و جدل کی نوبت نہ آئے۔ اور سالارِ لشکر اسلم کی طرح واپس چلا جائے۔ لیکن عباد نے یہ بات نہیں مانی اور فریقین میں مقاتلہ شروع ہو گیا۔ اتنے میں نماز کا وقت آ گیا۔ خوارج نے نماز پڑھنے کے لئے عباد سے مہلت مانگی۔ اس نے کہا۔

"ہماری طرف سے اجازت ہے۔"

خوارج نے نماز پڑھنے کے لئے اسلحہ اُتار کر رکھ دیئے۔ اور نماز شروع کر دی اس موقع سے زیاد کے لشکر نے پورا فائدہ اُٹھایا۔ اور نماز کی حالت میں ایک ایک خارجی کو قتل کر دیا۔

اس کے بعد موقع پا کر خوارج کی ایک جماعت نے عباد کو بھی دھوکے

Marfat.com

سے قتل کر دیا۔

ہر خارجی کو قتل کر ڈالنے کا فیصلہ:- یہ خبر سن کر زیاد اور زیادہ انگاروں پر لوٹنے لگا۔ خوارج کے خلاف اس کی برہمی اور بڑھ گئی، اپنے قائد لشکر کا قتل خوارج کے ہاتھوں اس کے لئے حد درجہ اشتعال انگیز ثابت ہؤا۔ اور اب اس نے فیصلہ کر لیا۔ کہ ہر خارجی کو جس تک دسترس ہو سکے گی۔ خواہ وہ امن پسند ہو یا جنگ جو قتل کر ڈالے گا۔

چنانچہ اس نے اپنے فیصلے کو عملی جامہ پہنایا اور خوارج کی بہت بڑی تعداد کو بے دردی کے ساتھ قتل کر ڈالا۔

Marfat.com

تواریخ اولیٰ (۱۰)

خوارج کا عجیب و غریب کردار

زیاد کے پاس عروہ بن ادیہ گرفتار کر کے لایا گیا۔ خوارج میں یہ پہلا شخص تھا جس نے سب سے پہلے تلوار بے نیام کی تھی۔ اور جنگ نہروان میں عملی حصّہ لیا تھا۔ لیکن بچ نکلا تھا۔ اب وہ اپنے غلام سمیت گرفتار کر کے زیاد کے حضور میں پیش کیا گیا۔

زیاد کا ایک خارجی سے سوال و جواب:۔ زیاد نے عروہ بن ادیہ سے ابوبکرؓ و عمرؓ کے بارے میں رائے دریافت کی، ان دونوں کے متعلق اس نے بڑے اچھے الفاظ میں اپنی رائے ظاہر کی۔

پھر زیاد نے پوچھا:۔

"عثمانؓ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے"

عروہ نے کہا۔

"خلافت کے ابتدائی چند سالوں تک بڑے اچھے آدمی تھے۔

Marfat.com

اس کے بعد کافر ہو گئے تھے۔"

زیاد نے عروہ سے دریافت کیا:۔

"علیؓ کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو؟"

"تحکیم قبول کرنے سے پہلے وہ بھی سراپا خیر تھے۔ اس کے بعد وہ بھی عثمانؓ کی طرح کافر ہو گئے۔"

پھر زیاد نے عروہ سے کہا:۔

"اب یہ کہو خلیفہ قائم معاویہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟"

عروہ نے نہایت قبیح قسم کی گالیاں معاویہ کو دینی شروع کر دیں۔

زیاد وہ باتیں سنتا رہا۔ پھر اس نے کہا:۔

"اب یہ بتاؤ میرے بارے میں تم نے کیا رائے قائم کی ہے؟"

عروہ نے معاویہ سے بھی زیادہ شدید اور غلیظ قسم کی گالیاں زیاد کو دینا شروع کر دیں۔

آخر زیاد تاب نہ لا سکا، اس نے تلوار کے ایک وار میں عروہ کی گردن اڑا دی۔ پھر اس کے غلام کو طلب کیا اور اس سے کہا۔

"ذرہ عروہ کے حالات تو بیان کرو۔

غلام نے کہا:۔

"اس نے دن کو کبھی کھانا نہیں کھایا۔ رات کو کبھی بستر پر نہیں سویا۔ وہ صائم النہار اور قائم اللیل تھا۔"

ابوبلال کا ناقابل فراموش کردار:۔ زیاد نے جب ابوبلال کو گرفتار کیا تھا جس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں بیان کی جا چکی ہے۔ تو اسے اسیر زندان کر دیا۔ ابوبلال بھی خوارج میں بہت بڑی شخصیت کا مالک تھا۔ مجتہد اور کثیر العبادت، جیلر نے جب ابوبلال کی شدتِ عبادت کا مشاہدہ کیا۔ اس کے حسن بیان سے بہرہ ور

Marfat.com

ہُوا۔ تو وہ یہ کرتا کہ رات میں اسے رہا کر دیتا۔ اور صبح ہوتے ہوتے وہ پھر جیل خانے میں آجاتا۔

ایک مدت اسی طرح گزر گئی۔

پھر زیاد نے فیصلہ کیا کہ اب جتنے خارجی جیل میں ہیں ان سب کو قتل کر دیا جائے۔

ابو بلال کو اس فیصلے کی اطلاع اس وقت ملی جب کہ وہ جیل سے باہر تھا پھر بھی وقتِ مقررہ پر وہ واپس جانے لگا۔ اس کی بیوی نے کہا:۔

"خدا کے لئے جان بچانے کا سامان کرو۔ اگر جیل واپس گئے تو قتل کر دیئے جاؤ گے۔"

ابو بلال نے جواب دیا۔

"میں خدا سے فریب کار بن کر نہیں ملنا چاہتا۔ ضرور جاؤں گا۔"

یہ کہہ کر وہ حسب معمول جیل واپس آگیا۔ جیلر اس کے اس کردار سے اس درجہ متاثر ہُوا کہ اس نے زیاد سے جو اس کا رضاعی بھائی بھی تھا سفارش کی اور وہ رہا کر دیا گیا، خوارج کی جماعت میں ابو بلال غیر معمولی عزت و احترام کا شخص مانا جاتا تھا پھر وہ کوزستان چلا گیا۔ اور وہیں قتل کر دیا گیا۔

خوارج جمہوریت کے علمبردار تھے :-

خوارج جمہوریت کے علمبردار تھے۔ لیکن ان کی عجیب و غریب انتہا پسندی نے انہیں کامیاب نہ ہونے دیا۔ ان کے افکار و خیالات اور اقدام و عمل میں ہر ہر قدم پر تناقص ملتا ہے وہ مسلم اور غیر مسلم میں عجیب قسم کی تفریق کرتے تھے۔ ان کے نزدیک مسلمان کا خون حلال تھا، لیکن غیر مسلم کو بچانے کے لئے وہ جان کی بازی لگا دیتے تھے۔ کیونکہ وہ ذمّی تھے اور قرآن نے ذمیوں کی حفاظت کا حکم دیا ہے، عقائد کی شدّت میں وہ انگریزوں کی مشہور پیورٹین جماعت سے مشابہہ تھے۔ جو کلیسائے انگلستان کو اپنے تقشف

Marfat.com

اور انتہا پسندی کے باعث عہد مسیح کی طرف واپس لے جانا چاہتے تھے۔

خوارج کا نظریۂ سیاست خلیفہ کے انتخاب اور عزل میں اس نظریے سے ملتا جلتا تھا جو انقلاب فرانس اور انقلاب انگلستان کا محرک تھا۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے۔ کہ اہل مغرب نے انقلاب کا سبق خوارج سے سیکھا تو کچھ غلط نہ ہوگا۔

خوارج کا دستور:- خوارج کا دستور وہی تھا جو خلفائے اوّلین کا تھا۔ وہ ان دونوں کے اعمال کو سُنّت اور حجت قرار دیتے تھے، لیکن ساتھ ہی ساتھ ان کے جوش نے ایسی شدت اور شقاوت اختیار کر لی، کہ جب وہ کسی شہر پر حملہ کرتے تھے تو اپنے آپ کو مسلمین اوّلین قرار دیتے تھے، خوارج کا لفظ انہوں نے خود ہی اپنے لئے وضع کیا تھا۔ اس لئے کہ آئمہ جور کے خلاف وہ خروج کیا کرتے تھے۔

زیاد نے عراق میں خوارج کا زور توڑنے کی پوری کوشش کی اور بڑی حد تک کامیاب بھی ہؤا۔ زیاد کے بعد اس کا بیٹا عبیداللہ عراق کا گورنر مقرر ہؤا۔ اس نے پہلے تو خوارج کو ڈھیل دی۔ پھر اس نے انہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر جیل میں بھرنا اور قتل کرنا شروع کر دیا۔ اور اس طرح خوارج کی ایک بہت بڑی تعداد اس کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اُتر گئی۔

خوارج نے اب اپنا یہ اصول بنا لیا تھا کہ اگر کوئی خارجی کسی کے ہاتھ سے قتل ہوتا تو ہر قیمت پر اُسے قتل کر دیتے۔ یہاں تک کہ ایک زمانے میں کچھ عرصے تک عبیداللہ بن زیاد کو تلاش کرنے سے کوئی ایسا آدمی نہیں ملتا تھا۔ جو کسی خارجی کو قتل کرنے پر تیار ہو۔

Marfat.com

تواریخِ اُولیٰ (۱۱)

خوارج کے عقائد اور اُن کے فرقے

خوارج میدانِ جنگ میں پھلے پھُولے، تلوار کی دھار پر انھوں نے اپنی زندگی بسر کی۔ معرکۂ صفین نے انہیں جنم دیا۔ سینکڑوں جنگیں اور معرکے ان کے خلاف برپا ہوئے۔ لیکن انہیں فنا نہ کر سکے۔

خوارج کا نعرہ:- خوارج نے تحکیم کے معاملے میں علیؓ سے کھلم کھلا اختلاف کیا، اس بات پر ان سے جُدا ہو گئے کہ انہوں نے تحکیم کو کیوں قبول کیا، وہ اسے ماننے کے لئے تیار نہ تھے کہ کتاب اللہ میں کسی شخص کو تحکیم کا حق دیا جا سکتا ہے ان کا نعرہ تھا:-

"لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ"

یہ لوگ ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت کو صحتِ انتخاب کی وجہ سے صحیح مانتے تھے عثمانؓ کے ابتدائی دورِ خلافت کو بھی درست تسلیم کرتے تھے۔ لیکن جب ان اطوار میں تغیر ہوا اور سیرتِ ابوبکرؓ و عمرؓ سے انہوں انحراف کیا تو انہیں کافر سمجھنے لگے، یہی روش ان کی علیؓ کے ساتھ بھی تھی۔ اصحابِ جمل طلحہؓ، زبیرؓ اور عائشہؓ وغیرہ پر

Marfat.com

بھی وہ طعن کیا کرتے تھے۔ ابوموسیٰ اشعری اور عمرو بن عاص کو انہوں نے کافر قرار دے دیا تھا۔

خوارج کا نظریۂ خلافت :- خلافت کے بارے میں ان کا نظریہ یہ تھا۔ کہ مسلمانوں کو حق ہے کہ وہ جسے چاہیں خلیفہ منتخب کرلیں۔ اور جب کوئی شخص منتخب ہو جائے تو اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ تحکیم قبول کرے۔ خلیفہ کے لئے قرشی ہونا بھی ضروری نہیں سمجھتے تھے، ان کا خیال تھا کہ خلیفہ کو پورے طور پر امر الٰہی کا پابند ہونا چاہیئے ورنہ پھر اسے معزول کر دینا چاہیئے۔

چنانچہ انہوں نے اپنا امیر عبداللہ بن وہب کو بنایا اور اسے امیرالمومنین کہنے لگے۔ عبداللہ بن وہب قرشی نہیں تھا، خوارج کے اس مسلک کی شیعوں نے اس لئے مخالفت کی کہ وہ اسے آل رسول اللہ کا حق سمجھتے تھے اور سنیوں نے اس لئے کہ ان کے نزدیک خلافت کے لئے قرشیتِ شرط لازم تھی، بنو اُمیّہ اور بنو عباس کے خلاف خوارج نے اس لئے بار بار خروج کیا کہ وہ انہیں ظالم غیر عادل اور شروطِ خلافت سے خالی سمجھتے تھے۔

سیاست اور مذہب کا امتزاج :- شروع شروع میں خوارج صرف سیاست سے دلچسپی لیتے تھے، پھر عبدالملک بن مروان کے عہد میں ہم دیکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنی سیاست میں مذہب کو بھی شامل کر لیا، اس معاملے میں خوارج کا فرقہ ازارقہ پیش پیش تھا، یہ لوگ نافع بن ازراق کے پیرو تھے۔

مرتکب گناہِ کبیرہ کافر :-

خوارج نے یہ عقیدہ بھی شامل کر لیا تھا کہ اوامرِ دین کے لئے عمل بھی لازمی طور پر ایمان کا جزو ہے۔ نماز، روزہ، صدق اور عدل وغیرہ پر اعتقاد

Marfat.com

ہی ضروری نہیں عمل بھی ضروری ہے، کیونکہ ایمان صرف اعتقاد کا نام نہیں ہے، جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اللہ ایک ہے اور محمدؐ اس کے رسولؐ ہیں۔ لیکن فرائض دین پر عمل نہیں کرتا۔ وہ گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے اور مرتکب گناہ کبیرہ کافر ہے۔

خارجیوں کے بے لچک عقائد:- خوارج اگر متحد ہوتے تو بڑی آسانی سے دولت امویہ کو پاش پاش کر سکتے تھے۔ لیکن بدوی طبیعت ان میں کچھ اس طرح رچی ہوئی تھی۔ کہ دشمن سے کم اور آپس میں زیادہ لڑتے تھے۔ یہ تقریباً بیس فرقوں میں بٹ گئے تھے۔ ان میں مشہور تر فرقہ ازارقہ کا تھا۔ نافع بن ارزق اس فرقے کا سردار تھا۔ یہ بہت بڑا عالم اور فقیہہ تھا، اس فرقے کے خاص خاص اصول یہ تھے:

- کوئی خارجی غیر خارجی کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا۔
- غیر خارجی کا ذبیحہ ناجائز۔
- غیر خارجی خاندان میں شادی بیاہ ممنوع۔
- غیر خوارج کفارِ عرب کی طرح بت پرست ہیں۔ ان سے فیصلہ صرف دو ہی صورتوں میں ہو سکتا ہے یا "اسلام" قبول کر لیں، یا پھر تلوار کو حکم بنا لیں۔

فرقہ نجدات کے عقائد:- خوارج کا ایک اور فرقہ نجدات کے نام سے معروف ہے، یہ لوگ نجدہ بن عامر کے متبعین میں تھے۔ اس فرقہ کی خاص خاص تعلیمات یہ ہیں:

- خطا کار اگر اپنے اجتہاد کی بنیاد پر کوئی غلطی کرے تو وہ معذور ہے۔
- دین اللہ اور رسولؐ کی معرفت کا نام ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے مسائل سے اگر کوئی شخص ناواقف ہے تو جب تک اس پر

Marfat.com

قائم نہ ہو جائے وہ معذور قرار دیا جائے گا۔

- جو شخص اپنے اجتہاد کی روشنی میں حرام کو حلال قرار دے لے وہ بھی معذور ہے۔
- کذب، زنا، شراب نوشی سے بڑا جرم ہے۔

فرقہ اباضیہ کے افکار:- خوارج کا ایک فرقہ اباضیہ ہے اس کا سردار عبداللہ بن اباض تمیمی تھا اس فرقہ کے افراد اب تک مغرب (افریقہ) میں پائے جاتے ہیں، یہ آزارقہ وغیرہ کی طرح غالی اور انتہا پسند نہیں تھے۔ یہ لوگ غیر خارجیوں میں شادی بیاہ جائز سمجھتے تھے۔ ان کے نزدیک خارجی غیر خارجی کا وارث ہو سکتا ہے۔ یہ کسی شخص کو اس وقت تک قتل نہیں کرتے جب تک اسے "دعوتِ اسلام" نہ دے لیں، حجت نہ قائم کر لیں اور اعلانِ قتال نہ کر دیں۔

عبداللہ بن اباض پہلی صدی ہجری کے نصف ثانی میں ظاہر ہوا۔ اس کے پیرو اکثر حالات میں مسلمانوں سے جنگ ٹالنے کی کوشش کرتے تھے۔ اور جب جنگ کرتے تھے۔ تو اپنے تمام شروط پر عمل کرنے کے بعد!

خوارج کے خصوصیات و ممیزات

خارجی جماعت بدوی عربوں پر مشتمل تھی۔ خلافت کے سلسلے میں ان کے جمہوری افکار و خیالات نے کچھ موالیوں کے دل بھی موہ لئے اور وہ ان کے ساتھ شریک ہو گئے۔ لیکن ان کی تعداد بہت کم تھی۔ اور اس میں اضافہ اس لئے نہیں ہو سکا کہ یہ لوگ جمہوریت پسند ہونے کے باوجود غیر عرب لوگوں کو حقیر نظروں سے دیکھتے تھے۔ اور انہیں اپنے سے پست خیال کرتے تھے۔

تاریخِ خوارج پر تحقیقی نظر: تاریخ خوارج پر اگر تحقیقی نظر ڈالی جائے تو ان کے چند ممیزات واضح نظر کے سامنے آئیں گے، مثلاً یہ لوگ حد درجہ عبادت گزار تھے ہمہ وقت عبادت و ریاضت میں منہمک رہتے تھے۔ شہرستانی نے ان کے بارے میں لکھا ہے :۔

"خوارج اہل صوم و صلوٰۃ ہیں۔"

"مسبرو نے الکامل میں ان کا ذکر یوں کیا ہے۔

"خوارج کی ہر جماعت گنہگار اور کاذب سے کسی طرح کا میل نہیں رکھتی"

Marfat.com

تقویٰ اور کثرتِ عبادت کے اعتبار سے خوارج نے ضرب المثل کی حیثیت اختیار کرلی تھی۔ ابوحمزہ خارجی نے ایک موقعہ پر اپنے اصحاب کا نقشہ ان الفاظ میں دیا ہے۔

"آدھی رات کو اللہ انہیں اس حالت میں دیکھتا ہے کہ یہ قرآن کی تلاوت میں مصروف ہیں، جب کوئی ایسی آیت آتی ہے جس میں جنت کا ذکر آتا ہے تو یہ فوراً اشتیاق سے بے تاب ہو کر رونے لگتے ہیں، جب کوئی ایسی آیت آتی ہے جس میں جہنم کا ذکر ہوتا ہے تو یہ کانپنے اور لرزنے لگتے ہیں۔

شدتِ تقویٰ اور خوف الٰہی کے باوجود
خارجی عورتوں کی دلیری:۔ یہ لوگ اپنے عقیدے میں بہت سخت تھے۔ گنہ گار ان کے نزدیک کافر تھے۔ مسلمانوں کو کافر سمجھتے تھے، بلکہ ان سے کافروں سے بھی بدتر سلوک کرتے تھے یہ لوگ عورت، دُودھ پیتے بچے۔ اور شیخ فانی پر بھی رحم نہیں کرتے تھے۔

یہ لوگ غضب کے بہادر تھے۔ کسی حریف نے ان سے بڑھ کر دلیر اور جنگجو کسی کو نہ پایا ہوگا، لڑنے میں تیز، حملہ کرنے میں چوکس، نیزہ بازی میں طاق، تاریخ میں ان کی جرأت و بسالت اور قوّت و ہمت کی داستانیں بھری پڑی ہیں۔ زیاد نے دو ہزار سپاہی دے کر اسلم بن زرعہ کو خوارج سے مقابلہ کرنے بھیجا، ابوبلال خارجی نے اپنے چالیس آدمیوں کی مدد سے اُسے بھگا دیا۔

خارجی عورتیں بھی میدان جنگ میں غضب کی جری اور دلیر ثابت ہوتی تھیں میدان جنگ میں آنے کے بعد ایک خارجی عورت کسی طرح اپنی ہمت و جرأت اور اقدام و ہجوم اور موت کا مقابلہ کرنے میں کسی مرد سے پیچھے نہیں رہی تھی، بلکہ بازی لے جاتی تھی یہ چیزیں تھیں جنہوں نے خوارج کو ایک عجیب

چیز بنا دیا تھا۔ ان کے مخصوص صفات تھے، دین میں شدّت عقیدہ میں اخلاص یکتا شجاعت خالص عربیت کا جوش، خوارج کا اس طرح ایک مخصوص ادب بن گیا۔ جس نے نظم ونسق کی دنیا میں نئی راہیں پیدا کیں۔ ان کے بارے میں جو کچھ کہا جائے وہ دریا کے ایک قطرہ سے زیادہ نہیں ہے۔

خوارج نے ابن زبیر کا ساتھ دیا:- عہد معاویہ میں خوارج پر کیا گزری وہ گزشتہ صفحات میں بتایا جا چکا ہے معاویہ کے والیوں اور گورنروں نے ان پر ایسے ظلم وستم توڑے کہ کچھ عرصے کے لئے وہ خاموش ہوکر بیٹھ رہے۔ لیکن یزید بن معاویہ کی وفات کے بعد، بلکہ اس کی وفات سے بھی پہلے عبداللہ بن زبیر کے عہد میں وہ پھر میدان میں آئے۔ انہوں نے عبداللہ بن زبیر کے ساتھ مل کر جیشِ یزید کا مقابلہ کیا، وہی تھے جنہوں نے اس جیشِ کو نہ روکا۔ ورنہ وہ بلد اللہ الحرام یعنی مکہ معظّمہ کا نہ جانے کیا حال کرتا!

خوارج کا ابن زبیر سے اختلاف:- یزید کی وفات تک خوارج ابن زبیر کا ساتھ دیتے رہے۔ مکّہ میں زعیم خوارج نجدہ بن عومیر تھا۔ یہ بہت بڑا عالم تھا اور مکّہ میں ابن زبیر کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے ابن زبیر سے کچھ سوالات کئے، جو بعض مسائل مہمہ سے متعلق تھے، تاکہ معلوم ہو سکے آیا ابن زبیر ان کے ہم مسلک ہیں یا نہیں۔ چنانچہ یہ لوگ ان کے پاس پہنچے، جب یہ معلوم ہوا کہ یہ دونوں میں بعد المشرقین ہے تو انہیں چھوڑ کر الگ ہو گئے۔

بعض مصادر کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابنِ زبیر سے قطع تعلق کرنے کے بعد نجدہ نے یمامہ پر قبضہ کر لیا۔ اور بعد میں یمن، طائف، عمان، اور وادیٔ تمیم و عامر تک اس کا سکہ چلنے لگا۔ لیکن اس کے اصحاب اس سے بگڑ بیٹھے، کیونکہ اس نے مذہب خوارج میں نئے احکام مسائل شامل کر دیئے۔

تھے۔ چنانچہ اسے معزول کر دیا گیا۔ لیکن اسی کو اختیار دیا کہ کسی دوسرے شخص کو امام نامزد کر دے۔ اس نے ابو فدیک کو نامزد کیا۔

خوارج مجموعہ اضداد تھے: خوارج کی تاریخ ندرت اور جدت سے بھری ہوئی ہے تاریخ میں کوئی ایسی جماعت نہیں ملتی جو ان کی طرح بہادر ہو۔ راست گو ہو، متقی اور پرہیزگار ہو، ان کی خوبیاں مستقل اقتدار کی حامل تھیں سیاست میں بھی اور دین میں بھی!

نافع بن ازرق اور دوسرے سرداران خوارج

نافع بن ازرق دلیر اور شجاع شخص تھا۔ فقہ خوارج کا ماہر، بصرہ میں اسے ابن زیاد نے قید کر رکھا تھا۔ یزید بن معاویہ کی موت کے بعد یہ جیل سے اپنے چار سو ساتھیوں سمیت نکلا۔ ان لوگوں نے باہر آتے ہی تہلکہ مچا دیا۔ ابن زیاد اور اس کی سیاست کو ناکام بنا دیا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ ابن زیاد قصر امارت سے نکل کر قبیلۂ ازد کے پاس پناہ لینے کے لئے پہنچا۔ خوارج ہر روز بصرہ کے مربد میں جمع ہوتے تھے۔ اور لوگوں کو جنگ و پیکار اور خروج و بغاوت پر آمادہ کرتے تھے۔ امویوں کے عہد میں مربد حیثیت ادبی تحریکات کے مرکز کی تھی نافع بن ازرق نے امیر خوارج بننے کے بعد نطق و کلام اور علم و لسان اور صبر و احتجاج کے حیرت انگیز نمونے پیش کئے۔

نافع نے مکّہ کا دفاع کیا تھا:- ایک روایت سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ نافع ان لوگوں میں تھا۔ جنہوں نے یزید کے مقابلے میں عبداللہ بن زبیر کا ساتھ دیا تھا۔ اس نے دفاع مکّہ کے کام میں نمایاں حصّہ لیا تھا۔ پھر جب ابن زبیر اور

Marfat.com

خوارج میں اختلاف پیدا ہوا تو ان کی ایک جماعت نجدہ کی سربراہی میں یمامہ چلی گئی۔ دوسری نافع بن ازرق کی سرکردگی میں بصرہ پہنچی۔ ۶۴ھ میں یہ گروہ اہواز پہنچا جو بصرہ اور فارس کے مابین ایک بہت بڑی ولایت تھی۔

نافع سے اس کے ساتھیوں کا اختلاف:۔ بعض مصادر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اہواز میں جو زندگی بسر کرتے تھے۔ وہ سلفِ خوارج کی سیرت کے نمونے پر تھا، یہاں تک کہ ایک روز بنو ہاشم کا ایک مولیٰ نافع نافع کے پاس آیا، اس نے کہا مشرکین کے بچے جہنم میں جائیں گے، جو ہمارے عقائد سے اختلاف کرتا ہے وہ مشرک ہے، لہٰذا مشرکین کی طرح ان اطفالِ مشرکین کا خون بھی ہمارے لئے حلال ہے۔

نافع نے کہا "تو کافر ہے!"

اس شخص نے کہا:۔

"میں کتاب اللہ سے اپنے دعوے کی دلیل پیش کرتا ہوں۔"

پھر اس نے یہ آیت پڑھی۔

قال نوح رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیاراً انک ان تذرھم یضلوا عبادک ولا یلدوا الا فاجراً کفاراً ۝

نافع کو یہ بات پسند آئی، اس نے تلوار سونت لی، اور مردوں، عورتوں اور بچوں کا قتل شروع کر دیا اور کہا:۔

"یہ لوگ کفارِ عرب کی طرح ہیں یا انہیں "اسلام" قبول کرنا پڑے گا، ورنہ تلوار کا فیصلہ ماننا پڑے گا۔

خوارج کس درجہ غلو پسند تھے:۔ اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ خوارج

Marfat.com

اپنے اعتقادات میں کس درجہ غلو سے کام لیتے تھے - اپنے سوا کسی کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے، جو ان کا ہم مذہب نہ ہو۔ اس سے مقابلہ کرنا فرض جانتے تھے۔

نافع نے اس غلو میں اور اضافہ کیا، اس نے فتویٰ دیا کہ ان لوگوں کا قتل بھی جائز ہے جو خوارج ہوں اور قتال سے گریز کرتے ہوں ۔ اس نے یہ بھی کہا کہ ایسے لوگوں سے نہ شادی بیاہ جائز ہے نہ ان کا ذبیحہ کھایا جا سکتا ہے ۔ نہ ان کی شہادت قبول کی جا سکتی ہے ۔ نہ ان سے علم دین حاصل کیا جا سکتا ہے ۔ نہ ان کی میراث حلال ہے۔ کچھ خوارج نے نافع کی تائید کی، کچھ نے مخالفت، مخالفت کرنے والوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا ۔

ابن اباض کا اختلاف :-

عبداللہ بن اباض نے اور صفریہ نے نافع کے اس مسلک سے اختلاف کیا۔ اور اس سے علیحدگی اختیار کر لی۔ عبداللہ نے ایک خط نافع کو لکھا، جس میں اس پر اعتراض کیا کہ قتال سے جی چرانے والے خوارج کو کافر قرار دینا، ان کے مال کو جائز سمجھنا اور بچوں کو قتل کرنا درست نہیں ہے۔ لیکن نافع اپنے مسلک پر قائم رہے اور اس کے متبعین بھی اس کی پیروی کرتے رہے پھر اس نے اہواز پر قبضہ کر لیا۔ اس کی شان و شوکت بڑھی، جماعت میں اضافہ ہوا۔ مخالف لوگوں اور ان کے بچوں کو وہ قتل کر دیتا۔ اگر کوئی اس کا مذہب قبول کر لیتا تو اس سے خراج وصول کرنے پر اکتفا کیا جاتا۔ جب اس کی شان و شوکت میں زیادہ اضافہ ہوا تو اس نے فیصلہ کیا کہ بصرہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لینا چاہیئے اور وہاں کے لوگوں کو قتل کر دینا چاہیئے ۔

اہل بصرہ نافع کا نام سن کر سہم گئے :-

یہ خبر جب بصرہ والوں کو پہنچی تو وہ سہم گئے - انہیں اپنا انجام نظر

Marfat.com

آنے لگا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ اگر نافع ابھی دو پر قابض ہو گیا۔ تو کسی کی خیر نہیں دس ہزار آدمی احنف بن قیس کے پاس پہنچے اور استدعا کی کہ کوئی شخص ہمارا امیر بنا دیا جائے۔ جو ہمارے ساتھ خوارج کا مقابلہ کرے۔

احنف بنو تمیم کا سردار تھا، بلند اور ممتاز شخصیت کا مالک تھا یہ قبیلہ اس زمانہ میں بہت شہزور اور بارعب تھا، احنف نے زندگی کے کئی دور دیکھے تھے۔ فتح خراسان کے وقت خلافت عمر کے زمانے میں احنف پیش پیش تھا۔ پھر جب علیؓ اور معاویہ کے مابین جنگ ہوئی تو احنف نے دل و جان سے علیؓ کا ساتھ دیا، پھر جب حالات نے پلٹا کھایا اور عربی حکومت معاویہ کے ہاتھ میں آگئی۔ تو احنف نے معاویہ کی بیعت کرلی۔ لیکن جب علیؓ اس نے اپنا شعار رکھا۔ اور اسے اس نے کبھی نہیں چھپایا معاویہ کی حکومت تو اس نے کسی نہ کسی طرح برداشت کرلی، لیکن جب معاویہ نے اس معاملے میں جب احنف سے تبادلۂ خیالات کیا تو اس نے کہا۔

"اگر جھوٹ بولوں تو خدا سے ڈرتا ہوں اور سچ کہوں تو آپ سے خوف معلوم ہوتا ہے۔"

پھر وفات یزید کے بعد جب عبداللہ بن زبیر نے اپنی خلافت کا اعلان کیا تو عراق ان امصار سے تھا۔ جو عبداللہ بن زبیر کی تائید میں تھے۔ ابن زبیر کی طرف سے بصرہ کا گورنر ابن عبداللہ بن حارث تھا۔ احنف نے انہیں خوارج کے فتنہ سے آگاہ کیا اور مشورہ دیا کہ ایک فوج خوارج کو روکنے اور ان کا مقابلہ کرنے کے لئے بھیج دی جائے ابن حارث نے مسلم بن عیسٰے کو ایک فوج دے کر بھیج دیا۔ مقام دولاب پر دونوں لشکروں میں جنگ ہوئی اور دونوں کے سردار مارے گئے۔ یہ جنگ بڑی ہولناک اور شدید تھی۔ لیکن کون غالب ٹھہرا۔ اور کون مغلوب ہوا۔ اس کا فیصلہ نہ ہو سکا۔

اہل بصرہ نے ان حالات کی اطلاع ابن زبیر کو دی۔ ابن زبیر نے عمر بن عبید کو خوارج کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا، ذلیقعد ۶۵ھ میں نئے سردار

Marfat.com

خوارج ابن ماحوز اور عمر بن عبید کے لشکر میں ایک معرکہ ہوا۔ اس معرکہ میں خوارج کامیاب ہوئے عمر بن عبید قتل ہوئے۔ جنگ جیتنے کے بعد خوارج اہواز واپس چلے گئے۔ عبداللہ بن زبیر کو جب یہ خبر پہنچی۔ تو انہوں نے بصرہ کے عامل کو معزول کر دیا اور حارث بن عبداللہ کو گورنر بنا کر بھیجا۔

ابن ماحوز کی کارفرمائیاں :- یہ حالات تھے جب ابن ماحوز خلافت کا خواب دیکھ رہا تھا۔ سوادِ بصرہ پر قابض ہو چکا تھا۔ بصرہ کے لوگ اس سے خائف ہو رہے تھے۔ تب وہ احنف کے پاس فریاد کناں لے کر حاضر ہوئے۔ احنف نے ان لوگوں کی ترجمانی کرتے ہوئے حارث بن عبداللہ سے کہا۔

"دشمن ہمارے سر پہ پہنچ چکا ہے۔ اگر اس نے محاصرہ کر لیا تو ہم بے بسی کی موت مرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

"حارث نے کہا۔" کسی ایسے شخص کا نام بتایئے جو اس جنگ کو کامیابی کے ساتھ لڑ سکے۔"

احنف نے کہا۔

"میری نظر میں صرف ایک شخص ہے اور وہ ہے مہلب بن ابی صفرہ"

حارث نے جواب دیا۔

میرے پاس کل آئیے، میں غور کر کے جواب دوں گا۔"

مہلب نے کن شرائط پر خوارج کا مقابلہ کیا ؟ دوسرے روز ابن ماحوز کی فوجیں بصرہ کے دروازے پر پہنچ گئیں۔ انہوں نے پُل باندھ لیا تاکہ آسانی سے شہر میں داخل ہو سکیں۔ آس پاس کے لوگ کچھ رغبت سے اور کچھ دہشت سے اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اب شہر بصرہ کے لوگ پھر حارث بن عبداللہ کے پاس آئے، خوارج کے خوف نے انہیں حد درجہ آشفتہ اور سراسیمہ کر دیا تھا۔ آخر

حارث نے فیصلہ کر لیا کہ مہلب کو لڑائی کی کمان سونپ دی جائے۔

چنانچہ حارث بن عبداللہ نے مہلب کو بلایا اور اس سے کہا:۔

"اے ابوسعید! تم دیکھ رہے ہو دشمن کی دراز دستیاں کہاں تک پہنچ چکی ہیں۔ تمہارے شہر کے لوگ تمہارے نام پر متفق ہیں۔

احنف نے مہلب سے کہا:۔

"اے ابوسعید! خدا کی قسم تم سے بہتر کوئی آدمی ہمیں نظر نہیں آتا۔

مہلب نے جواب دیا:۔

"میں آپ کی دعوت مسترد نہیں کر سکتا، لیکن میری کچھ شروط ہیں۔"

" احنف اور حارث نے پوچھا

"بتاؤ کیا شرائط ہیں تمہارے؟"

مہلب:۔ مجھے یہ اختیار دیا جائے کہ میں جسے چاہوں منتخب کروں۔"

احنف:۔ تمہیں اس کا پورا اختیار ہے۔"

مہلب:۔ جس شہر پر میں قبضہ کروں، وہاں کی امارت میری ہو گی۔"

حارث:۔ بن عبداللہ:۔ منظور ——!

مہلب:۔ جس شہر کو میں فتح کروں اس کا مال غنیمت میرا ہو گا۔

احنف:۔ وہ نہ تمہارا ہے نہ ہمارا مسلمانوں کا ہے البتہ تم اپنے ساتھیوں کو مال غنیمت میں سے جسے تم فتح کرو۔ جتنا چاہو دے سکتے ہو، دشمن سے جنگ کے سلسلے میں بھی تمہیں مصارف کے پورے پورے اختیار ہوں گے۔ ان مصارف کے بعد جو کچھ بچے گا۔ وہ مسلمانوں کا ہو گا۔ اس میں انہیں کا حق ہے۔ تسلیم کیا جائے گا؟

مہلب:۔

"مجھے یہ منظور ہے۔"

اس کے بعد باقاعدہ ایک معاہدہ لکھا گیا۔ جس میں یہ تمام شرائط

Marfat.com

درج کئے گئے اور پورے اختیارات کے ساتھ مہلب کو میدانِ جنگ کی کمان سونپ دی گئی۔ اور اسے اختیار دے دیا گیا کہ وہ خوارج کے ساتھ جنگ کرنے ان کا زور توڑنے اور قلع قمع کرنے کے لئے جو طریقے چاہیے، اختیار کرے کسی طرح کی مزاحمت نہیں کی جائے گی، نہ اس کے اختیارات میں کسی کی طرف سے مداخلت ہو گی۔

مہلب اور خوارج

خالص عرب خاندان :- مہلب کے والد ابوصفرہ خالص عرب تھے ، قبیلۂ ازد کے جو لوگ عہد فاروقی میں بصرہ آئے ان میں ابوصفرہ بھی تھے۔ یہیں مہلب پیدا ہوئے ، ابوصفرہ نے ان کی تربیت اعلیٰ پیمانے پر کی بلوغ و شعور کی منزل تک پہنچنے کے بعد وہ بہادر سردار ، دلیر سوار اور سپاہی ثابت ہوئے۔

مہلب کے جنگی کارنامے :- آغاز شباب میں مہلب نے عہد معاویہ میں حدود سندھ و ہند پر جہاد کیا۔

ابن اثیر نے ۴۴ھ کے واقعات میں تحریر کیا ہے :-

"مہلب نے سندھ کی سرحد پر جنگ کی ، دشمن کے دانت کھٹے کر دیئے ، اور ظفر مند واپس آئے۔"

اسی طرح ۴۵ھ کے واقعات میں ہم دیکھتے ہیں کہ مہلب نے خراسان میں بھی دلیری اور بہادری کے ساتھ جنگ کی۔

دشمن نے مسلمان لشکر کو پارہ پارہ کر دینے کا سر و سامان بہم پہنچا لیا تھا۔ مہلب فراست سے کام لے کر اپنے لشکر کو بچا لائے۔ اور دشمن منہ دیکھتا رہ گیا۔

مہلب کی قدر و قیمت بڑھ گئی :-

مہلب نے ۶۱ھ میں جو یزید بن معاویہ کا عہدِ خلافت تھا۔ پھر اپنی شجاعت و دلیری کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ یزید نے مسلم بن زیاد کو خراسان کا گورنر بنایا۔ اور اس کے بھائی عبیداللہ بن زیاد کو لکھا کہ چھ ہزار سپاہ اسے مہیّا کر دے۔ اس جماعت میں مہلب بن ابی صفرہ بھی تھے مسلم یہ لشکر لے کر خراسان گئے۔ نہر پار کر لی۔ اس سے پہلے عمالِ خراسان کا اصول یہ تھا۔ کہ وہ دشمن سے جنگ کرتے رہتے تھے۔ اور سردی کے موسم میں مرد واپس آجاتے تھے۔ اس مرتبہ جب مسلمان لڑنے کے لئے آئے تو ملوک خراسان نے خوارزم کے قریب ایک شہر میں ڈیرہ ڈال دیا۔ عہد کیا کہ اب آپس میں نہیں لڑیں گے۔ بلکہ یک زبان ہو کر مسلمانوں کا مقابلہ کریں گے۔ مسلمانوں نے اپنے امراء سے یہ شہر فتح کر لینے کی استدعا کی۔ لیکن وہ تیار نہ ہوئے۔ جب مسلم آیا تو مہلب نے اسے اس طرف متوجہ کیا۔ چھ ہزار کا لشکر دے کر اس نے مہلب کو روانہ کیا، جس نے ملوک خراسان کا محاصرہ کر لیا، آخر ملوک خراسان نے بیس ہزار سے زیادہ رقم پر اس سے صلح کر لی۔ صلح کی ایک شرط یہ تھی کہ مہلب ان کے لشکر سے نصف قیمت پر جتنی چیزیں چاہے لے لے، چنانچہ اس نے بہت سا ساز و سامان جس کی اصل قیمت پچاس لاکھ کے قریب بنتی تھی لے لیا یہ سب چیزیں لیکر وہ مسلم کے پاس آیا جس سے مسلم کی نظر میں اس کی عزّت و وقعت دو چند ہو گئی۔

مہلب سے اہل بصرہ کی استدعا "ہمیں بچایئے"

یزید کے انتقال کے بعد دولتِ اسلامیہ میں فتنہ و فساد کی گرم بازاری ہو گئی، مسلم نے باشندگانِ

Marfat.com

خراسان کو بیعت کی دعوت دی کہ جب تک کوئی خلیفہ منتخب نہیں ہو جاتا تو وہ اپنی بیعت پر قائم رہیں۔ لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ لیکن دو مہینے کے بعد توڑ دی! حالانکہ اس نے یہاں کے لوگوں کے ساتھ بڑا اچھا سلوک کیا تھا، پھر اس کا جانشین مہلب بنا۔ لیکن چونکہ وہ ازو سے تعلق رکھتا تھا، لہٰذا مصر والوں نے اس کی امارت پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ اس طرح خراسان دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔ اور وہاں کے حالات نازک سے نازک تر ہو گئے۔ اسی اثنا میں عبداللہ بن زبیر حجاز و عراق پر قابض ہو گئے، اور انہوں نے خراسان متعلقہ علاقوں کی امارت اسے سونپ دی۔ وہ بصرہ واپس آ چکا تھا۔ جب پروانۂ عمارت ملا۔ اب وہ خراسان واپس جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ کہ اہلِ بصرہ خوارج کے مقابلے میں اس سے مدد کے طلب گار ہوئے۔

مہلب ماہرِ فنون و تدابیر جنگ تھا:۔ عرب کے سالاروں اور بہادروں میں مہلب سرفہرست تھا۔ فنِ جنگ کی باریکیوں پر بڑی گہری نظر رکھتا تھا۔ فوجی لائنیں اس طرح بناتا تھا۔ کہ دشمن زچ ہو جاتا تھا۔ اس جنگی مہارت کے باعث دشمنوں میں وہ جادوگر کے نام سے مشہور تھا۔

لیکن اب مہلب کو جس جماعت سے پالا پڑا تھا۔ وہ بھی کچھ کم نہ تھی۔ حزم و کید اور جرأت و بسالت میں خوارج مہلب سے شاید دو قدم آگے ہی تھے۔ لیکن جنگی چالبازیوں میں وہ مہلب کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ مہلب کچھ اس طرح اپنے پیادوں اور سواروں کو ترتیب دیتا تھا۔ اور اقدام و ہجوم کی ایسی لائن متعین کرتا تھا۔ کہ گو خوارج اس کے لشکر کے مقابلے میں زیادہ بہادر اور عقیدہ کے دفاع میں زیادہ پختہ ایمان اور میدانِ جنگ میں زیادہ بے خوف تھے۔ لیکن چکر کھا جاتے تھے، کوئی شبہ نہیں خوارج نے مہلب کو بھی کئی ایک جھٹکا دیے۔ لیکن مہلب نے بھی انہیں اس طرح شکنجے میں کسا کہ جنبش مشکل ہو گئی۔ وہ کہہ اُٹھے:۔

Marfat.com

"مہلب کا سا صاحب تدبیر، دانا و بینا اور ماہر فن جنگ ہماری نظر سے کوئی نہیں گزرا۔"

جب کبھی خوارج نے شب خون مارنے کا ارادہ کیا۔ تو اسے چوکس ہی پایا آج تک انہیں کسی ایسے آدمی سے پالا نہیں پڑا تھا۔ جو حیلہ جوئی سے ان کی تدبیریں ناکام بنا دے، اور جنگ میں ان کے دستوں کو پسپا کر دے، اسی طرح مہلب کو ایسا سخت جان دشمن کوئی نہیں ملا تھا۔ تقریباً بارہ سال تک اسے خوارج سے جنگ جاری رکھنی پڑی۔ تب کہیں جا کر وہ ان کی کمر توڑ سکا۔

خوارج کی ایک بدقسمتی یہ بھی تھی کہ ان کی تعداد حریف کے مقابلے میں بہت کم تھی۔ اس کمی کو وہ دلیری اور بہادری سے پورا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ لیکن دشمن کی تعداد اتنی زیادہ تھی۔ کہ اس طرح بھی کام نہ بن سکا۔

دشمن کے کمزور پہلوؤں کو تاڑ جاتا تھا:-

مہلب دشمن کے کمزور پہلوؤں کو پہچاننے اور ان سے فائدہ اٹھانے میں کمال رکھتا تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں سے موت پر بیعت نہیں لیتا تھا۔ لیکن اپنی حکمت عملی سے دشمن کے چھکے چھڑا دیتا تھا۔ جب خوارج حملہ آور ہوتے وہ مقابلے میں ڈٹ جاتا۔ جب پیچھے ہٹتے تعاقب شروع کر دیتا۔ انہیں گھیر کر ایسے تنگنائے میں محدود کر دیتا کہ جہاں نہ اسلحہ مل سکے نہ رسد!

مہلب نے تاجروں سے چندہ لیا:-

خوارج سے جنگ کرنے کا جب مہلب نے فیصلہ کیا تو بصرہ کے آدمیوں میں سے بارہ ہزار لڑنے والے منتخب کئے۔ بیت المال کا دروازہ کھولا تو صرف دو لاکھ درہم موجود تھے۔ اور یہ رقم اتنا بڑا معرکہ سر کرنے کے لئے قطعاً ناکافی تھی۔ اس نے تاجروں کو بلایا اور کہا۔

"برس ہا برس سے تمہاری تجارت کساد بازی کی نذر

ہو رہی ہے، کیوں کہ اہواز اور فارس تم سے منقطع ہو چکے ہیں آؤ میرے ہاتھ پر بیعت کرو۔ میرا ساتھ دو میں تمہارے حقوق پورے کر دوں گا۔"

تاجروں نے دینار و درہم کی تھیلیاں ان کے سامنے کھول دیں، اس نے اس رقم سے ساز و سامان جنگ خریدا، بصرہ کا پل توڑ دیا۔ اس کا لڑکا مغیرہ بھی اس کے ساتھ تھا۔ خوارج نے جنگ شروع کی۔ مگر کامیاب نہ ہوئے آخر وہ بصرہ سے واپس جانے لگے۔ اس زمانے میں ان کا تعاقب نہیں کیا۔ اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر اس نے جنگی تیاریاں مضبوط اور مستحکم بنیاد پر شروع کر دیں۔ نئی جنگ شروع کرنے سے پہلے وہ ہر طرح کیل کانٹے سے لیس ہو جانا چاہتا تھا۔ یہ اس کے حسنِ سیاست کی دلیل تھی۔

مہلب چالیس روز تک دجلہ کے علاقے میں خراج جمع کرنے کے لئے مقیم رہا خوارج یہاں سے بہت قریب تھا۔ اس دہشت کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس کے پاس ایک خطیر، رقم جمع ہو گئی۔ لوگ ہر چہار طرف سے اس کے پاس جمع ہونے لگے۔ کچھ لوگ جہاد کے شوق میں آئے، کچھ مالِ غنیمت کے لالچ میں، کچھ کاروبار کے فروغ و ترقی کی اُمید لے کر۔

مہلب نے خوارج کا تعاقب شروع کر دیا:

مہلب اپنے لشکر لے کر اہواز کے قریب پہنچ گیا۔ خود بھی انتظامات کرنے لگا۔ اور ابن زبیر کے مقرر کردہ امیر بصرہ کو بھی مدد کے لئے لکھا، ساتھ ہی ساتھ خوارج کے لشکر میں اس نے اپنے جاسوس بھی پھیلا دیئے جو ٹھیک ٹھیک خبریں لا کر اسے دیا کرتے تھے۔ مہلب اس جگہ اس وقت تک مقیم رہا۔ جب تک اس کی تیاریاں بہمہ وجود مکمل نہیں ہو گئیں۔ اور اس کے سواروں اور پیدلوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ نہیں ہو گیا۔ اب اس کا لشکر تقریباً ۲۰ ہزار افراد پر مشتمل تھا۔

اب اہواز کا ارادہ کر کے مہلب آگے بڑھا، آگے آگے اس کا بیٹا مغیرہ تھا۔ یہاں تک کہ خوارج کے بالکل پاس پہنچ گیا۔ اب دونوں لشکر آمنے سامنے تھے اور جنگ کے لئے پر تول رہے تھے۔ اور کل کے معرکے میں حصّہ لینے کے لئے ہر شخص بے قرار ہو رہا تھا۔ جب صبح ہوئی تو مغیرہ نے دیکھا خوارج جا چکے ہیں۔ وہ اہواز میں داخل ہو گیا۔ پیچھے پیچھے مہلب بھی اپنے لشکر گراں کے ساتھ پہنچ گیا۔

مہلب کے چچا کا قتل خوارج کے ہاتھوں

اسی اثنا میں ماحوز نے بعض آدمیوں کو نہر تیرس پر بھیجا۔ جہاں مہلب کے چچا مقیم تھے۔ ان لوگوں نے اسے قتل کیا اور اس کی لاش لٹکا دی۔ مہلب نے اپنے بیٹے مغیرہ کو ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا، لیکن جب وہ پہنچا تو خوارج جا چکے تھے۔ وہ مہلب کے پاس واپس آ گیا۔ اور سولاف کے مقام پر خوارج اور مہلب کے لشکر میں جنگ شروع ہوئی۔ یہ جنگ عربوں کے قدیم اصول کے مطابق انفرادی طور پر شروع ہوئی۔ لیکن بہت خوارج نے اپنا سارا لشکر مہلب کے پڑاؤ پر ڈال دیا۔ اس معرکے میں مہلب کے آدمیوں کو شکست ہوئی۔ ستر سپاہی قتل ہوئے، لوگ بھاگنے لگے۔ مہلب اور مغیرہ اپنی جگہ ڈٹے رہے۔ مہلب نے لوگوں کو آواز دے کر بلانا شروع کیا، یہاں تک کہ چار ہزار آدمی واپس آگئے۔ مہلب نے ان سے کہا۔

"خدا کی قسم تمہاری تعداد کم نہیں ہے۔ جو لوگ تم میں سے بھاگے ہیں وہ بزدل، طامع اور ریست ہمت ہیں۔ تم میں سے اگر کوئی زخمی ہوا ہے۔ تو خوارج کے لوگ بھی خون میں نہائے ہیں۔ اللہ کا نام لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑو۔" لیکن اصحاب مہلب نے کہا۔

"جب تک زخمیوں کا علاج نہ ہو جائے۔ ہم مقاتلہ نہیں کریں گے۔"

"مہلب نے یہ بات مان لی۔ اور ایک مقام عاقول پر پڑاؤ ڈال دیا۔ یہاں سے خوارج کا لشکر بھی قریب تھا۔ نہر پار کرنے کے بعد پوزیشن ایسی ہو

گئی تھی کہ مہلب کے لشکر پر صرف ایک ہی طرف سے حملہ ہو سکتا تھا۔ خوارج نے جب بھی کوشش کی ان لوگوں کو چوکس پایا۔ لہٰذا ان کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہو سکی۔

رجالِ مہلب کو خوارج نے بھگا دیا:۔ دونوں لشکر آمنے سامنے پڑے پڑے تھک گئے۔ آخر لڑائی شروع ہوئی۔ خوارج نے اتنا زبردست حملہ کیا کہ رجالِ مہلب اُلٹے پاؤں بھاگے، مہلب جلدی سے ایک اُونچے ٹیلے پر چڑھ گیا۔ اس نے آواز دی:۔

"خدا کے بندو میرے پاس آؤ۔"

یہ سُن کر تیس ہزار آدمی اس کے پاس واپس آگئے۔ جن میں زیادہ تر ازدی تھے۔ مہلب نے انہیں زرزم پیکار پر اُبھارا، اور بیش قرار انعام و اکرام کا وعدہ کیا جنگ ایک مرتبہ پھر پوری شدّت اور ہولناکی کے ساتھ شروع ہوئی۔ شام کے جھٹپٹے تک پوری خون آشامی کے ساتھ لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر عبید اللہ ابن ماحوز[1] قتل ہوا۔ جو خوارج کا سردار تھا۔ اور خوارج ارجان کی طرف چلے گئے۔

صاحبِ سیاست، صاحبِ ریاست:۔

مہلب نے اس فتح کی اطلاع امیر بصرہ کو دی۔ اس نے جواب میں لکھا:۔

"میرے ازدی بھائی۔ میں خوارج تمہارا خط پڑھا، اور یہ معلوم کر کے خوش ہوا، کہ اللہ نے تمہیں شرفِ دنیا عنایت فرمایا ہے۔ عزّت و سربلندی بخشی ہے۔ آخرت میں بھی اجر و ثواب

---

[1]:۔ ابن الاثیر۔ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں ماخور لکھا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک ماحوز صحیح ہے۔

Marfat.com

میں بہت بڑا حصّہ پاؤ گے۔ تم مسلمانوں کے سب سے بڑے اور مضبوط پشتیبان ثابت ہوئے۔ تم نے مشرکین کو تہس نہس کر دیا۔ تم صاحب سیاست اور صاحب ریاست ہو۔"

اہل بصرہ نے بھی تبریک و تہنیت کے خطوط مہلب کو لکھے، احنف نے بھی ایک محبّت بھرا خط لکھا۔

مہلب پر خوارج کا ایک اور حملہ :۔

زعیم خوارج عبید اللہ بن ماحوز کے قتل کا واقعہ شوال ۶۶ھ میں پیش آیا، یہ شخص ڈیڑھ برس سے زیادہ خوارج کا امیر بنا رہا۔ اس کے بعد زبیر بن علی الماحوز کے ہاتھ پر خوارج نے بیعت کی اور اپنے سردار کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے آمادہ ہوگئے۔ لیکن وہ پہلا سا دم خم اب کہاں تھا۔ زبیر نے ان کے ٹوٹے ہوئے حوصلے کو بلند کرنے کی کوشش کی۔ اس نے کہا :۔

"مہلب کے لشکر کو تم نے شدید نقصان پہنچائے ہیں، بلکہ تم نے مہلب کو ایسا داغ لگایا ہے وہ کبھی نہ بھول سکے گا۔"

پھر زبیر بن علی ایک بڑا لشکر جمع کر کے مہلب پر حملہ آور ہوا، وہ تیار بیٹھا تھا۔ گویا انتظار کر رہا تھا۔ کہ کب خوارج دکھائی دیں۔ اور کب اس کا لشکر جنبش کرے۔ یہ جنگ بھی بڑے معرکہ کی ثابت ہوئی۔ خوارج بہادری سے لڑے۔ لیکن سرپر نہ ہو سکے۔

Marfat.com

مختار سے جنگ میں مہلب کی شرکت

مہلب خوارج سے برسرپیکار تھا۔ کہ یکایک ایک نئی صورت حال پیدا ہوئی۔ بصرہ کی ولایت پر لقاع، یعنی حارث بن عبداللہ فائز تھا۔ ۶۷ھ میں عبداللہ بن زبیر نے اسے معزول کر دیا۔ اور معصب بن زبیر کو یہ منصب سونپ دیا۔ اور مہلب کو لکھا کہ وہ بصرہ واپس آجائے۔ مہلب نے اپنے بیٹے مغیرہ کو اپنا قائم مقام بنایا اور اپنے اصحاب سے کہا۔

"جب تک مغیرہ تمہارا امیر ہے۔ تم میری کمی محسوس نہیں کرو گے، وہ شفقت میں تمہارے ہر چھوٹے کا باپ ہے اور برّ و طاعت میں تم میں سے ہر بڑے کا بیٹا ہے۔ تم اس کا ساتھ دو، اس کی اطاعت کرو، اسے اپنا بنا لو، جب بھی میں نے کسی نیک کام کا ارادہ کیا ہمیشہ وہ مجھ سے سبقت لے گیا۔"

مہلب عراق میں:- اس کے بعد مہلب عراق چلا گیا۔ یہاں اس جنگ میں شریک ہوا جو مختار سے لڑی جا رہی تھی۔ بعد ازاں معصب نے موصل، جزیرہ، آرمینیہ اور آذربائیجان کا اسے والی بنا

Marfat.com

دیا۔ مہلب اپنے نئے منصب کی ذمہ داریاں ادا کرنے اپنی ولایت میں چلا گیا۔
اب مصعب کو یہ فکر ہوئی کہ خوارج سے لڑنے کا بار کس شخص پر ڈالا جائے
ان کی نگاہِ انتخاب عمر بن عبید بن معمر پر پڑی۔ ان کے بارے میں خوارج کہا کرتے تھے۔

"یہ شخص بطلِ عظیم ہے۔ شجاع اور دلیر ہے۔ بہت اچھا شہ سوار ہے۔ اور یکتا سالار ہے۔ اپنے دین اور ملک کے لئے بے جگری سے لڑتا ہے۔ جس جنگ میں بھی ہم نے اسے دیکھا اسے سب سے آگے پایا۔"

عمر بن عبید خوارج سے لڑنے کے لئے ارجان کی طرف روانہ ہوا، اس جنگ میں خوارج کی کافی تعداد قتل ہوئی۔ اور آخر انہیں یہاں سے راہِ فرار اختیار کر کے اصفہان کی طرف کوچ کرنا پڑا۔

خوارج کے سربرآوردہ اصحاب کا قتل: عمر نے مزید تیاریوں کے بعد مقام شاپور میں جو فارس کا ایک مشہور مقام تھا۔ خوارج پر جو اب یہاں ٹھہرے ہوئے تھے حملہ کیا، ایک شب روز انہوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ انہیں شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ دوسرے دن پھر بڑی زبردست جنگ ہوئی، عمر کے لشکر نے آج اور شدّت کے ساتھ مقابلہ کیا، اسی معرکے میں اس کا لڑکا بھی ہلاک ہو گیا بیٹے کی موت نے دنیا اس کی آنکھوں میں اندھیر کر دی۔ اب اس نے ایسا شدید حملہ کیا۔ جس کی مثال نہیں مل سکتی۔ اس جنگ میں خوارج بہت بُری طرح ہارے اور اس علاقے سے باہر نکل گئے۔ لیکن لوٹ پھر کر ارجان کے علاقے میں چکر لگاتے رہے۔ عمر بن عبید اللہ کی سرکوبی میں پڑا۔ چوکس ثابت ہوا اس نے مصعب کو یہاں کے تمام حالات اور اپنے بیٹے کے قتل ہونے کی اطلاع بھیجی۔
ایک معرکہ میں جب عمر کا لشکر اور خوارج آمنے سامنے ہوئے۔ تو پھر زور کی جنگ چھڑی۔ عمرؒ نے اس جنگ میں بہادری کا عجیب و غریب نمونہ پیش کیا۔ صرف اپنے

Marfat.com

ہاتھ اس نے خوارج کے چودہ مشہور آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک تیر تھا۔ جس پر یہ پڑ گیا وہ پھر نہ اٹھ سکا۔ آخر اِدھر اُدھر کی ٹھوکریں کھاتے ہوئے خوارج اہواز پہنچے، عمر بن عبید اللہ اصطخر کی طرف روانہ ہو گیا۔

خوارج چھاپے مارتے رہتے تھے :- اسی اثناء میں مصعب گورنری سے معزول کر دیا گیا۔ اور عبد اللہ بن زبیر نے اپنے بیٹے حمزہ کو ان کا قائم مقام بنا کر بھیجا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصے کے بعد مصعب پھر واپس آ گیا۔ خوارج اطراف اصبہان میں موجود تھے۔ دیہاتوں اور قریوں سے خراج اور ٹیکس وصول کرتے رہتے تھے۔ پھر وہ اہواز کی طرف براہِ فارس روانہ ہوئے۔ مصعب نے عمر کو لکھا۔

"جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

اور مصعب خود بھی جنگ کے، ارادے سے بصرہ سے باہر آئے، خوارج نو راستہ کترا کر مدائن پہنچ گئے۔ یہاں انہوں نے تلوار بے نیام کی، عورتوں اور بچوں کا قتل عام شروع کر دیا۔ پھر کوفہ کی طرف بڑھے، سوادِ کوفہ میں والیٔ کوفہ نے راستہ روک کر کھڑا ہوتے کی کوشش کی۔ لیکن وہ انہیں روک نہ سکا اور خوارج بدستور مردوں اور عورتوں کو قتل کرتے آگے بڑھتے رہے اور پھر اصفہان پہنچ گئے۔ اصبہان اور اہواز کے مابین کوئی مقام ایسا نہیں تھا۔ جدھر سے وہ نہ گزرے ہوں، اور مردوں اور عورتوں کو قتل نہ کیا ہو۔ مصعب نے اس بلائے عظیم کے بارے میں لوگوں سے مشورہ کیا۔ سب کی رائے یہ ہوئی کہ یہ کام مہلب کے سوا کسی کے بس کا نہیں ہے۔ آخر یہ ذمہ داری ایک مرتبہ پھر مہلب کو سونپی گئی، کیوں کہ اہل بصرہ کو اس کی ذات پر غیر معمولی اعتبار تھا۔

خوارج نے اصفہان کا محاصرہ کر لیا :- اس اثنا میں خوارج نے اصفہان کا محاصرہ کر لیا۔ جو کئی مہینے تک جاری رہا۔ جب محاصرہ نے طول پکڑا تو عتاب بن ورقہ نے

Marfat.com

ایک جماعت نے کران پر حملہ کر دیا۔ کیونکہ بھوکے مرنے سے لڑکر مرنا زیادہ بہتر ہے۔ ذخائر ختم ہو گئے تھے۔ رسد پہنچ نہیں سکتی تھی۔ ڈھائی ہزار کے قریب سپاہی کے گروہ خوارج پر ٹوٹ پڑا۔ اور ان پر چھا گیا۔ یہ لوگ مرنے کے لئے نکلے تھے، اس لئے اتنی بہادری سے لڑے۔ کہ خوارج سے کچھ کرتے دھرتے نہ بنی۔ زبیر بن علی الماحوز جو خوارج کا سردار تھا۔ اس جنگ میں کام آیا۔ ایسی بدترین شکست سے خوارج شاید ہی کبھی دوچار ہوئے ہوں گے۔

خوارج کا نیا سردار ـــــ قطری

زبیر بن علی کے قتل کے بعد خوارج نے اپنا سردار قطری بن فجاء کو بنایا۔ خوارج کے گروہ میں بلند پایہ شاعر اور بے مثل بہادر تھا۔ لوگوں نے اس سے کہا:۔

"اے امیر المومنین اب ہمیں فارس کا رخ کرنا چاہیئے۔"

اس مطالبے کے جواب میں قطری نے کہا۔

"فارس میں عمر بن عبید اللہ بن معمر موجود ہے۔ لیکن اگر اس کی مدد کے لئے مصعب بصرہ سے نکلے تو ہم فوراً داخل شہر ہو جائیں گے۔"

مصعب نے نئے حالات کے ماتحت عبد الملک بن مروان سے مقاتلہ کرنے اور ان پر خروج کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ انہوں نے اپنے اصحاب سے کہا:۔

"قطری گھات لگائے بیٹھا ہے ہم نے بصرہ سے قدم نکالا۔ اور وہ داخل ہوا۔"

پھر مصعب نے مہلب کو پیغام بھیجا اور کہا:۔

"اس دشمن کی دراز دستیوں سے ہمیں بچاؤ۔"

مہلب نے اس پکار پر لبیک کہا۔ اور خوارج سے مقاتلہ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

جنگ کے شعلوں میں

مسلسل اور متواتر جنگیں:- مسلمانوں اور خوارج کے مابین جو جنگیں ہو رہی تھیں۔ انہوں نے کچھ عجیب قسم کے تواتر اور تسلسل کی صورت اختیار کر لی تھی، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آنکھ مچولی ہو رہی ہے۔ اگر کسی مقام پر حکومت کی فوجیں خوارج کے کسی گروہ پر غالب آجائیں۔ تو فوراً ہی اطلاع ملتی کہ فلاں مقام پر انہوں نے پھر سر اٹھایا ہے۔ کسی معرکہ میں خوارج کا کوئی زعیم یا سردار کام آتا۔ تو فوراً اس کی جگہ کوئی دوسرا شخص لے لیتا۔ ایک جماعت اگر کسی دوسرے مقام پر تہس نہس کر دی جاتی تو پہلے سے زیادہ جوش اور شدت کے ساتھ کسی دوسرے مقام پر کوئی جماعت پیدا ہو جاتی۔ غرض اسی طرح رزم و پیکار کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری تھا۔

خوارج کے نہ مٹنے والے نقوش:- اگر خوارج نے اس جنگ میں اقتدار انسانی کو پائمال نہ کیا ہوتا اور نظم اجتماعیہ اسلامیہ کو نشانہ بنانے کی کوشش نہ کی ہوتی۔ اور نظم و امن کے عام احکام کو پائمال نہ کیا ہوتا، یعنی امن پسند دیہاتیوں کو

Marfat.com

موت کے گھاٹ نہ اتارا ہوتا، بچوں، عورتوں، ضعیفوں اور بیماروں کو بے دھڑک قتل نہ کیا ہوتا۔ تو بلا شبہ ان کی یہ معرکہ آرائیاں تاریخ انسانیت کا ایک یادگار واقعہ ہوتیں۔ اور مؤرخ ان کا ذکر ادب واحترام کے ساتھ کرتے نکتہ چین اور نقاد ان کے حضور میں خراج تحسین پیش کرنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتے، اور ان کی حیثیت ایک ایسی بلند پایہ سیاسی جماعت کی ہوتی جس نے اپنے ایثار و قربانی جوش و خروش، شجاعت و بسالت و ہمت و دلیری، کے مٹنے والے نقوش قائم کر کے دنیا کو اپنے سامنے سر جھکانے پر مجبور کر دیا ہوتا۔ لیکن یہ ایسی جماعت تھی۔ جو عربی خون کی کوئی قدر و قیمت محسوس نہیں کرتی تھی۔ یہ تعمیر کے بجائے تخریب کو اپنا شعار بنا چکی تھی۔ خون ریزی سے اسے اتنی رغبت تھی کہ اس نے کبھی اس بات پر غور نہیں کیا کہ آیا اس کا اقدام جائز ہے یا نادرست، نہ اس نے جنگی اصولوں کی کوئی پرواہ کی، نہ اخلاقی اصولوں کا کوئی لحاظ کیا،

خوارج کے عجیب وغریب اصول:- خوارج کے اصول کچھ عجیب وغریب تھے اور یہی اصول ان کی طوالت عمر کا سبب بھی ثابت ہوئے۔ جب کسی معرکے میں ان کو شکست ہوتی یا کسی جنگ میں دشمن کو وہ قوی تر پاتے یا ایسا محسوس کرتے کہ فتح یابی زیادہ گراں قیمت پر ہوگی۔ تو وہاں سے کھسک جاتے۔ اور کسی دوسری جگہ نمودار ہوتے۔ ان کی جنگ گریز کا نہ کوئی مرکز تھا نہ محور، نہ مقام، جس شہر میں وہ پہنچتے، وہاں ہی خفیہ طور پر جنگی تیاریاں شروع کر دیتے۔ اور ایسے حالات پیدا کر دیتے کہ حکومت ان کی سرکوبی پر مجبور ہو جاتی۔ وہ آخر آسائش کی زندگی کو ٹھکرا کر جنگ و پیکار کے لوازم مہیا کرتے تھے۔ اور اس کے بعد پھر —— وہ ہوتے اور جنگ کی للکار اور جھنکار!

لطیف حوادث:- ۶۸ھ میں جب مہلب خوارج سے مقابلے کے لئے باہر آیا۔ تو مصعب عبدالملک بن مروان سے

لڑنے کے لئے روانہ ہوئے۔ قطری کو قدوم مہلب کی جب اطلاع ملی تو اس نے کرمان کا رُخ کیا۔ مہلب نے بصرہ کے منتخب لوگوں کو ساتھ لے کر خوارج کے مقابلے کے لئے اہواز سے کوُچ کیا۔ سولاف کے مقام پر دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ آٹھ مہینے تک ایسی شدید جنگ ہوئی کہ لوگوں نے ایسے ہولناک مناظر کم دیکھے ہوں گے۔

اسی اثنا میں کہ جنگ کبھی جاری ہوتی، کبھی رک جاتی، دونوں لشکروں کے افراد کے مابین کچھ ایسے لطیف حوادث واقع ہوتے جن کا ذکر اس موقع پر بے جا نہ ہوگا۔

مہلب کی شوخ طبعی :۔ ایک مرتبہ مہلب کے لشکر میں دو آدمیوں کے مابین جریر اور فرزدق کے بارے میں بحث چھڑی۔ کہ ان میں سب سے بڑا شاعر کون ہے۔ فیصلے کے لئے یہ لوگ مہلب کے پاس پہنچے۔ مہلب نے کہا :۔

"میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ ان کی ہجو برداشت کرنے کا مجھ میں یارا نہیں ہے۔ لیکن تمہیں ایک آدمی کا پتہ دیتا ہوں، اس سے پوچھو۔ اس کا نام عبیداللہ بن حلال ہے۔ اور وہ قطری کے لشکر میں ملے گا۔

"یہ لوگ قطری کے لشکر میں پہنچے اور اسے بُلایا۔ وہ سمجھا جنگ کے لئے بلایا گیا ہوں۔ وہ نیزہ تان کر باہر نکلا، ان دونوں نے اس سے سوال کیا۔

"یہ بتائیے۔ جریر بڑا شاعر ہے یا فرزدق؟"

عبید ابن حلال نے جواب دیا :۔

"تم دونوں پر اور ان دونوں پر خدا کی پھٹکار۔"

ان دونوں نے کہا :۔

"ہمیں خوشی ہے۔ کہ آپ نے ہمیں اپنی رائے سے مطلع کر دیا۔ ہم

Marfat.com

جاتے ہیں۔"

پھر عبیدہ نے ایک شعر پڑھ کر پوچھا۔" یہ کس کا شعر ہے؟"
مہلب کے سپاہیوں نے جواب دیا۔" جریر کا۔"
عبیدہ نے کہا۔
" پھر وہی سب سے اچھا شاعر ہے۔"

خوارج کا طنز لطیف:- خوارج کو مصعب بن زبیر کے قتل کی اطلاع مہلب اور اس کے ساتھیوں سے پہلے مل گئی۔

بعض خوارج نے لشکر کے کنارے کھڑے ہو کر پوچھا:۔
مصعب کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔
" مہلب کے اہلِ لشکر نے جواب دیا:۔
" وہ امام ہدا ہیں۔"
انہی خوارج نے پوچھا:۔
" عبدالملک بن مروان کے بارے میں کیا کہتے ہو؟"
مہلب کے اہلِ لشکر نے جواب دیا:۔
" وہ گمراہ ہے اور گمراہ کُن ہے۔"

چند روز بعد مہلب کو مصعب بن زبیر کے قتل کی خبر ملی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل عراق نے عبدالملک بن مروان کی خلافت تسلیم کر لی ہے، ساتھ ہی ساتھ عبدالملک کا پروانۂ ولایت بھی مہلب کے نام آگیا۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ تو خوارج نے آواز دے کر پوچھا:۔

" مصعب کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔؟"
مہلب کے اہلِ لشکر نے جواب دیا:۔
" تمہیں کیا؟"
خوارج نے پھر سوال کیا:۔

"اچھا عبدالملک بن مروان کے بارے میں کیا کہتے ہو؟"

مہلب کے ساتھیوں نے جواب دیا :-

"وہ امام ہدیٰ ہے۔"

خوارج نے للکارا :-

"اے دشمنانِ خدا کل تک وہ گمراہ اور گمراہ کن تھا۔ آج امام ہدیٰ بن گیا۔ تم دنیا کے بندے ہو، تم پر خدا کی لعنت!"

میدانِ جنگ سے باہر دوست :- ابوالفرج نے کتاب الاغانی میں لکھا ہے :-

"جس زمانے میں مہلب اور قطری کی سرداری میں خوارج اور مسلمان برسرپیکار تھے۔ تو ایسا بھی ہوتا کہ یہ لوگ کبھی کبھی آپس میں مل بیٹھتے۔ اور دینی معاملات سے متعلق ایک دوسرے کے ساتھ امن وسکون کے ساتھ بحث وگفتگو کرتے۔ ایسا معلوم ہوتا کہ یہ آپس میں دشمن ہی نہیں ہیں۔"

اغانی کی ایک دلچسپ روایت :- اغانی کی روایت ہے :- "عبیدہ بن ہلال خارجی ایک مرتبہ لشکر کے کنارے آیا اور اس نے کہا :-

"اے گروہ مہلب تم میں سے کون میرے مقابلے میں آئے گا؟"

مہلب کے لشکر کے دو نوجوان نکل کر اس کے مقابلے میں پہنچے، عبیدہ نے ان سے کہا: "بتاؤ تمہیں کیا پسند ہے، قرآن سناؤں یا شعر سناؤں؟"

ان دونوں نوجوانوں نے جواب دیا :-

"قرآن جتنا تمہیں آتا ہے ہمیں بھی آتا ہے، شعر سناؤ۔"

عبیدہ بن ہلال نے کہا :-

"فاسقو! خدا کی قسم میں جانتا تھا قرآن پر شعر کو ترجیح دو گے۔" پھر اس نے رجز خوانی شروع کر دی اور ایسا لڑا کہ وہ دونوں بھاگ کھڑے ہوئے۔

Marfat.com

جنگِ خوارج کے بعض پہلو

مقامِ سولات میں مہلب اور جماعتِ خوارج کے مابین جو معرکے قطری کی زیرِ قیادت برپا ہوئے وہ فیصلہ کن نہ ثابت ہو سکے۔

قطری سردار خوارج کی کامیابیاں: جب عبدالملک بن مروان مصعب بن زبیر پر غالب آیا اور وہ قتل ہو گئے۔ تو اس کی گرفت پورے عراق پر قائم ہو گئی، اس نے بصرہ کی ولایت پر خالد بن عبداللہ بن اسید کو مامور کیا۔ مہلب بدستور ازارقہ سے برسرِ جنگ تھا، خالد نے اسے اہواز سے خراج وصول کرنے پر مامور کیا اور اپنے بھائی عبدالعزیز بن عبداللہ کو جنگِ خوارج کی کمان سونپ دی۔

قطری نے اس کے مقابلے میں نو سو سوار بھیجے، ان سواروں نے عبدالعزیز کو شکستِ فاش دی، عبدالعزیز خود بھی بھاگ کھڑا ہوا۔ اور اس کی بیوی خوارج کے ہاتھوں گرفتار ہو گئی۔

عبدالملک بن مروان کو جب اس واقعے کی اطلاع ملی تو بہت برہم ہوا اس نے اپنے والی کو ڈانٹا کہ اس نے مہلب کے ہاتھ سے یہ کام کیوں لے لیا؟

Marfat.com

اور حکم دیا۔ کہ اس معاملے میں ہمیشہ اس کی رائے پر چلے، اور یہ کہ اب خارج سے جنگ کرنے کے لئے خود میدان میں جائیے، اس کے علاوہ اس نے اپنے بھائی بشیر بن مروان کو جو کوفہ کا گورنر تھا لکھا کہ وہ بھی جنگ خوارج کے لئے فوجیں بھیجے چنانچہ اس نے عبداللہ بن الاشعث کی سرکردگی میں کئی ہزار سپاہی بھیجے۔

خوارج مہلب کو جادوگر کہتے تھے:۔ راویوں کا اس باب میں اختلاف ہے کہ اس کے بعد کیا ہوا؟ ابن ابی الحدید کا قول ہے کہ جب خالد ازارقہ سے قتال کے لئے نکلا۔ تو مہلب اس کے ساتھ تھا۔ مہلب نے اُسے نصیحت کی کہ اپنی حفاظت کا خاص اہتمام کرے۔ لیکن اس نے اس نصیحت کی پرواہ نہیں کی، آخر مہلب نے یہ کام اپنے ذمے لیا۔ اور جاسوسوں کی دھاک بٹھا دی۔ کہ کہیں رات میں موقع پا کر خوارج ان پر حملہ کر دیں۔ آخر کئی دن کی جنگ کے بعد خالد نے خندق کھول دی۔ اور مورچہ بندی کر کے حفاظت کا اہتمام کیا جب خوارج نے دیکھا کہ اہل کوفہ و بصرہ خندق کھود رہے ہیں تو پکار اُٹھے:۔

"یہ جادوگر اگر تمہارے ساتھ نہ ہوتا تو خدا ضرور تمہیں غارت کر دیتا"

خوارج مہلب کو جادوگر کہا کرتے تھے، کیونکہ جب وہ کوئی تدبیر سوچتے مہلب پہلے سے اس کا توڑ کرنے میں ان سے بازی لے جاتا۔

مہلب قبائلی تعصّب کا شکار بنایا گیا:۔ لیکن مہلب کو جم کر کام کرنے کا پورے طور پر موقع نہیں ملا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مہلب قبیلۂ ازد سے تعلق رکھتے تھے۔ اسی لئے یہ اس پر خار کھائے رہتے تھے۔

خوارج حکومت کے سب سے بڑے دشمن تھے۔ جو انہیں فنا کر دیتا، وہ یقیناً حکومت کا نجات دہندہ قرار پاتا اور مصر کے لوگ یہ فخر مہلب کو دینا نہیں چاہتے، مہلب خود بھی اپنی قدر و قیمت سے واقف تھا، چنانچہ جب کبھی

اُسے آمادۂ عمل کیا جاتا۔ تو وہ سخت شرائط پیش کرتا اور ایسے امتیازات کا مطالبہ کرتا جو اس کی گراں مائیگی اور رفعت میں بدرجہا اضافہ کر دیتے۔

مہلب نے اپنا نرخ بڑھا دیا:- مورخین کا بیان ہے کہ جب عبدالملک بن مروان نے اپنے بھائی بشیر بن مروان کو حکم دیا۔ کہ جنگِ خوارج کا مرحلہ مہلب کو سونپ دیا جائے مہلب نے اپنے لئے اپنا نرخ بڑھانا شروع کر دیا۔ اس نے کہا میں بیمار ہوں، بشیر خود اس کے پاس پہنچا، مہلب نے کہا:۔

"میں سخت علیل ہوں۔ چل پھر بھی نہیں سکتا۔ دارالامارۃ تک کس طرح جاؤں گا؟"

بشیر نے کہا:۔

"دارالامارۃ خود تمہارے پاس آجائے گا، یہاں بیٹھ کر جو چاہو طلب کر لو، جن لوگوں کو چاہو اپنا ساتھی مقرر کر لو، اور خوارج سے جنگ شروع کر دو۔"

مہلب نے یہ اختیارات خصوصی حاصل کرنے کے بعد اپنا لشکر لیا۔ اور ازارقہ کی طرف بڑھا۔ انہیں جب اس کے آنے کی اطلاع ملی۔ تو وہ کھسک گئے مہلب نے اہواز تک ان کا پیچھا کیا، پھر انہیں شکست دی، اب وہ لوگ فارس میں داخل ہو گئے تو اس نے اپنے بیٹے مغیرہ کو جو شجاعت اور دلیری میں یکتا تھا۔ ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔

اسی اثنا میں امیر عراق بشیر بن مروان کا انتقال ہو گیا۔ اور حجاج عراق کا گورنر بن کر آ گیا۔ اور اس نے پوری شدت اور سختی کے ساتھ جنگ شروع کر دی۔ یہ واقعہ ۷۵ھ کا ہے۔

Marfat.com

حجاج بن یوسف میدان میں

عراق کی امارت پر جب حجاج فائز ہوئے تو جنگ خوارج نے کئی اور پلٹے کھائے وہ اپنے پیشروؤں سے کہیں زیادہ ظالم اور جابر ثابت ہوا۔ لوگ اس کے مظالم سے چیخ چیخ اُٹھے۔

حجاج کا اہل عراق سے ایک سوال:۔ ایک روز حجاج نے عراق کے سربراہ آوردہ لوگوں کو بُلایا۔ اور ان سے پوچھا۔

"مجھ سے پیشتر یہاں کے والی خطا کاروں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا کرتے تھے؟"

لوگوں نے جواب دیا:۔

"کوڑے لگاتے تھے اور قید کر دیتے تھے۔"

حجاج نے کہا:۔

لیکن میں کوڑے اور جیل کا قائل نہیں ہوں۔ خطا کاروں کے جواب میں مَیں ایک ہی چیز پیش کر سکتا ہوں۔ اور وہ ہے تلوار، اگر مسلمان مشرکین سے جہاد نہیں کریں گے تو خود مشرکین مسلمانوں سے لڑنے آجائیں گے۔ اور اگر لوگ اسی طرح

Marfat.com

قانون شکنی اور خطا کاری کا ارتکاب کرتے رہے تو دشمن سے لڑ چکے، پھر نہ مال غنیمت ہاتھ آئے گا۔ نہ دین سربلند رہے گا۔

اپنی گفتگو میں حجاج نے مشرکین کا لفظ خوارج کے لئے استعمال کیا تھا۔

حجاج کی اس گفتگو کے بعد لوگ دوڑ دوڑ کر مہلب کے لشکر میں شریک ہونے لگے پھر اس کے بعد خوارج کے درمیان بڑی ہی ہولناک اور خونریز جنگ ہوئی۔

حجاج مہلب کو اکساتا رہتا تھا:- مہلب اور خوارج کی معرکہ آرائیوں کے زمانے میں حجاج برابر قاصد بھیجتا رہتا تھا۔ اور مہلب کو قتال پر آمادہ کرتا رہتا تھا۔ تھوڑے تھوڑے وقفوں سے اس کے فرمان مہلب کے پاس پہنچتے رہتے تھے۔ ان فرامین میں اسے پُرزور اور پُرخروش انداز میں خوارج سے جنگ لڑی رکھنے پر اکسایا جاتا تھا مہلب ان قاصدوں کو مختلف مراکز پر بھیج دیا کرتا تھا۔ تاکہ وہ بچشم خود جنگی سرگرمیوں کا اندازہ لگا سکیں۔ اور حجاج کو صحیح رپورٹ دے سکیں۔ جنگ کی شدت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ بعض قاصد تابِ نظارہ نہ لا کر بھاگ کھڑے ہوتے تھے۔ اور بعض ہلاک ہو جاتے تھے۔ حجاج کو مہلب ایک ہی جواب دیتا تھا۔

"اپنے قاصدوں سے دریافت کر لو، تمہیں بتائیں گے کہ خوارج سے ہم اور ہم سے خوارج کیسے لڑ رہے ہیں۔"

یہ قاصد جب حجاج کے پاس واپس آتے تو اس سے کہتے:-

"ہم نے ایسی قوم کو دیکھا ہے جس پر خدا کے سوا کوئی غلبہ نہیں دے سکتا"

حجاج مہلب سے مطمئن نہیں تھا:- حجاج مہلب کی کارگزاریوں سے کچھ زیادہ مطمئن نہ تھا۔ ایک مرتبہ اس نے لکھا:-

Marfat.com

"مجھے معلوم ہؤا ہے تم دشمن سے مقابلہ چھوڑ کر خراج اور ٹیکس وصول کرنے میں سرگرمی دکھا رہے ہو۔ میں نے تم کو یہ ذمّہ داری سونپی ہے اور اہل عمان کے مقابلے میں ترجیح دی ہے، حالانکہ تم ازدی ہو۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ فلاں روز فلاں جگہ خوارج سے جنگ کر دو۔ اگر تم نے اس حکم کی تعمیل نہ کی۔ تو میرا نیزہ تمہارے سینے کے پار ہو گا۔"

مہلب نے یہ خط پڑھ کر اپنے بیٹوں سے مشورہ کیا، انہوں نے رائے دی کہ سخت جواب نہ دیا جائے۔ مہلب نے حسب ذیل جواب لکھا:۔

"آپ کا خط ملا۔ آپ سمجھتے ہیں کہ دشمن سے جنگ وپیکار کا سلسلہ بند کر کے میں خراج اور ٹیکس وصول کرنے میں لگا ہؤا ہوں آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جو شخص خراج نہیں وصول کر سکتا وہ دشمن سے کیا لڑے گا۔"

"آپ کا خیال ہے کہ آپ نے مجھے ولایت سونپی ہے اور اگر آپ نے ایسا کیا ہے تو کچھ سمجھ کر کیا ہے آپ کا خیال یہ بھی ہے۔ کہ ازدی ہونے کے باوجود آپ نے مجھے منتخب کیا، حالانکہ ازد کے مقابلے میں وہ قبیلہ زیادہ بدنفس ہے جس سے دوسرے قبائل نفرت کرتے ہیں آپ کا خیال ہے کہ اگر فلاں روز فلاں جگہ میں نے خوارج سے جنگ نہ شروع کی تو آپ کا نیزہ میرے سینے کے پار ہو گا، اگر آپ نے ایسا کیا تو میری ڈھال اسے روک لے گی۔"

"والسّلام!"

سمجھ میں نہیں آتا کہ حجاج نے جنگی نقطۂ نظر سے اتنی بڑی غلطی کیسے کی۔ میدانِ جنگ سے دور دراز مقام پر بیٹھ کر یہ حکم دینا کہ فلاں دن فلاں جگہ سے جنگ شروع کر دو۔ جنگی نقطۂ نظر سے نہایت بے تکی بات ہے۔ اور کوتاہی نظر کی دلیل ہے۔ حجاج جیسے شخص سے اتنی بڑی غلطی کا ارتکاب بعید از فہم ہے۔ ہو سکتا ہے اس نے یہ خط مہلب کو آمادۂ کار اور جنگ پر برانگیختہ

Marfat.com

کرنے کے لئے لکھا ہو۔

مہلب اور حجاج کی تلخ خط و کتابت:- ایک مرتبہ اور حجاج نے مہلب کو اسی قسم کا خط لکھا، اس نے جراح بن عبداللہ کو جواب دے کر اس کے پاس بھیجا جس میں اس نے لکھا تھا:-

"مجھے آپ کا خط ملا جس میں آپ نے مجھ پر الزام لگایا ہے کہ میں مقابلہ کرتے ہچکچاتا ہوں، حالانکہ آپ جانتے ہیں، میں نہ بزدل ہوں، نہ خطا کار ہوں، پھر بھی آپ نے مجھے اس طرح سرزنش کی ہے جیسے کسی بزدل کو کی جاتی ہے۔ اس طرح دھمکایا ہے جیسے کسی گنہ گار کو دھمکاتے ہیں جو کچھ پوچھنا ہے جراح سے پوچھ لیجئے۔"

حجاج نے جراح سے پوچھا:-

"تم نے مہلب کو کیسے پایا؟"

جراح نے جواب دیا۔

"خدا کی قسم اے امیر میں نے اس جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا میرا خیال ہے کہ جن حالات میں وہ مصروف عمل ہے کوئی اور ہوتا تو میدان چھوڑ جاتا میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ مسلسل تین دن تک وہ اس کے ساتھی جنگ میں مصروف رہے۔ نیزوں سے وار کرتے۔ تلوار چلاتے رہے اور جب میدان جنگ سے واپس آئے تو اتنے ہشاش بشاش جیسے انہوں نے کچھ کیا ہی نہیں۔"

حجاج نے کہا۔

"ابو عقیبہ تمہاری اس مدح میں مبالغہ شامل ہے۔"

جراح نے جواب دیا:-

"میں نے سچی بات کہی ہے۔"

Marfat.com

شبیب خارجی
تاریخِ خوارج کی ایک انمول شخصیّت

مہلب کی نئی چال:- عراق کے سالارانِ فوج کے مقابلے میں مہلب وہ تنہا شخص تھا جس نے خوارج کو اور ان کے طریقہ جنگ کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا۔ وہ انہیں تلوار کی مار سے کم اور حیلہ کی مار سے زیادہ مارنا چاہتا تھا، مہلب اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ اس جماعت کے (خوارج) پر صرف تلوار کی مدد سے غالب نہیں آسکتا، اس لئے کہ یہ لوگ غضب کے دلیر اور شجاع تھے، موت کو ذرا بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے، بلکہ اس کے اشتیاق میں سرگرداں رہتے تھے۔ وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا۔ کہ اگر واقعی انہیں ہلاک کرنا اور ختم کرنا ہے تو پھر مکر و حیلے کے بغیر کام چل ہی نہیں سکتا۔

شبیب کی شخصیّت:- اسی اثنا میں شبیب خارجی ظاہر ہوا، یہ واقعہ ۷۶ھ کا ہے۔ شبیب نے اور اس کی جماعت نے بغاوت اور خروج کی ساری تیاریاں مکمل کرلیں۔ اس کام پر آمادہ کرنے والا بنو امراء القیس کا ایک فرد صالح بن مسرح تھا۔ یہ خوارج کے فرقہ صفریہ سے تعلق رکھتا تھا، اسی سال یہ حج کو گیا، اس کے ساتھیوں میں ایک

Marfat.com

شخص الوالضحاک سبیب بن یزید بھی تھا، نیز مدید، ابطین اور بعض دوسرے سربرآوردہ خوارج عبدالملک بن مروان نے بھی اسی سال حج کیا تھا، شبیب نے اُسے قتل کر ڈالنے کا ارادہ کیا، لیکن اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔

صالح بن مسرح: صالح بن مسرح ایک درویش صفت، عزلت گزین، عبادت گزار اور زرد رو شخص تھا، حد سے زیادہ ریاضت، عبادت سے شغف رکھنے والا، اس کا قیام ارضِ موصل میں تھا، وہیں اپنے شاگردوں اور ساتھیوں کو قرآن پڑھایا کرتا تھا، عثمانؓ، علیؓ اور بعد کے ولاۃ امر سے تبرّی کا اظہار کرتا رہتا تھا، اپنے احباب و تلامذہ کو یہ دعوت دیتا تھا۔ کہ دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف چلنے کی تیاری کریں۔ اور جلد از جلد ان لوگوں سے جا ملیں۔ جنہوں نے آخرت کے عوض میں اپنی دنیا بیچ دی، اپنے مال اور جان کو خدا کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے قربان کر دیں تاکہ رضوان الٰہی سے شاد کام ہوں اور خروج و بغاوت میں بیش از بیش حصّہ لے کر منزل مقصود تک پہنچ جائیں۔

صالح بن مسرح کی ان تیاریوں کے دوران میں ایک شخص ابوالضحاک شبیب بن یزید الخارجی کا ایک خط لے کر آیا۔ جس میں اس نے اس کی خواہش کا اظہار کیا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت صالح کی جماعت مجاہدین میں شریک ہونا چاہتا ہے۔ اور یہ کہ صالح کو امیر المومنین اور شیخ المسلمین تسلیم کر کے کام باقاعدہ شروع کر دیا۔

صالح نے اس خط کا جواب حسب دل خواہ دیا۔ اور تاکید کی کہ جلد از جلد آ کر اس کے ساتھ شامل ہو جائے۔

اس اطلاع کے ملتے ہی شبیب اپنے ساتھیوں سمیت صالح بن مسرح کی خدمت میں پہنچ گیا۔ اور ان سب نے طے کیا کہ صفر ۷۶ھ میں خروج کی اسکیم عمل میں لے آئی جائے۔

شبیب سخت مزاج تھا: جب یہ جتھہ مکمل ہو گیا تو اس نے خروج کی تیاریاں مکمل کیں۔

Marfat.com

شبیب بن یزید نے دیکھا کہ جماعت کے بعض لوگ اس کے ہم رائے نہیں ہیں۔ اس نے تمام لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ صالح بن مسرح نے اسے اس کام سے روکا اور کہا۔

"ایسا نہ کرو، ہمیں چاہیئے کہ ہم انہیں اپنی رائے کی طرف دعوت دیں۔ جو ہمارا ہم رائے بن جائے۔ وہ محفوظ رہے۔ جو اختلافات کرے۔ پھر اس کا قتل جائز ہے۔"

یہ لوگ جب خروج کو نکلے تو ان کی تعداد ایک سو بیس نفر سے زیادہ نہ تھی، اور ان میں بھی زیادہ تر پیادے تھے۔ محمد بن مروان کی سواریاں استاق میں تھیں۔ انہوں نے ان پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنے پیادوں کو ان پر بٹھا دیا۔ محمد بن مروان کو جو امیر جزیرہ تھا جب یہ خبر ملی۔ تو اس نے کوئی زیادہ اہمیت نہ دی۔ اور عدی بن عمیرہ کو ایک ہزار سپاہ کے ساتھ ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ لیکن خوارج نے انہیں شکست دی۔ یہ پٹے ہوئے اور لٹے ہوئے محمد بن مروان کے پاس آئے۔ اب اسے غصہ آیا اور اس نے تین ہزار کا لشکر جس میں کئی کار آزمودہ جنگ جو بھی تھے روانہ کئے اس لشکر نے خوارج سے مقابلہ کیا اور کوئی شبہ نہیں مقابلہ بہت سخت تھا۔ محمد بن مروان کے سپہدار خالد اور حارث اور ان کے ساتھی اور جنگ کو جیتنے میں ہر طرح کی کوشش کے باوجود کامیاب نہ ہو سکے۔ زخمیوں اور مقتولوں کی تعداد بہت زیادہ تھی جب شام ہوئی۔ تو دونوں لشکر اپنے پڑاؤ پر واپس آ گئے۔

خوارج نے باہمی مشورت کے بعد فیصلہ کیا کہ راتوں رات کھسک جائیں چنانچہ ارض جزیرہ کو قطع کرتے ہوئے ارض موصل میں پہنچ گئے۔ حجاج کو معلوم ہوا تو حارث بن عمیرہ کو تین ہزار کا لشکر دے کر کوفہ سے مقابلے کے لئے بھیجا ارض موصل کے حدود پر جنگ شروع ہوئی، اس جنگ میں صالح قتل ہو گیا۔ شبیب نے صالح کے قتل کے بعد اپنے لشکر کو حکم دیا کہ ہر شخص اپنے ساتھی کی

پیٹھ سے پیٹھ ملا کر دشمن کا مقابلہ کرتا ہوا پاس کے قلعے میں داخل ہو جائے۔ یہ ترکیب کامیاب ہوئی اور خوارج داخل قلعہ ہو گئے، حارث نے قلعہ کو گھیرے میں لے لیا،

شبیب امام خوارج بن گیا:۔ شبیب نے لوگوں سے کہا صالح قتل ہو گیا۔ اب وہ جس کے ہاتھ پر چاہیں بیعت کر لیں۔ نیا امام پہلا کام یہ کرے گا کہ دشمن کے لشکر پر شب خوں مارے گا۔ شبیب کے ہاتھ پر بیعت کر لی گئی، اس کام سے فارغ ہونے کے بعد اپنے ساتھیوں کو لے کر وہ باہر نکلا اور دشمن نے لشکر پر شب خوں مارا۔ حارث اس نئی آفت سے بالکل بے خبر تھا۔ اس کے لشکر والے بھی اطمینان سے اپنے خیموں میں دبکے ہوئے تھے۔ شبیب اور اس کے ساتھیوں نے شمشیر زنی شروع کر دی، حارث لڑا لیکن گھائل ہو کر گر پڑا، اس کے ساتھی اُسے اٹھا کر لے گئے۔ شب خوں کے نتیجے میں حارث کے لشکر کو شکست ہوئی اور یہ لوگ مدائن کی طرف پسپا ہو یہ پہلا لشکر تھا جسے شبیب نے شکست دی، پھر وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر موصل پہنچا، اور وہاں سے آذربائیجان چلا گیا۔

حجاج کی برہمی اپنے فوجی افسر پر:۔ حجاج کے حکم کے مطابق سورۃ بن ابجر تمیمی شبیب کو روکنے کے لئے بڑھا، دوسری طرف سے سفیان بن ابی العالیہ بھی بڑھا، سورہ نے سفیان کو پیغام بھیجا کہ جب تک وہ نہ آئے وہ وہیں رہے۔ لیکن سفیان نے جلدی کی اور شبیب کی تلاش میں کوچ کر دیا۔ خانقین کے مقام پر مڈبھیڑ ہو گئی، شبیب نے اپنے بھائی کو اس کی خبر لینے کے لئے چھپا دیا۔ اور خود اس طرح پیچھے ہٹا گویا شکست کھا کر بھاگ رہا ہے۔ سفیان نے اس کا تعاقب کیا، عدی بن عمرہ شعبانی نے اُسے متنبہ کیا کہ کمین گاہ سے ہوشیار رہے۔ لیکن اس نے کوئی پرواہ نہ کی یہاں تک کہ وہ کمین گاہ کے قریب جہاں شبیب کا بھائی چھپا ہوا تھا۔ پہنچ گیا

اب شبیب پلٹا اور اس نے زبردست حملہ کیا، اس جنگ میں زخمی ہو کر سفیان گر پڑا۔ قریب تھا کہ قتل ہو جاتا کہ اس کے ایک غلام نے بڑی مشکل سے اسے ایک گھوڑے پر ڈالا۔ اور اس کی مدافعت کرنے لگا۔ سفیان تو بچ کر نکل گیا، لیکن غلام قتل ہو گیا۔

سورہ نے خوارج سے جنگ کرنے کی کوشش کی، لیکن ہار گیا، اور اپنے ساتھیوں کو لے کر مدائن پہنچا، خوارج پیچھے پیچھے تھے، اہل مدائن نے تیروں اور پتھروں سے خوارج پر حملہ کیا، شبیب اپنے ساتھیوں کو لے کر تکریب کی طرف بڑھ گیا، حجاج کو جب یہ معلوم ہوا تو بھڑک اُٹھا، اس نے کہا:۔

"خدا سورہ کو غارت کرے۔ اس نے سارا لشکر تباہ کیا اور ساری چھاؤنی برباد کردی۔"

حجاج کی بے قراریاں:۔ حجاج نے عثمان بن سعید کو جو بہادری میں یکتا مانا جاتا تھا۔ طلب کیا اور چار ہزار کا لشکر دے کر خوارج کے مقابلے میں بھیجا، یہ لشکر لے کر جنرل، لیعنی عثمان بن سعید روانہ ہوا، شبیب اسے جھنکائی دے کر ایک قریہ سے دوسرے قریہ میں ایک شہر سے دوسرے شہر میں نمودار ہوتا رہا۔ اس کے بعد اس نے جنرل کے لشکر پر بھی شب خون مارا، لیکن ان لوگوں کو چوکنا پا کر واپس ہوا، اور جرجرایا کی طرف بڑھ گیا۔

حجاج نے جنرل کو خوارج سے مقاتلہ کرنے پر اور زیادہ اُکسایا اور سعید ابن المجاہد کو جنرل کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ اور تاکید کی کہ جس طرح درندہ حملہ کرتا ہے اس طرح خوارج پر ٹوٹ پڑیں۔ سعید جب جنرل کے پاس پہنچا تو اس نے فیصلہ کیا کہ خوارج سے مقابلہ شروع کر دینا چاہیئے، جنرل نے سمجھایا کہ یہ حرکت تدبیر جنگ کے منافی ہے۔ لیکن سعید نے پرواہ نہ کی۔ وہ خوارج کے مقابلے پر نکلا، شکست کھائی اور قتل ہوا۔ اس کے ساتھی بھاگ کر جنرل کے پاس پہنچے۔

خوارج سے گھمسان کی لڑائیاں:- جنرل نے سعید کے باقی لوگوں اور اپنے ساتھیوں کو لے کر خوارج سے مقابلہ شروع کیا، بڑے گھمسان کے رن پڑے۔ جنرل نے جنگ کے شدائد کا ہمّت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ جنگ کرتا ہوُا زخمی ہوُا۔ اسی حالت میں مدائن لے جایا گیا۔ اس کے لشکر نے شکست کھائی اور ناکام و نامراد کوفہ واپس آیا۔ جنرل نے حجاج کو ساری کہانی لکھ کر بھیجی۔ سعید کی جلد بازی اس کے قتل کی داستان!

حجاج نے جنرل کا خط پڑھ کر اس کی تحسین کی۔ اور سعید کے قتل پر افسوس کا اظہار کیا پھر ایک خاص طبیب زخموں کے علاج کے لئے اس کے پاس بھیجا۔ اور دو ہزار درہم بھی تاکہ اپنی ضروریات پر خرچ کرے۔

شبیب مدائن میں:- شبیب نے اب مدائن کا رخ کیا مگر دیکھا کہ اہل شہر قلعہ بند ہیں اور وہاں پہنچنے کی کوئی صورت نہیں۔ اب وہ کرخ پہنچ گیا۔ جو بغداد کا ایک حصہ تھا۔ حجاج نے سوید بن عبدالرحمٰن سعدی کو اس کے تعاقب میں روانہ کیا، شبیب مختلف مقامات پر ہوتا ہوُا انبار پھر آذربائیجان پہنچ گیا۔

حجاج نے کوفہ کی عمارت عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کے حوالے کی اور خود بصرہ چلا گیا۔ عروہ کو جب یہ خبر ملی۔ کہ خوارج کوفہ پر حملے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ تو اس نے حجاج کو اطلاع دی، یہ خبر سُنتے ہی وہ کوفہ کی طرف لپکا۔ لیکن رات کو شبیب کوفہ میں داخل ہو گیا اور قصرِ امارت پر اپنے تبر کی ایک ضرب لگائی۔

شبیب کوفہ میں:- کوفہ میں داخل ہونے کے بعد خوارج مسجد اعظم میں داخل ہوئے، جو لوگ یہاں نماز پڑھ رہے تھے۔ انہیں قتل کر دیا۔ حجاج نے فوراً لام بندی کا حکم دیا۔ شبیب نے ذرا بھی وقت ضائع کئے بغیر قادسیہ کی طرف کوچ کر دیا۔

Marfat.com

حجاج نے ایک نیا لشکر دے کر زحر بن قیس کو شبیب کے تعاقب میں روانہ کر دیا اور تاکید کر دی کہ اس کا جو آدمی بھی ملے اُسے قتل کر دیا جائے حیرہ کے قریب ایک مقام پر دونوں لشکروں کی مڈبھیڑ ہوئی، اس جنگ میں زحر زخمی ہوا۔ اور اس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی۔ پھر خوارج فوراً ہی امراء فوج و شہر پر ٹوٹ پڑے، جو کوفہ سے چند فرسخ کے فاصلے پر موجود تھے یہاں پر بڑی زور دار جنگ ہوئی، کئی امراء قتل اور بہت سے زخمی ہوئے۔ شبیب نے باقی ماندہ لوگوں کو زیر شمشیر لانے سے پہلے دعوت دی کہ اس کے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔ جس کی تعمیل کی گئی۔ رات میں بیعت ہوئی اور صبح ہوتے ہی یہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور متفرق ہو گئے۔

حجاج شبیب کی کامیابیوں سے سراسیمہ ہوگیا:

حجاج کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو گھبرا گیا اس نے سوچا کہ اب شبیب مدائن پر حملہ کرے گا جو کوفہ کا دروازہ ہے، جو مدائن فتح کرے کوفہ کا فتح کرنا اس کے لئے کچھ بھی دشوار نہیں۔ اس نے عثمان بن قطن کو مدائن کا گورنر بنایا، تاکہ وہ خوارج کو روکے، اور لشکر کے نام فرمان جاری کیا جو جو بھاگے گا اسے دشمن سے بھی زیادہ عبرت انگیز سزا دی جائے گی۔ عثمان نے پہلے تو شبیب کے مقابلے پر عبدالرحمٰن کو بھیجا۔ لیکن شبیب اسے چکر دیتا رہا۔ آخر حجاج نے عثمان کو سردار لشکر بنا دیا۔ اور مدائن کی گورنری مطرف بن مغیرہ بن شعبہ کو سونپ دی، عثمان اپنا لشکر لے کر فوراً ہی خوارج کے مقابلے پر روانہ ہوا، لیکن فضا ناموافق تھی، آندھی کی شدت نے ایک شب و روز حبس کرنے کا موقع دیا۔ پھر اس کے بعد شبیب کے لشکر میں مقابلہ ہوا اس کے ساتھ ایک سو اسّی آدمی تھے۔ اس نے ان آدمیوں سے عثمان کے لشکر کو شکست دی اور قتل عام شروع کر دیا۔ پھر تلوار سے ہاتھ روک لیا، اور لوگوں

Marfat.com

کو اپنے ہاتھ پر بیعت کی دعوت دی، اکثر نے بیعت کرلی۔ عثمان کے لشکر میں سے عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعت بچ بچاکر کوفہ پہنچے۔ لیکن سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ جب تک اس نے امان نہ دے دی۔ چھپے رہے۔ یہ واقعہ ۷۷ھ کا ہے۔

شبیب کی دھاک بیٹھ گئی:۔ شبیب نے عثمان بن قطن کو قتل کر دیا اس واقعے نے اس کی دھاک بٹھا دی لوگ بڑی مقدار میں اس کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ وہ لوگ تھے، جو طالب دُنیا تھے، یا وہ جو حجاج کے مظالم سے تنگ آکر شبیب سے مل گئے تھے، یہ شدید گرمی کا موقع تھا، جب گرمی کم ہوئی۔ تو شبیب مدائن کی طرف بڑھا دہقان بابل نے حجاج کو اس کی اطلاع دی۔ حجاج نے اہل کوفہ سے اپیل کی کہ اپنے بلاد اور مال ومنال کی حفاظت کے لئے تیار ہوجائیں۔ ورنہ وہ اہل شام کو یہاں بلا کر دے گا۔ لوگوں نے اس اپیل پر لبیک کہا اور اقدام میں قتال پر آمادگی ظاہر کی۔

حجاج کی طرف سے سپاہِ شام کی طلبی:۔ حجاج نے عبدالملک بن مروان کو خط لکھا کہ شبیب مدائن کو سر کرچکا ہے اور اب کوفہ کی طرف بڑھ رہا ہے، یہاں کے لوگ کئی موقعوں پر اس سے مقاتلہ کرنے میں عاجز آچکے ہیں۔ اور اب اس کی طرف مائل ہوچکے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ شامی فوج جلد از جلد یہاں بھیجی جائے

عبدالملک بن مروان نے چار ہزار کا لشکر دے کر سفیان بن ابرد کو اور دو ہزار کا لشکر دے کر حبیب ابن عبدالرحمٰن کو بھیجا، شامی فوجیں جلد کوفہ پہنچ گئیں، انہوں نے وہ مختصر راستہ اختیار کیا تھا۔ جس کی حجاج نے نشان دہی کردی تھی۔ پھر حجاج نے عتاب بن ورقاء کو طلب کیا اور اسے کوفی لشکر کا امیر بنا دیا۔ لیکن اس سے بھی کچھ نہ ہوسکا۔ بُری طرح خوارج کے ہاتھوں اس نے

شکست کھائی۔

عتاب قلب لشکر میں زہرہ بن حویہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ شبیب فتح کرتا ہوا آگے بڑھا۔

عتاب نے زہرہ سے کہا۔ "آج کے دن گو ہمارے لوگوں کی تعداد اور زیادہ ہے۔ لیکن اطمینان کم۔"

زہرہ نے کہا۔ "مبارک ہو، مجھے اُمید ہے اللہ تعالےٰ نے ہمارے لئے شہادت کے دروازے کھول دیئے ہیں۔"

جب شبیب قریب آیا تو جنگ اور زیادہ تیز ہو گئی، عتاب اور زہرہ نے مقابلہ کیا لیکن دونوں قتل ہو گئے، شبیب نے حسب معمول اہل عسکر کو بیعت کی دعوت دی جو قبول کر لی گئی، لیکن راتوں رات یہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔

حجاج کے غلام کا شبیب کے ہاتھوں قتل: اب شبیب کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا، اس موقع پر سفیان بن ابرو شامی فوج لے کر پہنچ چکا تھا، حجاج اب اہلِ کوفہ سے بے نیاز ہو چکا تھا۔

اس نے کہا:

"اے اہلِ کوفہ! تم میں سے جو سربلندی چاہتا ہے، خدا اُسے سربلندی نہیں دیتا۔"

شبیب ایک مقام حمام اعین تک پہنچ گیا۔ حجاج نے حارث بن معاویہ ثقفی کو بلایا اور ایک ہزار آدمی دے کر اُسے شبیب کے مقابلے میں بھیجا۔ خوارج نے مقابلہ کیا اور اس لشکر کو شکست دی، حارث کو قتل کر دیا اور کوفہ کی طرف بڑھے، سبخہ کے مقام پر پڑاؤ کیا، یہاں ایک مسجد بنائی، حجاج نے اہل کوفہ کی ایک کے بعد دوسری جماعت شبیب کی طرف روانہ کی، ہر جماعت میں

Marfat.com

اس کا ایک غلمان ضرور ہوتا تھا، لباس فاخرہ میں ملبوس اور اسپ خوش خرام پر سوار شبیب نے غلمان کو دیکھا تو سمجھا یہ حجاج ہے، اُسے قتل کر دیا، اور پکارا:-

"اے اہلِ کوفہ! اگر یہ حجاج تھا تو میں نے تمہیں اس سے نجات دی۔"

حجاج میدانِ جنگ میں:- حجاج نے یہ منظر دیکھا تو خود اس کی طرف بڑھا وہ ایک خچر پر سوار تھا، شبیب اس کی طرف لڑتا ہوا بڑھا۔ حجاج نے ایک کرسی طلب کی اور اس پر بیٹھ گیا اور اہل شام کو قتال کی ترغیب دینے لگا۔ ان لوگوں نے نیزے تان لئے اور دشمن کی طرف بڑھے، ساتھ ہی ساتھ حجاج بن اپنی کرسی بڑھاتا جاتا تھا۔ بڑے زور کی لڑائی ہوئی۔ اہل شام اصحابِ شبیب کا مقابلہ کرتے ہوئے تو تعمیر مسجد تک پہنچ گئے حجاج نے کہا۔

"اے اہل شام! اے اہل سمع وطاعت، خدا کی قسم یہ پہلی فتح ہے، اس ذاتِ بے ہمتا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں حجاج کی جان ہے۔"

غزالہ لڑتی ہوئی ماری گئی:- خالد بن ورقاء نے شبیب پر زبردست حملہ کیا، اور مصادر کو جو شبیب کا بھائی تھا قتل کر دیا، اس کی بیوی غزالہ لڑتی ہوئی ماری گئی، شبیب کو شکست ہوئی، حجاج نے خالد بن عتاب کو اس کے تعاقب کا حکم دیا، وہ اس کے پیچھے ہو لیا، خوارج جسر مدائن سے گزر کر ایک دیر میں داخل ہو گئے، خالد نے محاصرہ کر لیا، وہ نکلے اور اس پر حملہ آور ہوئے اور اُسے اور اس کے ساتھیوں کو شکست دی۔ پھر گھوڑوں سمیت دجلہ میں کود گئے۔ خالد نے بھی اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا، شبیب نے یہ منظر دیکھا تو کہا:-

"یہ سوار بڑا بہادر معلوم ہوتا ہے، خدا اس سوار اور اس گھوڑے سے سمجھے۔"

اسے بتایا گیا کہ یہ خالد بن عتاب ہے۔

شبیب نے کہا:-

"خدا کی قسم اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں اس کا پیچھا نہ چھوڑتا خواہ یہ جہنم ہی میں کیوں نہ جا رہا تھا۔"

خوارج سے لشکر مخالف ڈرتا تھا:- اس کے بعد حجاج نے حبیب بن عبدالرحمٰن کو شبیب کے تعاقب میں روانہ کیا اور اس کے ساتھ تین ہزار شامی فوج روانہ کر دی، اور تاکید کی کہ جہاں کہیں بھی وہ مل جائے چھوڑنا مت۔ حبیب اس کے تعاقب میں روانہ ہوا یہاں تک کہ انبار پہنچا جنگ شروع ہوئی، خوارج کی تعداد تیس سے زیادہ نہ تھی، لیکن وہ اتنی بہادری سے لڑے کہ حبیب کے ایک ساتھی نے کہا:-

"اگر یہ تعداد میں سو نفر بھی ہوتے تو خدا کی قسم ہمیں ہلاک کر دیتے۔"

شبیب کی غرقابی:- شبیب نے بھڑتا اپنے ساتھیوں سمیت مایوسی کے عالم میں نکل گیا، اہواز پہنچا، پھر فارس، پھر کرمان حجاج نے سفیان بن ابرو کو اب اس کے تعاقب میں روانہ کیا۔ اور چار ہزار کا لشکر دے کر زیاد بن عمرو کو بھی اس کے ساتھ کر دیا، ان لوگوں نے شبیب اور اس کے ساتھیوں کو گھیر لیا، ایک مرتبہ پھر شدید جنگ شروع ہوئی، جب رات ہوئی تو شبیب نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ نہر عبور کر لیں، اپنے ساتھیوں کو آگے رکھا، خود ان کے پیچھے رہا۔ اس کا گھوڑا آگے والے گھوڑے سے ٹکرایا اور وہ پانی میں گر پڑا۔ شبیب بھی پانی میں غوطے کھانے لگا تھا۔ لوہے کی زرہ اور مغفر اور دوسرے جنگی اسلحہ نے تیرنا اس کے لئے ناممکن بنا دیا، وہ ڈبکیاں کھانے لگا۔ ایک ساتھی نے آواز دی۔

Marfat.com

"امیر المومنین کیا آپ ڈوب رہے ہیں؟"

شبیب نے جواب دیا:-

"خدائے عزیز و علیم کی تقدیر یہی ہے۔" پھر وہ ڈوب گیا۔

شبیب کی لاش کے ساتھ بدسلوکی:- جب صبح ہوئی اور سفیان کو معلوم ہوا۔ کہ شبیب غرق ہو گیا اور اس کے ساتھی اِدھر اُدھر نکل گئے۔ تو اس نے نہر سے شبیب کی لاش نکالی، پیٹ چاک کیا اور دل نکالا۔ وہ اتنا سخت تھا جیسے چٹان پھر انہوں نے اس کے سینے میں گیند کی طرح ایک اور دل دیکھا، اسے چاک کیا تو اس میں جمے ہوئے خون کا لوتھڑا نظر آیا۔

یہ واقعہ ۷۷ھ کا ہے۔

شبیب کی بہادریاں:- شبیب کی ماں کا نام جہیزہ تھا، یہ رومی عورت تھی جو باندی بن کر شام آئی تھی شبیب کے باپ یزید بن نعیم نے اسے دیکھا اور فریفتہ ہو گیا۔ تھی بھی بڑی خوبصورت اُسے خرید لیا اور اس سے شادی کر لی۔ یہ اپنے شوہر پر جان دیتی تھی۔ کچھ عرصے بعد اس نے اسلام بھی قبول کر لیا۔ شبیب جب پیدا ہوا۔ تو یہ مسلمان ہو چکی تھی، اس کی ولادت یوم النہر کو ۲۵ھ میں ہوئی۔ شبیب جب اس کے شکم میں تھا تو اس نے خواب دیکھا کہ اس سے ایک تارا نکلا جو زمین اور آسمان کے درمیان چمک رہا ہے۔ اس کے بعد وہ پانی میں گر پڑا اور غائب ہو گیا۔ اس کی تعبیر یہ دی گئی کہ اس کا بیٹا عظمت و رفعت کی منزلیں تیزی سے طے کرے گا۔ یوم النہر پر اس کی ولادت یہ بتاتی تھی۔ کہ اس کے ہاتھوں خونریزی بھی بہت ہو گی۔ اور اس کی موت ڈوبنے سے ہو گی۔

جہیزہ کو جب شبیب کے قتل کی اطلاع دی گئی۔ تو اس نے اسے سچ ماننے سے انکار کر دیا۔ جب یہ کہا گیا۔ کہ وہ ڈوب گیا ہے تو اس نے

Marfat.com

مان لیا۔

عبرت انگیز حوادث:- پڑھنے والے ان واقعات سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ تھوڑی تعداد رکھنے والی ایک جماعت بڑے سے بڑے لشکر اور بڑی سے بڑی حکومت کا کس بہادری سے مقابلہ کر سکتی ہے۔ اس داستان میں جو بیان کی گئی شجاعت و دلیری کے حیرت انگیز واقعات ملتے ہیں ساتھ ہی ساتھ باہمی جنگ اور فتنہ و فساد کے حیرت انگیز حوادث بھی جنہوں نے اُمتِ عربیہ کی قوت پارہ پارہ کر دی، اور اس کے پیشِ نظر جو نصب العین تھا۔ اس کی تکمیل میں حارج ہوئے۔

Marfat.com

مکر و حیلہ سے خوارج کو شکست دینے کی تدبیریں

مہلب کا فیصلہ: خوارج کی جرأت و دلیری اور شجاعت و بسالت سے تنگ آکر مہلب نے سوچا کہ میدانِ جنگ میں انہیں برباد نہیں کیا جا سکتا، جب تک مکر و حیلہ سے کام لے کر ان کی قوت نہیں کمزور کی جائے گی۔ یہ ایک مستقل خطرہ بنے رہیں گے۔ چنانچہ اب اس کی ساری سرگرمیاں اسی طرف مبذول ہو گئیں۔

خوارج میں اختلاف باہمی: خوارج کے مابین اختلاف پیدا ہوا یہ ۷۷ھ کا واقعہ ہے۔ اصحاب قطری نے اپنے سردار قطری سے بعض معاملات و مسائل میں اختلاف کیا، اور اس سے الگ ہو گئے۔ الگ ہونے والوں میں عبد ربہ الکبیر بھی تھا۔ جو بجائے خود ایک سربرآوردہ شخصیت کا مالک تھا۔ اس اختلاف کے بعد کچھ لوگ قطری کے ساتھ رہے۔ کچھ عبد ربہ الکبیر کے ساتھ شامل ہو گئے۔

جھڑپوں کا سلسلہ جاری رہا: اس کا سبب یہ تھا کہ مہلب شاجور میں مقیم تھا۔ اور قطری

Marfat.com

سے برسرِ جنگ تھا۔ یہ جنگ ایک سال تک جاری رہی۔ پھر ایک روز بڑا شدید معرکہ پڑا۔ اس وقت صورت یہ تھی کہ کرمان خوارج کے قبضے میں تھا۔ اور فارس مہلب کے زیرِ نگین، اس طرح خوارج اس مرکز سے دُور ہو گئے جہاں سے رسد اور ہر طرح کا ساز و سامان حاصل کر سکتے۔ اپنی قوت بحال رکھ سکتے تھے۔ فارس سے اب انہیں کسی طرح کی سہولت حاصل نہیں ہو رہی تھی۔ آخر مجبور ہو کر انہوں نے کرمان کو اپنا مرکز بنا لیا۔ مہلب کو یہ اچھا موقع مل گیا۔ اس نے سال بھر تک انہیں الجھائے رکھا اور جھڑپیں جاری رکھیں۔ لیکن اسی اثناء میں حجاج نے فارس میں اپنے عمال بھیج دیئے۔ عبدالملک کو جب یہ خبر ملی تو اس نے حجاج کو حکم دیا کہ خراج فارس تمام تر مہلب کے لئے چھوڑ دے۔ اور آس پاس کے تمام مقامات بھی اس کے قبضے میں رہنے دے۔ تاکہ وہ دشمن سے اچھی طرح نمٹ سکے۔ اس طرح مہلب کو نئی طاقت حاصل ہو گئی۔

مہلب اور اس کے بیٹوں کی جنگ: حجاج نے براء بن قبیعہ مہلب کے پاس بھیجا کہ اسے خوارج سے قتال پر اکسائے، مہلب نے فوراً اپنی فوج کو حرکت دی اور اپنے بیٹوں کو ساتھ لے کر میدان جنگ میں پہنچ گیا۔ براء ایک ٹیلے پر کھڑا ہو کر جنگی کاروائیاں دیکھنے لگا۔ بڑی خونریزی اور گھمسان کی لڑائی دونوں فریقوں کے مابین ہوئی۔ صبح سے لے کر دوپہر تک جنگ جاری رہی۔ اس کے بعد دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے سے ہٹ گئے، براء نے مہلب سے کہا:۔

> "خدا کی قسم میں نے آپ کے بیٹوں سے زیادہ بہادر جنگ آزما کسی کو نہیں دیکھا، اور نہ آپ کے سواروں سے زیادہ تیغ آزما اور یکتا سوار مجھے کسی عرب لشکر میں نظر آئے۔ اور نہ ان لوگوں سے زیادہ ثابت قدم، دلیر اور موت سے بے خوف

Marfat.com

لوگ میری نظروں سے کہیں گزرے جن سے آپ جنگ کررہے تھے۔ پھر بھی اگر فتح نہ حاصل ہو سکی۔ تو خدا کی قسم آپ معذور ہیں۔"

شام کو پھر جب مہلب اپنے بیٹوں اور فوج کو لے کر خوارج پر ٹوٹ پڑے اس مرتبہ پہلے سے زیادہ خونریز اور لرزہ خیز لڑائی ہوئی، رات کو پھر دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے سے ہٹ گئے۔

مہلب نے براء سے پوچھا:۔

"کہیئے آپ نے کیا دیکھا اس وقت کی لڑائی میں ؟"

براء نے جواب دیا:۔

"میں نے ایسے لوگ دیکھے جن پر خدا ہی غلبہ دے۔ تو کوئی غلبہ پا سکتا ہے۔"

مہلب نے براء کو حجاج کے پاس واپس بھیج دیا۔ اور اسے ہدایت کی کہ آنکھوں دیکھا حال جا کر اُسے بتا دے۔

مہلب نے کس طرح خوارج کو آپس میں لڑایا؟

ایک عرصے تک مہلب نے اسی طرح خوارج سے جنگ جاری رکھی۔ لیکن کوئی خاص کامیابی نہ ہو سکی۔

لیکن پھر ایک عجیب اور دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ خوارج کے پاس ایک آہن گر تھا۔ جس کا نام ابزی تھا، یہ زہر میں بجھے ہوئے تیر تیار کرتا تھا۔ اور یہی تیر قطری کے لوگ مہلب کے لشکر پر پھینکا کرتے تھے، آخر لوگوں نے مہلب سے شکایت کی۔ اور کہا کہ اس مصیبت کا کچھ علاج ہونا چاہیئے۔

مہلب نے کہا:۔

Marfat.com

"فکر نہ کرو، اس کا علاج میں کر لوں گا۔ بہت اچھی طرح۔"

پھر مہلب نے اپنے ایک آدمی سے کہا کہ ذرا ابزی کے نام ایک خط تو لکھو اس نے مہلب کی طرف سے ابزی کو لکھا :۔

"زہر میں بجھے ہوئے تیر جو تم نے ہمارے لئے تیار کئے ہیں، وہ مل گئے، اس صلے میں ایک ہزار درہم روانہ کئے جاتے ہیں، انہیں قبول کرو۔"

پھر مہلب نے اپنے آدمی سے کہا۔

"یہ خط اور یہ درہم لے کر جاؤ، اور قطری کے لشکر میں پھینک آؤ۔ لیکن خبردار اپنی جان کا خیال رکھنا۔"

اس حکم کی تعمیل کی گئی، قطری کو خبر ملی تو اس نے ابزی کو بلا کر پوچھا:۔

"یہ کیسی غداری تم کر رہے ہو۔"

"ابزی نے انکار کیا کہ یہ سراسر تہمت ہے۔"

قطری نے اس کا ایک عذر نہ سُنا اور فوراً قتل کر دیا۔

اس طرح مہلب نے اپنی چالاکی سے مسموم تیروں سے پناہ حاصل کر لی۔ اور تیر بنانے والا شخص خود اپنے آدمیوں کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اُتر گیا۔

مہلب کی ایک اور سازش :۔ اسی طرح ایک اور واقعہ بھی ہوا۔ قطری کے ایک عامل نے کرمان کے ناحیہ میں ایک خارجی شخص کو جو بڑا معزز سمجھا جاتا تھا۔ کسی بات پر برہم ہو کر قتل کر دیا۔

لوگ قطری کے پاس آئے اور اس سے مطالبہ کیا کہ :۔

"یہ عامل ہمارے حوالے کر دیا جائے۔ تاکہ ہم اسے سزا دیں۔ اور قتل کر دیں۔"

Marfat.com

لیکن قطری نے یہ بات نہیں مانی اور عامل کو خود سزا دینے یا سزا دینے کے لیئے ان آدمیوں کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔

قطری سے لوگ ٹوٹنے لگے:۔ قطری کو ان حرکتوں نے یعنی قاتل عامل کو حوالے نہ کرنے اور بے گناہ ابزی کو قتل کر دینے کے باعث اس کے ساتھی بددل ہو گئے، ایک آدمی سے قطری نے اپنی صفائی دیتے ہوئے کہا:۔

"مفادِ عام کی خاطر کسی شخص کو قتل کر دینا جائز ہے۔ اور یہ بات امام کی صوابدید پر منحصر ہے کہ وہ کون سا کام مناسب اور کون سا کام غیر مناسب سمجھتا ہے۔ رعیّت کو اس پر اعتراض کرنے کا حق نہیں۔"

اس بات پر عبد ربہ نے بہت زیادہ اختلاف اور برہمی کا اظہار کیا

مہلب کو جب ان واقعات کا علم ہوا تو اس نے ایک اور آدمی قطری کے پاس بھیجا اور اسے ہدایت کی:۔

جیسے ہی قطری کے پاس پہنچنا، سجدے میں گر پڑنا۔ اور جب وہ منع کرے تو اس سے کہنا:۔

"میں آپ کو سجدہ کروں گا۔"

اس آدمی نے ایسا ہی کیا، قطری کے سامنے گیا۔ اور سجدہ میں گر پڑا۔

قطری نے کہا:۔

"سجدہ صرف خدا کو زیبا ہے۔"

اس آدمی نے جواب دیا۔

"میں تو آپ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کر سکتا۔"

خوارج میں سے ایک شخص بول اُٹھا۔

"خدا کو چھوڑ کر یہ آپ کو سجدہ کر رہا ہے۔"

Marfat.com

اتنے میں ایک اور شخص اُٹھا اور اُس نے اس کو قتل کر دیا۔

اس حرکت پر قطری بہت برہم ہوُا۔ اور ایک نیا اختلاف خوارج کی جماعت میں پیدا ہو گیا۔

خوارج کی دو جماعتوں میں جنگ:۔ اس کے بعد مہلب نے ایک آدمی خوارج کے پاس بھیجا۔ کہ وہ ان سے سوال کرے۔ کہ ہم دو آدمی ہجرت کرتے ہوئے آ رہے تھے۔ ایک راستے میں مر گیا، دوسرا اپنی منزلِ مقصود پر پہنچ گیا، پھر اس کا امتحان لیا گیا۔ اور یہ پایا گیا وہ مومن نہیں ہے۔ ان دونوں کے بارے میں کیا رائے ہے؟"

خوارج میں سے بعض نے کہا۔

"جو شخص مر گیا وہ مومن تھا اور اہلِ جنّت، لیکن دوسرا شخص کافر ہے۔"

چند دوسرے خوارج نے کہا:۔

"دونوں کافر ہیں۔"

اس بات پر شدید اختلاف پیدا ہوُا اور آخر یہ لوگ قطری کے خلاف بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ اسے معزول کر دیا[1]۔

اس کے بعد ان لوگوں نے عبد ربّہ کو اپنا سردار بنا لیا اور قطری کے ساتھ ایک چھوٹی سی جماعت رہ گئی۔ اور ان دونوں میں مقاتلہ شروع ہو گیا۔

مہلب اور حجاج کا نظریاتی اختلاف:۔ مہلب نے حجاج کو خوارج کے باہمی قتال کی اطلاع دی۔ حجاج نے لکھا:۔

"اس اختلاف سے فائدہ اٹھا کر ان پر حملہ کر دو۔"

لیکن مہلب نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا۔ اس نے جواب دیا:۔

---

[1] :۔ الکامل للمبرد۔

مناسب یہ ہے کہ فی الحال خوارج کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ تاکہ یہ ایک دوسرے کا گلا کاٹتے رہیں، اس طرح یا تو یہ ہلاک ہو جائیں گے۔ یا حد سے زیادہ کمزور ہو جائیں گے۔ لہٰذا ان پر حملہ کرنا کسی طرح بھی قرینِ دانش نہیں ہے۔"

سخت ترین جنگ:۔ کافی عرصے تک ان لوگوں میں باہمی جنگ ہوتی رہی پھر قطری اپنے ساتھیوں کو لے کر کوچ کر گیا۔ صالح بن مخرق نے جو روسا خوارج میں شمار ہوتا تھا۔ اپنے لوگوں سے کہا:۔

"تمہارا کام دشمن کی سرکوبی تھا۔ اسی کا تم نے عہد کیا تھا۔ لیکن اب خود آپس میں لڑ رہے ہو۔ اٹھو اور دشمن سے لڑو۔"

پھر اس نے اصحاب مہلب کو آواز دی:۔

"اے وہ لوگو جن کا خون حلال ہے بہت دیر آرام کر چکے اب میدان میں آؤ۔"

لڑائی شروع ہو گئی، سخت ترین جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں مغیرہ بن مہلب قسمت ہی سے بچ گئے۔ عبیدہ بن بلال نے تو چور تنگ کر دیا تھا۔ اور گھوڑے سے اٹھا کر نیچے پٹخ دیا، لیکن قبیلۂ ازد کے کچھ نوجوانوں نے اسے بچا لیا، ایک آدمی نے اس سے کہا:۔

"پہلے ہم اس پر متعجب تھے، کہ دشمن نے کس طرح تمہیں اٹھا کر پٹخ دیا، اب اس پر تعجب ہے کہ تم بچ کیسے گئے؟"

رقاد ـــ ایک عرب سورما:۔ حجاج نے مہلب کے پاس دو آدمی بھیجے ان دونوں نے حجاج کی طرف سے اسے تاکید کی کہ خوارج سے فوراً جنگ شروع کر دے۔

مہلب نے اپنے بیٹے یزید سے کہا۔

"خوارج کو میدان میں لاؤ۔"

Marfat.com

فوراً جنگ کی آگ بھڑکنے لگی۔ ایک خارجی نے مہلب کے ایک لشکری پر حملہ کیا، اور ایسا نیزہ مارا۔ کہ اسکی ران زمین میں دھنس گئی، مہلب نے حجاج کے آدمیوں سے کہا۔

"ان لوگوں سے ہم کس طرح جنگ کر سکتے ہیں، جن کی نیزہ بازی کا یہ عالم ہے۔"

اتنے میں مہلب کے لشکر کا ایک بہادر رقاد آیا۔ جس پر مہلب کو ناز تھا، اس کے بدن پر بیس سے زیادہ زخم تھے۔ اور یہ سب قطن کے لگائے ہوئے تھے۔

ایک خارجی عورت کی میدانِ جنگ میں بہادری

یزید بن مہلب نے خوارج کے ایک دستے پر حملہ کیا۔ ایک آدمی قیش خشنی نے خوارج کے ایک سپاہی پر حملہ کر کے اُسے پچھاڑ دیا، دونوں لڑتے ہوئے زمین پر گر پڑے، قیس چیخنے لگا، کم بختو کیا تم ہم سب کو قتل کر دوگے؟ اب جو دیکھا تو اس کا حریف مقابل کوئی مرد نہیں تھا، بلکہ ایک عورت تھی، قیس نے شرما کر گردن جھکالی۔

یزید نے اس سے کہا:۔

"تم اس عورت کو مرد سمجھ کر لڑتے رہے، اور اس سے بھی نہ لڑ سکے۔"

قیس نے جواب دیا:۔

"کیسے لڑتا! اگر وہ مجھے قتل کر دیتی تو ساری دنیا میں یہ مشہور نہ ہوتا کہ ایک عورت نے مجھے قتل کر دیا!"

Marfat.com

خوارج کا باہمی اختلاف لے ڈوبا

مہلب نے خوارج سے جنگ جاری رکھی، یہاں تک کہ ایک مرتبہ پھر وہ آپس کی پھوٹ کا شکار ہو گئے، اس کا سبب یہ تھا۔ کہ عبیدہ بن ہلال ایک آہن گر کی بیوی کے پاس اس کے گھر جایا کرتا تھا۔ اور بغیر اجازت لئے گھر میں گھس جایا کرتا تھا، لوگوں نے اس بات کی قطری سے شکایت کی، اس نے کہا:

"دین کے اعتبار سے عبیدہ کی جو حالت ہے وہ جانتے ہو
اور جہاد کے اعتبار سے اس کا جو پلّہ ہے اُسے دیکھ چکے ہو۔"

عبدربّہ الکبیر۔ نیا سردار خوارج:- عبیدہ نے اپنی صفائی دینے کی بہت کوشش کی، اور جو الزام لگایا گیا تھا۔ اس کی تردید کی، کچھ لوگوں نے اس کی تصدیق کی، کچھ نے تکذیب یہاں تک کہ پھر اختلاف اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور قطری نے محسوس کیا، کہ حالات بہت سنگین صورت اختیار کر رہے ہیں، چنانچہ مقطر العبدی کے ہاتھ پر بیعت کر لی، لیکن لوگ اسے پسند نہیں کرتے تھے، انہوں نے کہا ہمیں مقطر کی بیعت پر مجبور نہ کیا جائے، ہم اسے اپنا سردار اور امام نہیں بنائیں گے۔

لیکن قطری نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا۔ اس بات پر اتنا زیادہ اختلاف بڑھا کہ تلواریں کھینچ گئیں۔ ایک آدمی نے صالح بن مخراق پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ اس قتل نے دونوں مخالف جماعتوں میں شدید تصادم کی صورت پیدا کر دی، اور ہر فریق ایک دوسرے کی گردن کاٹنے لگا۔ قطری اپنے متبعین کے ساتھ طبرستان چلا گیا۔ باقی لوگوں نے عبد ربہ الکبیر کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

مہلب کے کارناموں پر حجاج کا اظہار مسرت:

قطری کے چلے جانے کے بعد مہلب خوش خوش اپنی مسند پر بیٹھا تھا اور اپنے اس کارنامے پر نازاں ہو رہا تھا، اتنے میں کچھ سرآوردہ لوگ آئے تھے، انہوں نے بہت زیادہ جوش و خروش کے ساتھ مہلب کی اس حکمت عملی پر مبارک باد دی مہلب نے حجاج کو ایک خط لکھا، جس میں اسے یہ خوشخبری سنائی۔ کہ بغیر اس کے کہ ہم تلوار میان سے نکالتے خوارج خود ہی سر پھٹول کر رہے ہیں، اس خط میں مہلب نے لکھا کہ اب وہ اس جگہ مقیم ہے جہاں قطری پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے، عبد ربہ اور اس کے ساتھیوں کی ابھی بہت جلد اسی طرح خبر لی جائے گی۔ آخر میں اس نے حجاج سے استدعا کی تھی، کہ قطری کے تعاقب میں کسی بہادر آدمی کو روانہ کیا جائے۔

حجاج مہلب کا خط پڑھ کر بے انتہا مسرور ہوا اور اس نے اسے ایک خط لکھ کر ان کارناموں پر مبارک باد دی۔ اور خوارج سے قتال جاری رکھنے کی ہدایت کی۔ حجاج نے مہلب کا خط پڑھ چکنے کے بعد اپنے اصحاب کو بلایا اور ان سے کہا:۔

"لوگو! خدا نے تمہیں چار مصیبتوں سے نجات دی، قطری، صالح بن مخراق عبیدہ بن ہلال، سعد بن طائع، اب

Marfat.com

صرف عبد ربّہ الصغیر باقی رہ گیا ہے۔ یا اس کے چند ساتھی۔
انشاء اللہ یہ لوگ بھی جلد موت کے گھاٹ اتر جائیں گے۔"

مہلب نے تعاقب جاری رکھا: مہلب کے ہاتھ سے عاجز و درماندہ ہو کر خوارج اِدھر اُدھر بھٹکتے رہے اور آخر جیرفت میں پہنچے، یہاں مہلب نے ان کا محاصرہ کر لیا اور ایسی ناکہ بندی کی کہ کوئی چیز ان تک پہنچنا دشوار ہو گئی۔ جب محاصرہ نے طول کھینچا، تو خوارج اپنے اموال و حرم لے کر جیرفت سے نکلے، اتنی شدید جنگ ہوئی کہ نیزے ٹوٹ گئے۔ تلواریں کند ہو گئیں، اور کشتیوں کے پشتے لگ گئے۔
اس کے بعد اس نے پھر ان کا تعاقب شروع کیا اور چار فرسخ کے فاصلے پر انہیں جالیا، صبح سے دوپہر تک جنگ کرتا رہا، پھر لڑائی بند کر دی۔

عبدرب کی دل ہلا دینے والی تقریر: عبدرب نے اس موقع پر اپنے اصحاب کو جمع کیا، اور ان سے مخاطب ہو کر گویا ہوا:۔

"اے گروہ مہاجرین قطری اور اس کے ساتھی بقا کے طالب تھے۔ بھاگ گئے۔ تم نے اگر اپنے آپ کو خدا کے لئے وقف کر دیا ہے تو چلو دشمن پر ٹوٹ پڑو، مرجاؤ مگر قدم پیچھے نہ ہٹیں۔"

اس کے بعد عبدرب اپنے ساتھیوں کو لے کر قتال کے لئے نکلا، بڑی شدید جنگ ہوئی، اب تک کے تمام معرکے اس معرکہ آرائی کے سامنے گرد ہو گئے۔ حالات نے اتنی نازک صورت اختیار کر لی۔ کہ اصحاب مہلب میں سے ایک جماعت نے موت پر بیعت کر لی، خوارج اس طرح میدان میں آئے تھے، کہ انہوں نے اپنے جانوروں کی کوچیں کاٹ دی تھیں تاکہ بھاگنے یا فرار ہونے کا ارادہ کریں۔ تو بھی ناممکن ہو جائے۔ جنگ کا یہ اشتداد دیکھ کر مہلب بھی پکار اُٹھا۔

Marfat.com

"جنگ کے ایسے شدائد سے میں آج تک دوچار نہیں ہوا تھا۔"

بہرحال لڑائی ہوئی اور بڑی دیر تک جاری رہی، اس جنگ میں مہلب کا پلّہ بھاری رہا۔ خوارج کے حصّے میں شکست آئی، ان کے بہت سے آدمی اس جنگ میں کھیت رہے ان کی تعداد چار ہزار کے لگ بھگ تھی، مشکل سے چند آدمی بچے ہوں گے۔ ورنہ سب کا صفایا ہو گیا۔ مہلب نے ان کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا اور وہاں جو کچھ بھی ہاتھ آیا اُسے اپنے تصرف میں لے لیا۔

اپنی نوعیّت کا واحد معرکہ: یہ معرکہ جو مہلب اور عبد ربّہ الکبیر کے مابین ہوا، اپنی نوعیت کا واحد معرکہ تھا، اتنی خونریزی کسی ایک جنگ میں شاید ہی ہوئی ہوگی۔ ہر دو فریقین میں سے ایک نے زندگی کے آخری سانس تک لڑتے اور لڑتے رہنے کا لطف اٹھایا تھا، یہی وجہ تھی کہ گو گردنیں کٹ رہی تھیں۔ جراحتیں پہنچ رہی تھیں، لیکن کوئی بھی میدان سے ہٹنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ لمحہ بہ لمحہ رزم آرائی سے زیادہ ہولناک اور سنگین صورت اختیار کرتی جا رہی تھی۔ لیکن آخرکار مہلب کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اس لئے کہ تعداد اسلحہ اور تعداد سپاہ کے اعتبار سے حریفِ مقابل پر اسے بہت زیادہ تفوق حاصل تھا۔

اس کامیابی نے مہلب کا حوصلہ بڑھا دیا، اس کے ساتھیوں میں ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا ہو گیا۔ اب تک یہ سمجھا جا رہا تھا کہ خوارج ناقابل تسخیر ہیں، صرف مکر و حیلہ سے کام لے کر ہی انہیں شکست دی جا سکتی اور ان کا زور توڑا جا سکتا ہے۔ لیکن آج کی معرکہ آرائی نے یہ احساس پیدا کر دیا۔ کہ زور بازو سے بھی انہیں موت کے گھاٹ اُتارا جا سکتا ہے۔

یہ جذبہ تھا جس نے عبدربہ الکبیر اور اس کے ساتھیوں کے قتل بے محابہ کے بعد مہلب اور اس کے ساتھیوں میں خود اعتمادی کی ایک نئی روح پیدا کر دی تھی۔ ہر شخص مسرور اور شاد کام نظر آرہا تھا۔

مہلب کی رپورٹ حجاج کو:- مہلب نے یہ سوچ کہ حجاج خوارج کے برخلاف مقاتلہ کی بار بار تاکید کیا کرتا ہے، کوئی پیام ایسا نہیں ہوتا جس میں یہ دعوت نہ ہو، کوئی خط ایسا نہیں ہوتا جس میں یہ تاکید نہ ہو، اس نے پوری مشرح و بسط کے ساتھ اس معرکہ کی رپورٹ تیار کی اور اسے حجاج کی خدمت میں بھیج دیا تاکہ وہ مطمئن ہو جائے اور سمجھ لے کہ اس کے خواہشات کی لفظاً اور معناً پوری پوری تعمیل کی جا رہی ہے۔ اور خوارج کے استیصال میں کسی طرح کی کوتاہی روا نہیں رکھی جا رہی۔

یہ واقعہ ۷۷ھ میں پیش آیا تھا۔ اس کے بعد کچھ مدت کے لئے قتال اور خونریزی کا سلسلہ ملتوی رہا۔

حجاج کا جشنِ مسرّت

مہلب کا قاصد:- مہلب کا قاصد حجاج کی خدمت میں پہنچا۔ اور اُسے فتح وظفر کی خوش خبری سنائی ۔ فتح مندی کی یہ داستان سُن کر حجاج بہت مسرور ہُوا ۔ پھر اس سے اور مہلب کے قاصد سے گفتگو شروع ہوئی ۔

حجاج کا سوال قاصد کا جواب:- حجاج نے قاصد سے سوال کیا :-

"تم اپنے ساتھیوں کو کس حالت میں چھوڑ کر آئے ہو ؟"

قاصد نے جواب دیا :-

"میں انہیں اچھی حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں ، انہوں نے اپنی آرزو پالی ۔ اور جس خوف نے انہیں سراسیمہ اور پریشان کر رکھا تھا ۔ اس سے امن حاصل کر لیا ۔"

حجاج :- تم نے بنو مہلب کو کیسا پایا ؟

Marfat.com

قاصد:۔ دن میں وہ میدان جنگ کے شاہسوار ہیں اور رات کو دشمن پر شب خوں ڈالنے میں دلیر اور بے خوف۔

حجاج :۔ ان سب میں زیادہ بہادر کون ہے؟

قاصد:۔ وہ ایک ایسے حلقے کی طرح ہیں جس کا کنارہ کسی کو نظر نہیں آتا۔ ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا ناممکن ہے۔

حجاج :۔ تم نے اپنے دشمن کو کیسا پایا؟

قاصد:۔ جب ہم ان پر قبضہ پاتے تھے تو درگزر بھی کرتے تھے، جب وہ قبضہ پاتے تھے، تو مایوسی کے سوا کچھ ہمارے ہاتھ نہ آتا تھا۔

حجاج :۔ تمہارے اور مہلب کے مابین روابط کی کیا صورت ہے؟

قاصد:۔ وہ ہم پر باپ کی طرح مہربان ہے۔ ہم اولاد کی طرح اس کے اطاعت گزار ہیں۔

مہلب حجاج کے حضور میں:۔ ان باتوں سے حجاج اتنا متاثر ہوا کہ اس نے مہلب کو اپنے حضور طلب کیا جب وہ آیا تو مسند پر اسے اپنے پہلو میں بٹھایا۔ اس کا زیادہ سے زیادہ احترام کیا۔ بہت مہربانی اور نوازش کے ساتھ پیش آیا۔ پھر اس نے حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اے اہل عراق تمہیں مہلب کی غلامی پر ناز کرنا چاہیئے۔" پھر حجاج نے مہلب سے گزری ہوئی جنگ کے بارے میں سوالات کئے۔

مہلب نے اُسے بتایا:۔

"خدا کی قسم ہم اپنے دشمن سے نہ زیادہ طاقت ور ہیں نہ زیادہ بہادر لیکن حق نے باطل کو شکست دی۔ اور ایک فتنہ خو جماعت کو ختم کر دیا۔ انجام کار کامیابی انہیں کے حصّے میں آتی ہے جو خدا سے ڈرتے ہیں۔ جس چیز کی طوالت کو ہم ناپسند کرتے

Marfat.com

تھے۔ وہ آخر کار ہمارے لئے بہتر ثابت ہوئی ہے۔ اگر ہم جلد بازی سے کام لیتے تو شاید اس کامیابی کا یہ رنگ نہ ہوتا۔"

مہلب کے آخری الفاظ حجاج کے ان خطوط پر ایک لطیف تعریض کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جن میں وہ مہلب کو خوارج کے مقابلے پر جلد بازی کے ساتھ اکسایا کرتا تھا۔

اللہ کی تلوار:۔ حجاج نے مہلب کی باتیں سُن کر کہا۔ "سچ کہتے ہو۔ مانتا ہوں۔ تمہاری بات بجا اور درست ہے۔"

پھر حجاج نے کہا:۔

"اب مجھ سے ان لوگوں کا ذکر کرو۔ جنہوں نے اس جنگ میں شدائد اور مصائب کا ہمت اور دلیری کے ساتھ مقابلہ کیا ہے۔"

مہلب نے اپنے ساتھیوں کا اور ان کے استقلال و استقامت کا ذکر کیا پھر اپنے بیٹوں کو اس کے سامنے پیش کیا اور کہا:۔

"اگر ان پر کوئی شخص سبقت رکھتا ہوتا تو میں ضرور اسے آپ کی خدمت میں پیش کرتا، لیکن اب انہیں موخر کر دوں تو یہ ظلم ہوگا۔"

حجاج نے کہا:۔

"ٹھیک کہتے ہو۔ بیشک تم مجھ سے کہیں زیادہ ان کے حالات سے واقف ہو، تم موجود تھے، میں غیر حاضر تھا، تم نے دیکھا، میں نے سُنا بیشک یہ لوگ اللہ کی تلوار ہیں۔"

رقاد کا تعارف حجاج سے:۔ اس کے بعد مہلب نے کچھ اور لوگوں کو حجاج کے سامنے پیش کیا۔ انہیں میں رقاد بھی تھا۔ یہ نام سُن کر حجاج نے کہا:۔

"یہ کون شخص ہے، نہ میں اسے جانتا ہوں، نہ میں نے اس کا نام سُنا ہے۔"

Marfat.com

اتنے میں ایک کشیدہ قامت شخص آگے بڑھا، مہلب نے کہا:۔

"یہ ہے عرب کا مایۂ ناز سورما!"

رقاد نے حجاج سے کہا:۔

"اے امیر! جب میں مہلب سے پہلے دوسرے سالاروں کی قیادت میں جنگ کرتا تھا۔ تو ایک معمولی سپاہی تھا، لیکن پھر میں نے ایسے شخص کا دامن پکڑا جو استقلال و استقامت کا مجسمہ تھا۔ جس نے میرے سامنے اپنا اور اپنی اولاد کا لائق رشک اور قابل فخر نمونہ پیش کیا۔ ہر کٹھن اور نازک موقع پر ہم سے آگے ہوتا تھا، یہی چیز ہے جس نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو واقعی سورما بنا دیا ہے۔"

انعامات کی بارش:۔ حجاج نے رقاد کی یہ باتیں تحسین و تعریف کے انداز میں سُنیں، پھر اس نے تمام لوگوں کو انعامات دیئے اور مہلب کے بیٹوں کو سب سے زیادہ انعامات و اکرامات سے نوازا۔

Marfat.com

کٹے ہوئے سر حجاج کے حضور میں

بیشک خوارج کا زور ٹوٹ چکا تھا، وہ اب موت کے دہانے پر کھڑے تھے۔ لیکن ابھی تک ان میں رمق باقی تھی۔ زندگی اور موت کے درمیان زوردار کشمکش جاری تھی۔

قطری کی اتفاقیہ ہلاکت:- قطری اپنے ساتھیوں کو لے کر طبرستان چلا گیا۔ لیکن حجاج نے اسے چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ سفیان بن ابرو کی کمان میں شامیوں کا ایک بہت بڑا لشکر دے کر خوارج کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ طبرستان میں جیش کوفہ کے قائد اسحاق بن احمد بن اشعث تھے، انہیں حکم دیا کہ سفیان بن ابرو کے ساتھ مل جائیں۔

سفیان شام اور کوفہ کا لشکر لے کر قطری کے تعاقب میں روانہ ہوا اور طبرستان کی ایک گھاٹی میں اسے جا لیا۔

قطری بہر حال ہار ماننے والا تھا۔ کامیابی کی کوئی امید نہ رکھتے ہوئے بھی وہ مقابلہ پر ڈٹ گیا۔ لیکن ساتھیوں کا جی چھوٹ چکا تھا۔ انہوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔

Marfat.com

قطری اپنے گھوڑے پر سوار جا رہا تھا، وہ بھڑکا اور ایک گھاٹی کی ڈھلوان میں گر پڑا۔ اور لڑھکتا ہوا نیچے تک چلا گیا۔

سفیان کے ایک لشکری نے قطری کو اس حالت میں دیکھا، وہ فوراً آگے بڑھا اور اُسے قتل کر دیا۔

سفیان نے قطری کے کٹے ہوئے سر کا تحفہ حجاج کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

دشمن کے کٹے ہوئے سر:۔ اب عبیدہ بن ہلال باقی رہ گیا تھا، سفیان نے اس کا تعاقب شروع کیا۔

وہ اپنے ساتھیوں سمیت قومس میں قلعہ بند ہو گیا سفیان نے محاصرہ کر لیا، محاصرہ نے اتنی شدت اختیار کی کہ عبیدہ کے لوگ بھوکوں مرنے لگے، اور سواری کے جانور کاٹ کاٹ کر کھانے لگے۔ آخر آمادۂ مرگ ہو کر باہر نکلے، اس نے ان کی یہ آرزو پوری کر دی۔ بلا استثنا سب کو قتل کر دیا۔ اور سب کے سر کاٹ کر حجاج کی خدمت میں بھیج دیے۔

اور اس طرح حجاج کے عہد میں بڑی حد تک خوارج کا وجود ختم ہو گیا۔ اور افسانۂ ماضی بن گیا۔

Marfat.com

تعلیماتِ خوارج

مستشرقینِ یورپ اور خوارج

یورپ کے مستشرقین نے خوارج پر کافی توجہ کی ہے۔ وان فلوٹن کا خیال ہے کہ یہ جمہوریت پسند جماعت تھی۔

عام طور پر مستشرقین نے خوارج کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ چند مقالات یا چھوٹے رسالوں کی صورت میں ہے۔ ایشیا کی تاریخ پر بحث کرتے ہوئے اُنہوں نے خوارج پر بھی اظہارِ خیال کیا۔ لیکن یہ مواد اتنا مختصر اور قلیل ہے کہ پڑھنے والے کی تشفی نہیں ہوتی، نہ انہوں نے تحلیل و تفصیل سے کام لیا ہے حالانکہ یہ وہ تحریک تھی جس نے تاریخ کا رُخ بدل دیا تھا۔

مذہب خوارج پر ایک نظر: اپنے افکار و خیالات کے اعتبار سے خوارج جس جمہوریت کے علمبردار نظر آتے ہیں وہ بھی اپنے اندر ندرت کا پہلو رکھتی ہے۔ ان لوگوں کو اصحاب مذہب جمہوری کہنا صحیح نہ ہوگا۔ اس لئے کہ مذہب خوارج سب سے پہلے اسلام کو اپنا رہنما بناتا ہے۔ اور باہمی مشاورت کو ناگزیر اور لازمی سمجھتا ہے۔ خلافت کا

مسئلہ اسی لئے ان کے نزدیک غیر معمولی اہمیّت کا حامل ہے خوارج کا قول ہے:۔

خوارج کا نظریۂ خلافت:۔ "خلافت ہر آزاد عرب کا حق ہے۔ اگر ایک مرتبہ کوئی شخص خلیفہ منتخب ہو جائے۔ تو پھر اس باب میں اس سے جھگڑا نہیں کیا جا سکتا، البتہ اگر وہ جبر و جور پر اتر آئے تو اسے معزول کر دینا اور اگر ضرورت ہو تو قتل کر دینا بھی جائز ہے [۱]"

نظریۂ خلافت میں تبدیلی:۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ خوارج نے کچھ عرصے بعد اپنے اس نظریئے میں تبدیلی پیدا کر دی، پہلے وہ ہر آزاد عرب کو اس منصب کا مستحق قرار دیتے تھے، بعد میں انہوں نے ہر مسلمان کے لئے یہ حق تسلیم کر لیا، خواہ وہ عربی ہو یا عجمی، البتہ اس کا عادل ہونا ضروری تھا۔

شاید اس کا سبب یہ تھا۔ کہ خوارج کے ساتھ غیر عرب بھی اس کا جمہوری رجحان دیکھ کر شریک ہوتے لگے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اس اصول پر لچک پیدا کی اور ہر مسلمان کے لئے خواہ آزاد ہو یا غلام رہ چکا ہو، یہ حق تسلیم کر لیا۔

خوارج ابناء صحرا تھے:۔ خوارج کی تحریک میں شدّت و قوت پیدا ہونے کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ ابنائے صحرا کا خالص ترین عرب خون ان کی رگوں میں دوڑ رہا تھا، علاوہ ازیں ابطالِ قادسیہ اور رُوساجند بھی اس میں شامل ہو گئے تھے۔ عسکرِ علیؓ کے بعض حفاظ اور قراء بھی ان لوگوں سے مل گئے تھے۔

عجیب تربات یہ ہے۔ کہ ایک طرف ان کی دین داری کا یہ عالم تھا کہ شب و روز عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے، دوسری طرف احکام

---

[۱] :۔ المسعودی۔ مروج الذہب ج ۲۔ ص۔ ۱۱

کی ایسی تاویلیں کرتے تھے۔ جن کی تائید نہ سنت سے ہوتی تھی۔ نہ قرآن سے۔

تعلیماتِ خوارج پر ایک نظر: خوارج کی تعلیمات پر اگر ایک نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ انہوں نے دین اور سیاست کو ایک دوسرے میں گھلا ملا دیا تھا، مثلاً ان کا نعرہ تھا الحکم للہ" یہ نعرہ بجائے خود دین و سیاست کے امتزاج کا بہترین نمونہ ہے، ساتھ ہی ساتھ یہ بھی نہیں کہا جا سکتا۔

خوارج کی دعوت بڑھتی اور پھیلتی رہی، یہاں تک کہ عبدالملک بن مروان کا عہدِ خلافت شروع ہوا۔ اب ان کی تعلیمات میں کئی نئی چیزیں شامل ہوگئی تھیں انہوں نے احکامِ دینیہ کی جو تاویلیں کیں وہ اغراق و تعقید ابہام اور پیچیدگی سے بھری ہوئی ہیں مثلاً ان کا قول تھا۔

> "نماز، روزہ، صدق اور عدل وغیرہ دین کے اوامر میں داخل ہیں اور اوامر دین پر عمل کرنا ایمان کا جزء ہے۔ کیونکہ صرف اللہ پر اعتقاد اور رسالتِ محمدؐ پر ایمان کافی نہیں ہے۔ جس شخص کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ خدا ایک ہے اور محمدؐ اس کے رسول ہیں لیکن فرائض دین پر وہ عمل نہیں کرتا۔ وہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ اور مرتکب گناہ کبیرہ کافر ہے۔"

تمسک بالقرآن میں شدت: خوارج کو اس اعتبار سے بھی امتیاز حاصل ہے کہ تمسک بالقرآن میں اور احکام اسلامی کے اتباع میں وہ بہت سخت ہیں، بہت زیادہ غلو کرتے ہیں اور ان کا غلو یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ آیات الٰہی کی تفسیر غیر حقیقی معنوں پر کرنے لگتے ہیں۔ وہ صرف مرتکب گناہ کبیرہ ہی کو نہیں۔ بلکہ مرتکب گناہ صغیرہ کو بھی منافق

سلہ :۔ پروفیسر نکلسن کا قول ہے، خارجی تحریک کی بنیاد مذہب پر قائم ہے۔ اگرچہ بظاہر وہ سیاسی معلوم ہوتی ہے۔

اور کافر قرار دیتے ہیں۔ ان کے غلو کا یہ عالم ہے کہ معمولی معمولی لغزشوں پر اپنے آئمہ سے بھی مقاتلہ پر تیار ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں میں جو لوگ ان کے ہم رائے نہیں ہیں ان پر سفاکانہ تشدد سے بھی رہ گزیز نہیں کرتے۔ اور انہیں کافر قرار دیتے ہیں۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ فرقۂ معتزلہ کا امام واصل بن عطا ان کے ہاتھ پڑ گیا، انہوں نے اسے پناہ گزین مشرک کی حیثیت سے رکھا۔

خوارج کے افکار وخیالات: خوارج کے افکار وخیالات مجموعی حیثیت سے اتنے دلکش تھے کہ اگر وہ اپنے نظریات کی ترویج اعتدال اور رواداری کے ساتھ نہ کہ خونریزی اور درندگی کے ساتھ کرتے تو تاریخ میں ان کا نام باعزت طور پر باقی رہ جاتا۔ لیکن غلو انہیں لے ڈوبا، ان کی درندگی اور بہیمیت کا یہ عالم تھا۔ کہ عورتوں تک پر رحم نہیں کرتے تھے، طفل رضیع اور شیخ فانی تک کو موت کے گھاٹ اتار دیتے تھے۔ انہوں نے ایسے ہولناک افعال کا ارتکاب کیا جن میں رحمت تھی نہ شفقت۔

عجیب وغریب نظریات: انہوں نے رفتہ رفتہ عجیب وغریب نظریات کا ایک سلسلہ شروع کر دیا۔ ان کا ایک نظریہ یہ بھی تھا۔ کہ اگر ضرورت نہ ہو تو سرے سے امام کا مقرر کرنا ہی لاحاصل ہے۔ وہ لوگوں کو دعوت دیتے تھے۔ کہ ایک دوسرے کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کریں، اگر لوگ ایسا کرنے لگیں۔ پھر اقامت امامت کی کیا ضرورت ہے؟ یہ نظریہ موجودہ عہد کے اس نظریے سے ملتا ہے جو "نظریۂ لاحکومت" کہلاتا ہے۔ اس نظریہ کے ماتحت ایک وقت ایسا آسکتا ہے کہ انسان ایک دوسرے کا گلا نہ کاٹیں، آپس میں دوست اور بھائی بن کر رہیں، پھر نہ حکومت کی ضرورت ہے نہ حاکم کی، اس نظریہ کی دعوت آج سے تیرہ سو برس پہلے خوارج نے دی تھی۔

Marfat.com

خارجی فرقے (۱)

ازارقہ

خوارج تقریبًا بیس فرقوں میں منقسم تھا، ان میں سے ہر فرقہ اپنے نظریات، افکار خیالات اور تعلیمات میں کلی یا جزوی طور پر ایک دوسرے کا مخالف تھا ان فرقوں میں سب سے زیادہ مشہور فرقہ ازارقہ کا ہے۔

یہ لوگ نافع بن ازارق کے پیرو تھے۔ خارجی فرقوں میں فرقہ ازارقہ سب سے بڑا اور شان وشوکت والا فرقہ تھا۔ نافع ان کا امام تھا، اس کا شمار خوارج کے فقہاء اور زعماء میں ہوتا تھا، نافع اور اس کے اصحاب علی ابن ابی طالبؑ اور تمام مسلمانوں کی تکفیر کرتے تھے۔

نافع کا قول تھا۔

"کوئی خارجی کسی غیر خارجی کے ساتھ یا اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا۔ نہ عام مسلمانوں یعنی غیر خارجیوں کا ذبیحہ کھا سکتا ہے۔ نہ اس کے ساتھ شادی بیاہ کے تعلقات قائم کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ سب کافر اور بتوں کے بندے

ہیں - جیسے عہد اسلام سے پیشتر کفار عرب تھے - "

بلادِ اسلامیہ کے متعلق نافع کا قول تھا -

یہ دارالحرب ہیں، یہاں کے رہنے والے لوگوں کا قتل جائز ہے - نہ صرف مردوں کا بلکہ بچوں اور عورتوں کا بھی -

- نافع تقیہ کو جائز نہیں رکھتا تھا - نہ قول میں نہ فعل میں ،
- نافع کے نزدیک دشمن سے دھوکا جائز تھا -
- جو لوگ قدرت کے باوجود قتال یا ہجرت سے گریز کریں - نافع انہیں بھی کافر قرار دیتا تھا -
- جو لوگ خارجی جماعت میں شریک ہونا چاہتے تھے ، نافع ان کا امتحان عجیب عجیب طریقے سے لیتا تھا ، وہ اپنے کسی مخالف کے بارے میں زیر امتحان شخص کو حکم دیتا تھا - اسے قتل کر دیتا تھا - اسے قتل کر دو ، اگر وہ اسے قتل کر دیتا - تو امتحان میں کامیاب ہو جاتا - اگر انکار کر دیتا تو سب لوگ پکار اُٹھتے :-

" یہ منافق اور مشرک ہے - "

اور پھر اسے قتل کر دیتے -

- گناہ کبیرہ کا مرتکب ازارقہ کے نزدیک کافر تھا - استدلال میں کفر ابلیس کی مثال پیش کرتے تھے - کہتے تھے - کہ ابلیس نے صرف ایک ہی مرتبہ گناہ کبیرہ کیا تھا - جب کہ اسے سجدہ کا حکم دیا گیا اور اس نے انکار کر دیا -
- اس فرقے کے امام نافع نے شادی شدہ زانی کے لئے سنگساری کی سزا ساقط کر دی تھی - اس لئے کہ اس سزا کی تائید میں کوئی نص قرآنی نہیں -

Marfat.com

- اسی طرح اس نے پاک باز مردوں پر تہمت تراشی کی سزا ساقط کر دی تھی۔ لیکن اگر کوئی شخص پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتا۔ تو یہ تہمت لگانے والے کو سزا دیتا۔
- چور کے لئے نافع کا حکم تھا کہ اس کے ہاتھ کاٹ ڈالے جائیں۔ چاہے اس نے تھوڑا مال چرایا ہو یا زیادہ۔
- ازارقہ ان بدعات کے باعث جو مسلمانوں نے رائج کر لی تھیں انہیں کافر قرار دیتے تھے[1]۔

---

[1]: الفرق بین الفرق للبغدادی، نیز الملل والنحل الشہرستانی۔

Marfat.com

خارجی فرقے (۲)

نجدیہ

یہ لوگ نجدیہ بن عامر حنفی کے متبع تھے۔ اپنے فلسفے اور نظریے کے لحاظ سے منفرد حیثیت کے مالک تھے، مثلاً ان کا عقیدہ تھا:۔

- اجتہاد کی بناء پر جو غلطی ہو وہ قابلِ معافی ہے۔
- دین دو چیزوں پر مبنی ہے۔ اللہ و رسول کی معرفت، تحریم دماء مسلمین تحریم غضب اموال اور جو کچھ خدا کی طرف سے آیا ہے اس کا اقرار ان چیزوں کے علاوہ باقی معاملات میں اپنے جہل کے باعث لوگ مجبور ہیں۔ بشرطیکہ کوئی حجت نہ قائم ہو چکی ہو۔
- اگر از روئے اجتہاد کوئی شخص حرام کو حلال یا حلال کو حرام قرار دیتا ہے۔ تو وہ معذور ہے۔
- جنہد حقلی پر اگر کوئی شخص قیام حجت سے پیشتر کوئی تعزیری اقدام کرتا ہے تو وہ کافر ہے۔
- جھوٹ زنا سے بڑا جرم ہے۔
- شرابی کسی طرح کی سزا نہیں پائے گا۔

- تقیہ جائز ہے۔
- تعود عن القتال یعنی جنگ میں حصّہ نہ لینا جائز ہے۔
- جہاد میں جہاں تک ممکن ہو حِصّہ لینا افضل ہے۔
- اہل ذمّہ کا قتل جائز ہے ان کے اموال پر قبضہ کر لینا بھی جائز ہے۔
- امام کا نہ مقرر کرنا بھی جائز ہے۔ البتہ لوگوں کا فرض ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کریں۔ اور اگر یہ دیکھیں کہ یہ کام بغیر امام کے انجام نہیں پاسکتا تو اس کا منتخب کر لینا بھی جائز ہے۔

نجدہ نے نافع بن ارزق سے الگ ہو کر یمامہ کا رُخ کیا، پھر راستوں کو لوٹتا اور لوگوں کو چھیڑتا یمامہ اور بحرین کے درمیان چھاپے مارتا رہا۔ پھر بحرین میں اقامت اختیار کر لی۔ ۶۹ھ میں جب مصعب بصرہ کے گورنر ہو کر آئے۔ تو انہوں نے چودہ ہزار کا لشکر اس کے مقابلے میں بھیجا، اس لشکر نے نجدہ کو شکست دی اور اس کے معسکر پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد بچے کھچے آدمیوں کی چھوٹی سی جماعت لے کر نجدہ صنعاء میں پہنچا یہاں کے لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی، کیونکہ انہیں اندیشہ تھا کہ اس کا لشکر پیچھے پیچھے آرہا ہے۔ لیکن جب چند روز گزر گئے۔ اور کوئی نہ آیا۔ تو انہیں بڑی ندامت ہوئی۔ کہ کیوں اس شخص کی بیعت کی۔

نجدہ کو جب معلوم ہوا تو اس نے کہا۔

"اگر تم چاہو تو میں تمہیں بیعت سے آزاد کر دوں، لیکن تم سے مقاتلہ ضرور کروں گا۔"

لوگوں نے کہا:۔

"ایسی بات نہیں ہے ہم آپ کی بیعت کو ناگوار نہیں محسوس

Marfat.com

کرتے۔"

اس طرف سے مطمئن ہو کر نجدہ نے اپنے آدمیوں کو مختلف مقامات پر خراج اور صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا، ایک آدمی کو حضر موت بھیجا۔ وہ وہاں سے کافی رقم وصول کر لایا۔

سنہ ھ میں جو یزید بن معاویہ کا عہدِ خلافت تھا۔ نجدہ حج کرنے گیا۔ حج سے فارغ ہو کر جب یمن واپس آیا تو اس نے خوراک کی رسد بند کر دی جو یمامہ اور بحرین سے حرمین میں بھیجی جاتی تھی۔ لیکن ابن عباس نے جب اسے لکھا کہ یہ بات تو مشرکین کے ساتھ بھی از روئے مذہب ناروا ہے۔ تو تم مسلمانوں کے ساتھ یہ بات کیسے جائز سمجھتے ہو؟ تو اس نے اپنا یہ حکم واپس لے لیا۔

نجدہ اور اس کے اصحاب میں بعض مسائل پر اختلاف پیدا ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے اُسے معزول کیا اور قتل کر دیا۔

Marfat.com

خارجی فرقے (۳)

بیہسیہ

یہ لوگ ابو بیہلس بن جابر کے اصحاب و اتباع تھے۔ ان کی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے :۔

- کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ اللہ اور رسولؐ کی معرفت کا اقرار نہ کرے۔
- رسولؐ کی لائی ہوئی چیز اور اولیاء کی ولایت کا اقرار بھی مسلمان ہونے کے لئے لازمی ہے۔
- وہ شخص کافر ہے جو کسی فعل حرام کا ارتکاب کرے۔ اور یہ نہ جانتا ہو کہ وہ فعل حرام ہے یا حلال، کیونکہ رسولؐ جو کچھ لایا ہے اس کی معرفت واجب ہے۔
- جو ایسے لوگوں کو کافر نہیں مانتا وہ بھی کافر ہے۔
- جن محرمات کے بارے میں وعید اور تہدید وارد ہوئی ہے ان سے احتراز اور ان کی معرفت واجب ہے۔
- کچھ ایسی چیزیں بھی ہیں جن کے صرف اسماء کی معرفت کافی ہے۔

Marfat.com

اگر ان کی تفسیر کی معرفت حاصل نہیں ہے۔ تو اس سے کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔

- ایمان علم بالقلب کا نام ہے۔ قول اور عمل اس سے الگ چیزیں ہیں۔
- فرقہ جہمیہ کے مخالف ویسے ہیں جیسے اعداءِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عام مسلمانوں کے ساتھ رہنا سہنا جائز ہے، جیسے عہدِ اوّل میں مسلمان کفار و مشرکینِ مکہ کے ساتھ رہتے تھے۔

خارجی فرقے (۴)

اباضیہ

یہ لوگ عبداللہ بن اباض التیمی کے اتباع تھے، یہ دوسرے خارجی فرقوں سے اس اعتبار سے ممتاز تھے۔ کہ یہ اپنے مخالف مسلمانوں کے بارے میں اتنا غلو نہیں رکھتے تھے۔ ان کے نزدیک:۔

- عام مسلمان کفارِ نعمت تھے، یعنی کفرانِ نعمت کے مرتکب۔
- عام مسلمانوں کے ساتھ شادی بیاہ جائز ہے۔
- خوارج میں اور عام مسلمانوں میں توارث بھی جائز ہے، یعنی دونوں ایک دوسرے کے وارث ہو سکتے ہیں۔
- عام مسلمانوں سے اس وقت تک قتال جائز نہیں جب تک انہیں خارجی مذہب میں شامل ہونے کی دعوت نہ دے دی جائے۔ اور حجت نہ قائم کر دی جائے۔ اور باقاعدہ ان کے خلاف اعلان جنگ کر دیا جائے۔
- عام مسلمانوں کو دھوکے دھڑی سے قتل کرنا بھی جائز نہیں۔
- جنگ میں جو مسلمان گرفتار ہوں۔ انہیں لونڈی غلام بھی نہیں بنایا جا سکتا۔

Marfat.com

- مسلمانوں سے مقابلے کا نتیجہ اگر یہ نکلے کہ مسلمان ہار جائیں۔ اور اباضیہ جیت جائیں اور مسلمانوں کا مال اباضیہ کے قبضے میں آجائے توسوا اسلحہ جنگ اور گھوڑوں کے اس میں سے کوئی چیز لینا جائز نہیں ہے۔
- سونا چاندی اور دوسری چیزیں مسلمانوں کو واپس کر دی جائیں گی۔
- بلاد مسلمین کی حیثیت دیار توحید کی ہے، سوا معسکر سلطان کے، کہ وہاں لوٹ مار اور قتل و غارت جائز ہے۔ سلطان سے مراد امراء حکام بنو اُمیّہ اور دوسرے جابر و ظالم امراء ہیں، معسکر سلطان باغیوں کا گھر ہے۔
- اہل قبلہ سے میں جو گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہو وہ موحد ہے مومن نہیں۔ لہٰذا درحقیقت کافر نہیں لیکن کافر نعمت ہے۔
- افعالِ عباد مخلوق خدا ہیں احداث و ابداع کے اعتبار سے اور حقیقتاً نہ کہ مجازاً بندے کے کسب کئے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

خارجی فرقے (۵)

صفریہ

یہ لوگ زیاد بن اصفر کے متبعین میں تھے۔
اس فرقہ کے مخصوص اعتقادات وخیالات یہ ہیں:۔

- دین و اعتقاد میں جو لوگ متفق ہیں وہ اگر کسی وجہ سے شریکِ جنگ نہ ہوسکیں تو کافر نہیں ہیں۔
- تقیہ جائز ہے لیکن صرف قول میں عمل میں نہیں۔
- اطفالِ مشرکین کا قتل جائز نہیں نہ ان کی تکفیر جائز ہے۔
- گناہِ کبیرہ میں وہ گناہ جس پر حد جاری ہوتی ہو، زیادہ سخت ہے۔ بہ نسبت اس گناہ کے جس پر حد نہ جاری ہوتی ہو، قابلِ حد گناہ کا ارتکاب کرنے والا پہلی مرتبہ کافر نہیں ہوتا۔ دوسری مرتبہ اگر اس کا ارتکاب کرے تو کافر ہو جاتا ہے۔

گزشتہ صفحوں میں خوارج کے مشہور فرقوں کا ہم نے ذکر کر دیا ہے۔ آخری فرقہ جس کا ہم نے ذکر کیا ہے صفریہ ہے۔ یہ لوگ صرف اپنے خیالات وعقائد

Marfat.com

کی تبلیغ پر اکتفا کرتے تھے۔ جنگ میں شاذ و نادر ہی حصّہ لیتے تھے۔

ان فرقوں کے عقائد و تعلیمات پر نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ عام طور پر مخالفین کے بارے میں یہ انتہا پسند تھے۔ انہیں یہ کافر اور بندۂ اصنام سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ شجاعت میں یکتا اور دلیری میں بے ہمتا تھے، ایک عرصہ دراز تک بنو اُمیّہ وغیرہ کو انہوں نے چین سے نہیں بیٹھنے دیا۔

ایک بات پر خوارج کے تمام فرقے متفق ہیں یعنی کذب اور معصیت ظاہرہ سے تبرّی کرتے ہیں۔

خارجی مذہب میں بدوی اثر بہت نمایاں ہے بداوت کی تمام خوبیاں اور برائیاں اس جماعت میں موجود ہیں۔ ان کی نظر محدود، تخریب اور تشنیع پر دل وجان سے آمادہ، لڑنے مرنے پر تیار، ارباب اقتدار سے جنگ کرنے میں چوکس، مخالفین کے لئے تنگ دل، تنگ نظر، تنگ خیال، بہادر اتنے کہ شجاعت کی آخری حد تک پہنچے ہوئے۔ اپنے اعمال و اقوال میں صاف اور کھرے اپنے عقیدے پر جان دے دینا بائیں ہاتھ کا کھیل، تقیہ سے بیزار، خلفا اور امراء کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے طمع مال و جاہ میں مبتلا ہو کر فکر و ضمیر کا سودا کرنے والوں کے بدترین دشمن۔ غلبہ بداوت کے باعث دینی، علمی اور اجتماعی تصوّرات سے دُور۔

بدویت اولیٰ کے مظاہر بات بات میں نمایاں۔

خالص عربی جمہوریت کے علمبردار۔

عربی شجاعت و صراحت کا نمونہ کامل۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے داعی۔

دفاع محرکات کے لئے جان دے دینے پر تیار۔

خلفاء کے لئے عدل و انصاف۔ اخلاص۔

اور مکارمِ اخلاق کی شرطِ لازم پر مُصر۔

Marfat.com

خوارج کا خاتمہ

بعض مستشرقین خوارج کی اصل شیعیت کو قرار نہیں دیتے۔ لامنس اور ولہوزن کا قول ہے:۔

"شروع شروع میں اہل عراق نے علی کی تائید اس لئے نہیں کی تھی۔ کہ وہ نسیب رسولؐ ازوج بتولؑ اور حسنؓ اور حسینؓ کے والد تھے، بلکہ اس لئے کی تھی۔ کہ انہوں نے خلافت کا پایہ تخت مدینہ سے کوفہ منتقل کر دیا تھا، اسی جذبے کے ماتحت اہل عراق نے ان کے بیٹے حسن کی تائید کی۔ اور جب اُن کی وفات ہو گئی۔ تو حسینؓ کو بلایا اور ان سے تائید و مساعدت کا وعدہ کیا۔ یہ لوگ اس بات پر کچھ زیادہ اعتقاد نہیں رکھتے تھے۔ کہ حکومت وارثتِ دینیہ کا نتیجہ ہو۔ کیونکہ یہی لوگ تھے۔ جنہوں نے بعد میں حجاج سے خفا ہو کر اور حکومت امویہ سے بیزار ہو کر ابن اشعث کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی، اور یہی تھے۔ جنہوں نے یزید بن مہلب کے ہاتھ پر اعلاء کلمۂ دین پر کے لئے یزید بن عبد الملک کے عہد میں

Marfat.com

بیعت کی تھی۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ اہل عراق نے جنگ و پیکار میں جو حصّہ لیا، وہ اپنے مصالح کے پیش نظر، نہ کہ ابناءِ علی کی تائید کی خاطر، یہ لوگ امویوں کے خلاف ہر اس تحریک کا جرأت و دلیری سے ساتھ دیتے تھے۔ جو امویوں کے خلاف اُٹھے۔ خواہ ان کے سربراہ شیعہ ہوں یا غیر شیعہ یہ رائے مزید وضاحت کی محتاج ہے۔"

عراقی امویوں کے کیوں دشمن تھے؟ سارا عراق شیعہ نہیں تھا اس کے باشندوں میں جس طرح شیعہ تھے، سنیّوں کی بھی بہت بڑی تعداد تھی۔ اور اہل عراق خواہ سُنی ہوں یا شیعہ اموی حکومت کے خلاف تھے۔ اور اسے ختم کرنے کے درپے درپے تھے۔ اور اس سلسلے میں کسی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے انقلابی تحریکوں میں بغاوتوں میں حصّہ لیا، وہ ہر شخص اس کے پیچھے چلنے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ جو جرأت و دلیری کے ساتھ امویوں کا مقابلہ کر سکے۔ خواہ وہ شیعہ ہو یا سُنّی۔

خوارج کی مسلسل بغاوت: اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ خوارج بھی متعدد اور متفرق یاغیانہ اور انقلابی تحریکوں میں برابر حصّہ لیتے رہے۔ انہوں نے عہد امویین سے عہد عباسین میں بغاوت کا پرچم برابر بلند رکھا۔ وہ کسی خاص حکومت کے دشمن نہیں تھے۔ ہر اس شخص جماعت اور حکومت سے لڑنے پر تیار رہتے تھے جس سے ان کا فکری اور دینی اختلاف ہو۔

خوارج کی حکومت: خوارج نے کسی خاص حکومت سے پیمان وفا استوار نہیں کیا، نہ وہ خود کوئی مستقل حکومت قائم کر سکے۔ اگرچہ افضائے جزیرہ عربیہ سے لے کر سواحل بحر ہند تک ان

Marfat.com

کی تگ و تاز جاری رہی۔ اور انہوں نے شان و شوکت کے ساتھ اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں، بلکہ کچھ عرصے تک گو وہ تھوڑا ہی تھا اس منقطے پر انہوں نے حکومت بھی کی اور اپنا ایک امیر بھی منتخب کر لیا۔ یہ واقعہ ۱۵۱ھ کا ہے جب کہ دولتِ عباسیہ کا ابھی ابھی ظہور ہوا تھا۔

لیکن عباسیوں نے انہیں نپنپے نہ دیا۔ اور ان کے امام شیبان عبدالعزیز کو ۱۵۳ھ میں قتل کر دیا۔

اس کے بعد پھر خوارج ۱۵۱ھ میں انقلاب اور استقلال کا پرچم لے کر اُٹھے۔ اور عمان میں انہوں نے اپنی حکومت قائم کر لی، اپنا ایک امام بھی منتخب کر لیا، اور تقریباً ایک سو سال تک حکومت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ عباسیوں نے دوسری مرتبہ ۱۸۹۳ء میں پھر ان سے شدید جنگ کی اور ان کی قوت پارہ پارہ کر دی، ان کے امام کو قتل کیا اور اس کا سر کاٹ کر بغداد بھیج دیا۔

خوارج کی آخری بغاوت:- امویوں کے عہد میں خوارج کی آخری بغاوت مروان بن محمدؒ کے عہد میں ہوئی یہ اس خاندان کے آخری خلیفہ تھا۔ عباسیوں کے عہد میں ان پر اور زیادہ ستم توڑے گئے لیکن یہ اپنی سخت جانی کا ثبوت دیتے رہے۔

خارجی تحریک مغرب میں:- مشرق میں خارجی تحریک کو جب جائے پناہ نہ ملی تو اس نے مغرب یعنی افریقہ کا رخ کیا اور وہاں جو بدوی قبائل تھے ان میں اپنی دعوت شروع کی، یہ واقعہ دوسری صدی ہجری کے آغاز کا ہے۔ مغرب میں اباضیہ اور صفریہ فرقے نے کافی کامیابی حاصل کی تاہرت میں انہوں نے اپنی چھوٹی سی حکومت بھی قائم کر لی۔ ان کے ایک زعیم نے قیروان میں عبیدیین پر خروج بھی کیا۔ اباضی خاندان تاہرت میں ایک سو تیس سال سے زیادہ حکمران رہا۔

Marfat.com

خوارج ٹیونس اور الجزائر میں:- فاطمیوں کی حکومت کی جب مغرب میں بنیاد پڑ رہی تھی۔ تب بھی یہ خاندان موجود تھا پھر ابو عبیدہ شیعی نے ۲۹۶ھ میں اس کا خاتمہ کر دیا۔ اور اباضیین سے گروہ صحرائے تیونس و الجزائر میں منتشر ہو گئے۔

خوارج عمان اور زنجبار میں:- عمان سے خوارج کی ایک جماعت زنجبار پہنچی اور وہاں اپنی دعوت و تبلیغ میں کسی حد تک کامیابی حاصل کی۔

خارجیوں کی ایک مختصر سی تعداد اب بھی شمالی افریقہ میں موجود ہے یہ لوگ اباضیہ ہی کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں۔

بہر حال خوارج تھوڑی بہت تعداد میں اب بھی کہیں کہیں نظر آجاتے ہیں لیکن اب نہ اُن میں وہ حوصلہ ہے نہ جوش نہ ولولہ، حقیقت یہ ہے کہ وہ ختم ہو چکے ہیں۔

کلمۂ اخیرہ

یہ تھے خوارج

خوارج کی تاریخ پر اور ان کے اسباب انتصارات پر اگر ایک نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کی دلیری اور بہادری نے انہیں کہیں سے کہیں پہنچا دیا تھا۔

خوارج کی صفات کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حجاج نے براء بن قبلیصہ کو مہلب کے پاس بھیجا کہ اسے خوارج کے قتال پر برانگیختہ کرے اور اس نے اپنی آنکھوں سے خوارج کا انداز جنگ دیکھا تو بے ساختہ مہلب سے کہہ اٹھا۔

"جس قوم سے آپ لڑ رہے ہیں ایسی بہادر اور ثابت قدم قوم آج تک میری نظر سے نہیں گزری۔"

پھر جب حجاج کے پاس وہ واپس گیا تو کہا:۔

"میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جن پر خدا ہی غلبہ دے تو فتح ہو سکتی ہے۔"

یاد ہوگا عبیدہ بن ہلال نے مہلب کے ایک سوار پر ایسا نیزہ مارا

Marfat.com

کہ اس کی سان زمین میں گھس گئی۔ اور وہ پکار اُٹھا:۔

"جن لوگوں کی نیزہ بازی کا یہ عالم ہو ان سے ہم کیسے جنگ کر سکتے ہیں۔"

ساتھ ہی ساتھ خوارج فنون اور تدابیر جنگ میں بھی غیر معمولی اور حیرت انگیز مہارت رکھتے تھے، وہ بیک وقت شیر دل بھی تھے۔ حیلہ گر بھی، وہ مرد میدان بھی تھے، اور خندق میں محفوظ ہو کر بھی لڑنا جانتے تھے، پوری بہادری کے ساتھ شمشیر زنی بھی کرتے تھے۔ اور کمین گاہ میں چھپ کر گھات بھی لگاتے تھے۔ وہ جنگ کی ہولناکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ بھی لیتے تھے۔ اور دشمن کی نقل وحرکت پر خفیہ وعلانیہ نظر بھی رکھتے تھے۔

ابن خلکان[1] نے لکھا ہے کہ خوارج کا ایک سردار قطری ایک جنگ میں اس طرح نمودار ہوا۔ کہ اس کے ہاتھ میں لکڑی کا ایک عمود تھا۔ اس نے جنگ کے لئے آواز دی، مقابل فوج کا ایک شخص سامنے آیا۔ قطری نے اسے گھور کر دیکھا۔ وہ شخص اس نگاہ کی تاب نہ لا سکا، بھاگ کھڑا ہوا۔ قطری نے پوچھا۔

"کہاں بھاگا جاتا ہے؟"

اس شخص نے جواب دیا:۔

"تم جیسے شخص کے سامنے سے بھاگنا کسی آدمی کے لئے موجب ندامت نہیں ہو سکتا۔"

شبیب کی جرأت کے واقعات گزشتہ صفحات میں بیان کئے جا چکے ہیں یہ وہ شخص تھا جو جیوش حجاج سے ذرا بھی دہشت زدہ ہوئے بغیر کوفہ میں داخل ہوا۔ وہاں کی گلیوں اور کوچوں میں آزاد نہ گھوما۔ مساجد میں جو لوگ موجود تھے۔ انہیں قتل کیا۔ باشندگان کوفہ نے سراسیمہ اور دہشت زدہ ہو کر

---

[1] :۔ وفیات الاعیان۔ ج ۱۔ ص۔ ۴۳۔

Marfat.com

کر گھروں کے دروازے بند کر لئے۔

اسی شبیب کے بارے میں ایک شاعر کہتا ہے :۔

"شبیب کا نعرہ سُن کر پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔"

"ہوا تھر تھرانے لگتی ہے اور موج کانپنے لگتی ہے۔"

خوارج کی دلیری اور شجاعت کا یہ عالم تھا کہ دشمن کی کثرت تعداد سے ذرا بھی ہراساں نہ ہوتے تھے۔ اس کے اصحاب کی تعداد چالیس سے زیادہ نہ تھی۔ لیکن انہوں نے ابن زرعہ کے لشکر کو جو دو ہزار افراد پر مشتمل تھا شکست دے دی۔

اصحاب شبیب کے بارے میں حجاج کے ایک سپہ سالار عبدالرحمٰن کے ساتھی کا وہ قول یاد کیجئے۔ جب اس کے تین ہزار کے لشکر سے شبیب کے تیس آدمیوں نے لڑ کر چھکے چھڑا دیئے تھے۔ اس نے کہا تھا۔

"اگر ان خوارج کی تعداد سو سوا سو بھی ہوتی تو یہ ہم سب کو ہلاک کر دیتے۔"

خوارج میں یہ قوت ان کے عقیدہ اور ایمان نے پیدا کر دی تھی، ہر خطرہ ان کی نظر میں ہیچ تھا۔ ہر خطرے کا وہ اس اعتماد کے ساتھ مقابلہ کرتے تھے۔ کہ اللہ سبحانہٗ تعالےٰ کی خوشنودی اسی طرح حاصل ہو سکتی ہے۔

اس عقیدہ نے ان کی شجاعت میں صیقل پیدا کر دی تھی، وہ موت کی طرف لپکتے تھے اور موت اُن سے بھاگتی تھی۔

یاد ہوگا حوثرہ کو اس کا باپ معاویہ کی فرمائش سے دعوتِ طاعت دینے آیا تھا۔ جب وہ کسی طرح نہ مانا تو اس نے کہا :۔

"اے بیٹے میں تیرا بچہ اپنے ساتھ لایا ہوں تو اسے دیکھے گا تو اس کی جدائی کے خیال سے تیرا دل تڑپ جائے گا۔"

حوثرہ نے جواب دیا تھا :۔

Marfat.com

"والد بزرگوار خدا کی قسم نیزے کا گھاؤ میرے لئے بیٹے کے دیدار سے زیادہ خوشگوار ہے۔[1]"

اس جواب سے اندازہ ہوتا ہے کہ خوارج کس جذبے سے سرشار تھے اور ان کا انداز فکر اور اسلوب عمل کیا تھا؟ وہ کس طرح سوچتے تھے اور کیونکہ مادہ اقدام ہوتے تھے؟

معرکۂ نہروان سے ذرا پہلے یہی لوگ تھے۔ جنہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان کے اصحاب کی طرف دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہا:

"نہ بحث کرو، نہ گفتگو، دیدارِ رب کے لئے تیار ہو جاؤ۔

الرواح۔ الرواح الی الجنۃ۔

یعنی جنت چلو۔ جنت چلو۔

روایت ہے کہ جب ابن عباس نے امام علی کرم اللہ وجہہ کو متوجہ کیا کہ خوارج کو اطاعت کی دعوت دیں۔ تو ان میں ایسے لوگ نظر آئے کہ جن کے ماتھوں میں طول سجود کے باعث گھٹے پڑے تھے۔ اور جسم پر پھٹی ہوئی قمیصیں تھیں۔

ان لوگوں کے زہد اور متاع دنیا سے بے پروائی کا یہ عالم تھا کہ درخت سے ٹپکی ہوئی کھجور اُن کے ایک ساتھی نے اُٹھا کر منہ میں رکھ لی، مگر انہوں نے اسے پھنکوا دیا۔

ایک ذمی سے انہوں نے کچھ کھجوریں طلب کیں، اس نے کہا:۔

"حاضر ہیں قبول کر لیجئے"

انہوں نے جواب دیا۔

"جب تک قیمت نہ لے لو ان کا استعمال ہم پر حرام ہے۔"

تاریخ میں مذکورہ اوصاف کے علاوہ ان کے علم و فہم کے واقعات بھی بھرے

---

[1]:۔ الکامل للمبرد۔ ج ۲۔ ص ۱۵۔

Marfat.com

پڑے ہیں۔ بلاغت و بیان تو ان کا حصّہ تھی، عبدالملک بن مروان کے پاس جو خود بہت بڑا عالم اور بہت بڑا ادیب تھا، ایک آدمی لایا گیا، اس سے گفتگو ہوئی تو عبدالملک نے چاہا کہ یہ اپنے خیالات بدل دے۔ لیکن وہ بڑی خوبی سے ٹالتا رہا۔ عبدالملک کا اصرار بڑھتا رہا۔ آخر اس نے ایسی خوبی سے اپنے مذہب کا بیان کیا کہ عبدالملک نے اس کے قید کئے جانے کا حکم دے دیا۔ اور اس نے کہا :۔

"اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تیرے الفاظ میری رعیت کو برگشتہ کر دیں گے تو میں تجھے قید کی سزا نہ دیتا"[1]

نافع بن ازرق عبداللہ بن عباس کے ساتھ تفسیر و لغت کے مسائل پر گھنٹوں اور پہروں گفتگو کیا کرتا۔ مبرد نے اپنی "کامل" میں اور امام راغب نے اپنے "سفینے" میں اس کے بہت سے اقوال درج کئے گئے ہیں۔

غرض خوارج میں اگر انتہا پسندی اور اغراق و تعقید نہ ہوتی، جس نے انہیں اسلام کی روحِ جمال اور اعتدال سے محروم کر دیا تھا۔ تو وہ تاریخ میں بہت اُونچا مقام حاصل کرتے۔

لیکن انہوں نے وہ طریقہ اختیار کیا جو نہ قرآن کا تھا نہ سیّد العرب والعجم کا ہم دیکھ چکے ہیں کہ کس طرح یہ لوگ اپنے مخالف مسلمانوں کو بے دردی سے قتل کر دیتے تھے۔

عبداللہ بن خباب اور ان کی بیوی کے قتل کا واقعہ کافی لرزہ خیز ہے۔ عورتوں اور بچوں تک کو معاف نہ کرتے تھے۔ ایک روایت تو یہ ہے کہ اُبلتی ہوئی ہانڈیوں میں بچوں کو ڈال دیتے تھے[2]۔ اور ستم یہ ہے کہ ان باتوں کو یہ دین

---

[1] : الکامل للمبرد۔ ج ۲۔ ص ۱۴۶۔

[2] : العقد الفرید۔ ج ۱۔ ص ۱۴۶۔

Marfat.com

کی بہت بڑی خدمت سمجھتے تھے۔

خوارج نے عجیب عجیب حرکتیں کیں، یہ وہ لوگ تھے کہ انہوں نے خود ہی حضرت علیؓ کو تحکیم پر مجبور کیا۔ اور جب انہوں نے تحکیم مان لی تو یہ اُن کے خلاف بغاوت پر آمادہ ہوگئے اور نعرہ لگایا۔

"لاحکم الّا اللہ"

ذرا اس جواب پر غور فرمائیے جو علیؓ نے دیا تھا۔ انہوں نے فرمایا:۔

"بات درست ہے لیکن مراد باطل ہے۔"

یہ لوگ اپنے نعرہ سے ابطالِ عمارت کا نظریہ پیش کرتے تھے حالانکہ وہ ایک ضروری اور لازمی چیز ہے۔

مصادر اور ماخذ

اس کتاب کی تیاری میں تمام ممکن مصادر ہمارے پیش نظر رہے۔ خاص طور پر کتب ذیل :-

تاریخ طبری۔

البدایہ والنہایہ۔

مروج الذہب للمسعودی۔

تاریخ یعقوبی۔

الملل والنحل۔

الفرق بین الفرق وغیرہا۔

علاوہ ازیں کتبِ ادب سے بھی ہم نے کافی استفادہ کیا ہے، کیونکہ خوارج کے واقعات ان میں بکھرے پڑے ہیں۔ جیسے۔

الکامل للمبرد۔

لبیان والتبیین للجاحظ۔

العقد الفرید لابن عبدربہ، وغیرہ وغیرہ۔

Marfat.com

مغربی زبانوں کے کچھ مصادر بھی ہمارے پیش نظر رہے ہیں۔ مثلاً :۔
انسائیکلوپیڈیا آف اسلام۔
انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا (چودھواں ایڈیشن)
مستشرقین کے وہ مقالات ورسائل جو اس موضوع سے متعلق ہیں۔

ختم شد

Marfat.com

Marfat.com

اُردو ادب بیسویں صدی میں	پروفیسر حق نواز
زبانِ داغ	سید رفیق مارہروی
مکاتیب امیر مینائی	مولوی احسن اللہ خاں
اَدب کا مطالعہ	اطہر پرویز
مراۃ الشعر	عبدالرحمٰن
نگارستانِ فارس	مولانا محمد حسین آزاد
سخندانِ فارس	مولانا محمد حسین آزاد
مخزن المحاورات	منشی چرنجی لال
نگار خانہ رقصاں	سید حامد
شعر العجم جلد اوّل	مولانا شبلی نعمانیؒ
شعر العجم جلد دوم	مولانا شبلی نعمانیؒ
تاریخ ادب اُردو	مرزا محمد عسکری
مزاج و ماحول	ڈاکٹر سلام سندیلوی
اَدبی خطوط	محمد اجمل خان
مہابھارت کتھن مالا	عبدالعزیز خالد

ع 941 ت 297.83
126744-U-67

مقبول اکیڈمی

۲

تاریخ خوارج